فرض علوم پر مشتمل آسان اور دلچسپ کتاب

فیضانِ فرض عُلوم



اس کتاب میں آپ پڑھیں گے

اللہ تعالیٰ، انبیا و مرسلین، ملائکہ، اولیاء
جنت و دوزخ اور تقدیر وغیرہا کے بارے میں
عقائد و نظریات

طہارت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، نکاح، طلاق
اور عقیقہ و ختنہ وغیرہا کے مسائل

مصنف
استاذ الفقہ والحدیث
مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مدظلہ

مکتبہ اِمامِ اہلسنّت
0332-9292026

فرض علوم پر مشتمل آسان دلچسپ اور کتاب

فیضانِ فرض علوم

مصنف

استاذ الفقہ والحدیث
مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مدظلہ

مکتبہ امام اہلسنت
0322-9292026

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔فیضانِ فرض علوم

مصنف۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت علامہ مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مدظلہ العالی

ناشر۔۔۔۔۔۔۔۔۔مکتبہ امام اہلسنت، لاہور

فون نمبر۔۔۔۔۔۔۔۔0332-9292026

صفحات۔۔۔۔۔۔۔۔399

قیمت۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 320

اشاعتِ اول۔۔۔۔۔۔ربیع النور 1435ھ بمطابق جنوری 2014ء

ملنے کے پتے

داالضحیٰ پبلی کیشنز، داتا دربار مارکیٹ، لاہور: 0300:7259263

مکتبہ فیضان مدینہ، مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد: 0312:6561574

فہرست

کتاب العقائد

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا بیان

سوال: اللہ عزوجل کے بارے میں ہمارا کیا عقیدہ ہونا چاہیے؟

جواب: اللہ عزوجل کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ

(1) اللہ عزوجل ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں، نہ صفات میں۔

(پ30، سورہ اخلاص، آیت 1 ☆ پ8، سورۃ الأنعام، آیت 163 ☆ منح الروض الأزہر للقاری، ص14)

(2) وہی اس کا مستحق ہے کہ اُس کی عبادت و پرستش کی جائے، اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ (پ1، سورۃ البقرۃ، آیت 21)

(3) وہ واجب الوجود ہے یعنی اس کا وجود ضروری اور عدَم (نہ ہونا) مُحال ہے۔

(شرح الفقہ الأکبر للقاری، ص 15)

(4) وہ قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے، اَزَلی کے بھی یہی معنٰی ہیں۔

(المعتقد المنتقد، ص18)

(5) وہ باقی ہے یعنی ہمیشہ رہے گا اور اِسی کو اَبَدی بھی کہتے ہیں۔

(پ20، سورۃ القصص، آیت 88 ☆ المسامرۃ بشرح المسایرۃ، الأصل الثانی والثالث، ص22,24)

(6) وہ بے پرواہ ہے بے نیاز ہے، کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہان اُس کا محتاج ہے۔ (پ30، سورۃ الإخلاص، آیت 2 ☆ منح الروض الأزہر فی شرح الفقہ الأکبر، ص14)

(7) جس طرح اُس کی ذات قدیم، اَزَلی، اَبَدی ہے، صفات بھی قدیم، اَزَلی، اَبَدی ہیں۔ اُس کی ذات وصفات کے سوا سب چیزیں حادث ہیں یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں۔ (منح الروض الأزہر فی شرح الفقہ الأکبر، ص23 ☆ شرح العقائد النسفیہ، ص24)

(8) وہ نہ کسی کا باپ ہے، نہ بیٹا اور نہ اُس کے لیے بیوی، جو اُسے باپ یا بیٹا بتائے یا اُس کے لیے بیوی ثابت کرے کافر ہے۔

(پ30،سورۃ الإخلاص،آیت 3☆الشفاء، فصل فی بیان ما ہو من المقالات کفر، ج 2، ص 283☆مجمع الأنہر، کتاب السیر والجہاد، ج 2، ص 504)

(9) وہی ہر شے کا خالق ہے، ذوات ہوں خواہ افعال، سب اُسی کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔

(پ13،سورۃ الرعد، آیت 16☆پ23،سورۃ الصافات، ایت 96☆شرح العقائد النسفیۃ، ص 76)

(10) حقیقۃً روزی پہنچانے والا وہی ہے، ملائکہ وغیرہم سب وسیلہ ہیں۔

(پ27،سورۃ الذٰریٰت، آیت 58)(تفسیر البغوی، پ30،تحت الآیۃ(فَالْمُدَبِّرٰتِ أَمْرًا)،ج 4، ص 411)

(11) اللہ تعالیٰ جسم، جہت، مکان، شکل وصورت اور حرکت وسکون سب سے پاک ہے۔(شعب الإیمان، باب فی الإیمان باللہ عزوجل، فصل فی معرفۃ أسماء اللہ وصفاتہ، ج 1، ص 113☆شرح المواقف، المقصد الأول، ج 8، ص 22☆شرح المقاصد، ج 2، ص 270)

(12) وہ ہر کمال وخوبی کا جامع ہے اور ہر اُس چیز سے جس میں عیب ونقصان ہے پاک ہے، مثلاً جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، جہل، بے حیائی وغیرہا عیوب اُس پر قطعاً محال ہیں۔ (المسامرۃ بشرح المسایرۃ، ص 393☆الفتاوی الرضویۃ، ج 15، ص 320)

سوال: اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ کون سی ہیں؟

جواب: صفاتِ ذاتیہ سات ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

(1) حیات (2) قدرت (3) سننا (4) دیکھنا (5) کلام (6) علم (7) اِرادہ۔

(فقہ الأکبر، ص 15تا19☆الحدیقۃ الندیۃ، ج 1، ص 251تا256)

سوال: ان صفات کی کچھ تفصیل ارشاد فرمادیں؟

جواب: وہ حَی ہے، یعنی خود زندہ ہے اور سب کی زندگی اُس کے ہاتھ میں ہے، جسے جب چاہے زندہ کرے اور جب چاہے موت دے۔

وہ ہر ممکن پر قادر ہے، کوئی ممکن اُس کی قدرت سے باہر نہیں۔

وہ سمیع ہے یعنی ہر پست سے پست آواز کو سنتا ہے، مگر اس کا سننا کان سے نہیں۔

وہ بصیر ہے یعنی ہر باریک سے باریک کو کہ خوردبین سے محسوس نہ ہو دیکھتا

ہے، مگر اس کا دیکھنا آنکھ سے نہیں۔

وہ کلام فرماتا ہے، مگر اس کا کلام زبان سے نہیں، اور اس کا کلام آواز اور الفاظ وحروف سے پاک ہے۔

اُس کا علم ہر شے کو محیط ہے، وہ غیب وشہادت سب کو جانتا ہے۔

ارادہ ومشیت کی صفت سے متصف ہے، اس کے ارادہ ومشیت کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا، تمام چیزوں کو اپنے ارادے سے پیدا فرماتا ہے اور ان میں اپنے ارادے سے تصرف فرماتا ہے، یہ نہیں کہ بے ارادہ اس سے افعال سرزد ہوتے ہیں۔

(بہار شریعت ملخصاً، ص6تا10)

سوال: اللہ تعالیٰ کی صفات اس کا عین ہیں یا غیر؟

جواب: صفاتِ باری تعالیٰ نہ عین ہیں نہ غیر، یعنی صفات اسی ذات ہی کا نام ہوا ایسا نہیں اور نہ اُس سے کسی طرح جدا ہوسکیں کہ نفسِ ذات کی مقتضی ہیں اور عینِ ذات کو لازم۔ (شرح عقائد نسفیہ، ص47،48)

بلاتشبیہ اس کو یوں سمجھیں کہ پھول کی خوشبو پھول کی صفت ہے جو پھول کے ساتھ ہی پائی جاتی ہے، مگر اس خوشبو کو ہم پھول نہیں کہتے، اور نہ ہی اُسے پھول سے جدا کہہ سکتے ہیں۔

سوال: اللہ میاں کہنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے ساتھ "میاں" کا لفظ بولنا منع ہے۔ اللہ تعالیٰ، اللہ عزوجل وغیرہ بولنا چاہیے۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ کیلئے میاں کا لفظ نہ بولا جائے کہ وہ تین معنیٰ رکھتا ہے، آقا اور شوہر اور مرد وعورت میں زنا کا دلال، ان میں دو ربّ العزت عزوجل کے لئے محال (یعنی ناممکن) ہیں، لہٰذا اطلاق (یعنی بولنا) ممنوع ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج14، ص614)

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کو سخی کہہ سکتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالٰی کو سخی نہیں جواد کہنا چاہیئے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اسمائے الٰہیہ توقیفیہ (قرآن و حدیث کی طرف سے ٹھہرائے ہوئے) ہیں، یہاں تک کہ اللہ جل جلالہ کا جواد ہونا اپنا ایمان (ہے) مگر اسے سخی نہیں کہہ سکتے کہ شرع میں وارد نہیں۔ (فتاوی رضویہ، ج27، ص165)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں: ''محاورۂ عرب میں عموماً سخی اُسے کہتے ہیں جو خود بھی کھائے اوروں کو بھی کھلائے۔ جواد وہ جو خود نہ کھائے اَوروں کو کھلائے، اِسی لیے اللہ تعالٰی کو سخی نہیں کہا جاتا ہے۔'' (مرآۃ المناجیح، ج 1، ص 221)

سوال: اللہ تعالٰی کے لئے عاشق کا لفظ بولنا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز ہے کہ معنیٰ عشق اللہ عزوجل کے حق میں محال قطعی ہے۔ اور ایسا لفظ بے وُرودِ شرعی اللہ تعالٰی کی شان میں بولنا ممنوعِ قطعی۔ (فتاوی رضویہ، ج21، ص114)

سوال: کیا دنیا میں جاگتی آنکھوں کے ساتھ اللہ تعالٰی کا دیدار ممکن ہے؟ بعض لوگ یہ دعوی کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ آئیں ہم آپ کو جاگتی آنکھوں کے ساتھ اللہ تعالٰی کا دیدار کراتے ہیں۔

جواب: دنیا میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علاوہ کسی کے لئے بیداری میں چشمِ سر سے اللہ تعالٰی کا دیدار ممکن نہیں، جو اس کا دعوی کرے وہ کافر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((تَعَلَّمُوا أَنَّهُ لَنْ يَرَى أَحَدٌ مِنْكُمْ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى يَمُوتَ)) ترجمہ: جان لو کہ تم میں سے کوئی بھی شخص موت سے پہلے ہرگز اپنے رب کا دیدار نہیں کرسکتا۔ (صحیح مسلم، باب ذکر ابن صیاد، ج4، ص2245، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

فتاوی حدیثیہ میں ہے ''لا یجوز لاحد ان یدعی انه رأی الله بعین رأسه، ومن زعم ذلك فهو كافر مراق الدم'' ترجمہ: کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ سر کی آنکھوں سے اللہ تعالٰی کو دیکھنے کا دعوی کرے، اور جس نے یہ گمان کیا تو وہ کافر اور مباح الدم ہے۔ (فتاوی حدیثیہ، ص200، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

سوال : کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے؟

جواب : جی ہاں! جمہور اہل سنت کے نزدیک معراج کی رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔

(الفتاوی الحدیثیۃ، مطلب فی رؤیۃ اللہ تعالیٰ فی الدنیا، ص200، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

سوال: کیا دنیا کے اندر خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں! خواب میں ہو سکتا ہے، اولیاء سے ثابت ہے، ہمارے امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں سو بار زیارت ہوئی۔ (منح الروض الازہر، ص83)

سوال: کیا آخرت میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو گا؟

جواب: جی ہاں! جنت میں مومنین کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو گا۔ (فقہ اکبر، ص83)

انبیاء علیہم السلام سے متعلق عقائد

سوال: نبی کسے کہتے ہیں؟

جواب: نبی اُس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لیے وحی بھیجی ہو۔

(شرح المقاصد، المبحث الأول، ج3، ص268☆المعتقد المنتقد، الباب الثانی فی النبوّات، ص105)

سوال: نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟

جواب: دو طرح کا فرق ہے:

(1) نبی کو اگر تبلیغ کا حکم بھی دیا گیا تو وہ رسول بھی ہے۔

(2) رسول بشر ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملائکہ میں بھی رسول ہیں۔

(المعتقد المنتقد، الباب الثانی فی النبوّات، ص105☆پ12، سورہ ہود، آیت 69☆تفسیر الطبری، تحت الآیۃ(وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا)، ج7، ص67)

سوال: کیا جن اور فرشتے بھی نبی ہوتے ہیں؟

جواب: نہیں! جن اور فرشتے نبی نہیں ہوتے، نبی صرف انسانوں میں ہوتے ہیں اور ان میں بھی یہ مرتبہ صرف مرد کے لیے ہے، کوئی عورت نبی نہ ہوئی۔

(پ12، سورہ یوسف، آیت 109☆الجامع لأحکام القرآن للقرطبی، پ12، سورہ یوسف، تحت ہذہ الآیۃ، ج5، الجزء التاسع، ص193)

سوال: انبیاء علیہم السلام کے بارے میں ہمارا کیا عقیدہ ہونا چاہیے؟

جواب: انبیاء علیہم السلام کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ

(1) انبیاء علیہم السلام شرک و کفر اور ہر ایسے امر سے جو لوگوں کے لیے باعثِ نفرت ہو، جیسے جھوٹ، خیانت اور جہالت وغیرہا بری صفات سے قبلِ نبوت اور بعدِ نبوت بالاجماع معصوم ہیں۔

(روح البیان، ج8، ص47☆الحدیقۃ الندیۃ علی الطریقۃ المحمدیۃ، ج1، ص288☆منح الروض الأزہر للقاری، الأنبیاء منزہون عن الصغائر والکبائر، ص56,57☆الفقہ الأکبر، ص61)

(2) اور اسی طرح ایسے افعال سے جو وجاہت اور مُروّت کے خلاف ہیں قبلِ نبوت اور بعدِ نبوت بالاجماع معصوم ہیں۔ (الحدیقۃ الندیہ، ج1، ص288)

(3) اور کبائر سے بھی مطلقاً معصوم ہیں اور حق یہ ہے کہ تعمّدِ صغائر (قصداً صغیرہ گناہ کرنے) سے بھی قبلِ نبوّت اور بعدِ نبوّت معصوم ہیں۔ (الحدیقۃ الندیہ، ج1، ص288)

(4) اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام پر بندوں کے لیے جتنے احکام نازل فرمائے اُنھوں نے وہ سب پہنچا دیے، جو یہ کہے کہ کسی حکم کو کسی نبی نے چھپا رکھا، تقیہ یعنی خوف کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے نہ پہنچایا، کافر ہے۔

(پ6، سورۃ المائدۃ، آیت67☆الجامع لأحکام القرآن للقرطبی، ج3، الجزء الثانی، ص145☆المعتقد المنتقد، ص113,114☆الیواقیت والجواہر، ص252)

(5) احکامِ تبلیغیہ میں انبیاء سے سہو ونسیان محال ہے۔

(المسامرۃ بشرح المسایرۃ، شروط النبوّۃ، الکلام علی العصمۃ، ص234,235)

(6) اُن کے جسم کا برص وجذام وغیرہ ایسے امراض سے جن سے تنفّر ہوتا ہے، پاک ہونا ضروری ہے۔ (المسامرۃ، شروط النبوّۃ، الکلام علی العصمۃ، ص226)

(7) اللہ عزوجل نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے غیوب پر اطلاع دی۔ مگر یہ علمِ غیب کہ ان کو ہے اللہ عزوجل کے دیئے سے ہے، لہٰذا ان کا علم عطائی ہوا۔

(پ1، سورۃ البقرۃ، آیت31☆پ3، سورۃ البقرۃ، آیت255☆تفسیر الخازن، ج1، ص196)

(8) انبیائے کرام، تمام مخلوق یہاں تک کہ رُسُلِ ملائکہ سے بھی افضل ہیں۔ ولی کتنا ہی بڑے مرتبہ والا ہو، کسی نبی کے برابر نہیں ہوسکتا۔ جو کسی غیرِ نبی کو کسی نبی سے افضل یا برابر بتائے، کافر ہے۔

(پ7، سورۃ الانعام، آیت86☆تفسیر الخازن، ج2، ص33، تحت الآیۃ(وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ)☆شرح المقاصد، ج3، ص320,321☆منح الروض الأزہر، ص121)

(9) نبی کی تعظیم فرضِ عین بلکہ اصلِ تمام فرائض ہے۔ کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا تکذیب، کفر ہے۔

(پ26، سورۃ الفتح، آیت9☆جواہر البحار، ج3، ص260☆تفسیر روح البیان، ج3، ص394)

(10) تمام انبیاء اللہ عزوجل کے حضور عظیم وجاہت وعزت والے ہیں ان کو

اللہ تعالیٰ کے نزدیک معاذ اللہ چوہڑے چمار کی مثل کہنا کھلی گستاخی اور کلمہ کفر ہے۔

(پ22، الأحزاب، آیت69☆تفسیر ابن کثیر، ج6، ص430، تحت الآیۃ(وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا)

(11) انبیاء علیہم السلام کو عقلِ کامل عطا کی جاتی ہے، جو اوروں کی عقل سے بدرجہا زائد ہے، کسی حکیم اور کسی فلسفی کی عقل اُس کے لاکھویں حصہ کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔

(المسایرۃ، شروط النبوۃ، ص226☆شرح المقاصد، المبحث السادس، ج3، ص317)

سوال: کیا انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں؟

جواب: جی ہاں! انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اُسی طرح بحیاتِ حقیقی زندہ ہیں، جیسے دنیا میں تھے، کھاتے پیتے ہیں، جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں، تصدیقِ وعدۂ الٰہیہ کے لیے ایک آن کو اُن پر موت طاری ہوئی، پھر بدستور زندہ ہوگئے، اُن کی حیات، حیاتِ شُہدا سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے فلہٰذا شہید کا ترکہ تقسیم ہوگا، اُس کی بیوی بعدِ عدت نکاح کرسکتی ہے بخلاف انبیاء کے، کہ وہاں یہ جائز نہیں۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، ذکر وفاتہ ودفنہ، الحدیث 1637، ج2، ص291☆مسند أبي یعلی، الحدیث 3412، ج3، ص216☆فیوض الحرمین للشاہ ولی اللہ المحدث الدھلوی، ص28☆روح المعاني، ج11، ص52,53☆تکمیل الإیمان، ص122☆الحاوی للفتاوی، کتاب البعث، أنباء الأذکیاء بحیاۃ الأنبیاء، ج2، ص179,180)

سوال: کیا نبی ہونے کے لیے اس پر وحی ہونا ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں! نبی ہونے کے لیے اُس پر وحی ہونا ضروری ہے، خواہ فرشتہ کی معرفت ہو یا بلا واسطہ۔

(پ25، سورۃ الشوری، آیت51☆المعتقد المنتقد، ص106)

سوال: کیا وحی نبوت غیر نبی کو ہوسکتی ہے؟

جواب: وحی نبوت، انبیاء کے لیے خاص ہے، جو اسے کسی غیرِ نبی کے لیے مانے کافر ہے۔ ولی کے دل میں بعض وقت سوتے یا جاگتے میں کوئی بات اِلقا ہوتی ہے، اُس کو اِلہام کہتے ہیں، اور وحی شیطانی کہ اِلقا من جانب شیطان ہو، یہ کاہن، ساحر اور دیگر کفّار و فسّاق کے لیے ہوتی ہے۔

(المعتقد المنتقد، ص 105 ☆الشفا، فصل فی بیان ما ہو من المقالات کفر، الجزء 2، ص285

☆المرقاۃ، کتاب العلم، ج 1، ص 445 ☆پ 7، سورۃ الأنعام، آیت 112)

سوال: کیا نبوت کسبی ہے یعنی آدمی عبادت وریاضت سے حاصل کرسکتا ہے؟

جواب: نبوّت کسبی نہیں کہ آدمی عبادت ورِیاضت کے ذریعہ سے حاصل کر سکے، بلکہ محض عطائے الٰہی ہے، کہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے، ہاں! دیتا اُسی کو ہے جسے اس منصبِ عظیم کے قابل بناتا ہے۔ اور جو اِسے کسبی مانے کہ آدمی اپنے کسب و ریاضت سے منصبِ نبوّت تک پہنچ سکتا ہے، کافر ہے۔

(المعتقد المنتقد، ص 107)(الیواقیت والجواہر، ص 224)

سوال: جو شخص نبی سے نبوت کا زوال جائز مانے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: جو شخص نبی سے نبوّت کا زوال جائز جانے کافر ہے۔

(المعتقد المنتقد، ص 109)

سوال: کیا نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے؟ نبی کے علاوہ اور کون معصوم ہوتا ہے؟

جواب: نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے اور یہ عصمت نبی اور فرشتے کا خاصہ ہے، کہ نبی اور فرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں۔ اماموں کو انبیاء کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی وبد دینی ہے۔

(منح الروض الأزہر، ص 56 ☆المعتقد المنتقد، ص 110 ☆الشفا، فصل فی القول فی عصمۃ الملائکۃ، ج 2، ص 174,175)

سوال: عصمتِ انبیاء کے کیا معنی ہیں؟

جواب: عصمتِ انبیاء کے یہ معنی ہیں کہ اُن کے لیے حفظِ الٰہی کا وعدہ ہولیا، جس کے سبب اُن سے صدورِ گناہ شرعاً محال ہے بخلاف ائمہ واکابر اولیا، کہ اللہ عزوجل انھیں محفوظ رکھتا ہے، اُن سے گناہ ہوتا نہیں، مگر ہو تو شرعاً محال بھی نہیں۔

(نسیم الریاض فی شرح الشفاء، الباب الأول، فصل فی عصمۃ الأنبیاء، ج 4، ص 144,193)

سوال: کن انبیاء علیہم السلام کے نام قرآن مجید میں صراحتاً موجود ہیں؟

جواب: جن کے اسمائے طیبہ بالتصریح قرآنِ مجید میں ہیں، وہ یہ ہیں:

(1) حضرت آدم علیہ السلام (2) حضرت نوح علیہ السلام (3) حضرت ابراہیم علیہ السلام (4) حضرت اسماعیل علیہ السلام (5) حضرت اسحاق علیہ السلام (6) حضرت یعقوب علیہ السلام (7) حضرت یوسف علیہ السلام (8) حضرت موسیٰ علیہ السلام (9) حضرت ہارون علیہ السلام (10) حضرت شعیب علیہ السلام (11) حضرت لُوط علیہ السلام (12) حضرت ہُود علیہ السلام (13) حضرت داوٗد علیہ السلام (14) حضرت سلیمان علیہ السلام (15) حضرت ایوب علیہ السلام (16) حضرت زکریا علیہ السلام (17) حضرت یحییٰ علیہ السلام (18) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (19) حضرت الیاس علیہ السلام (20) حضرت الیسع علیہ السلام (21) حضرت یونس علیہ السلام (22) حضرت ادریس علیہ السلام (23) حضرت ذوالکفل علیہ السلام (24) حضرت صالح علیہ السلام (25) حضرت عُزیر علیہ السلام (26) حضور سیّد المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

سوال: انبیاء کی کل کتنی تعداد ہے؟

جواب: انبیاء کی کوئی تعداد معیّن کرنا جائز نہیں، کہ خبریں اِس باب میں مختلف ہیں اور تعداد معیّن پر ایمان رکھنے میں نبی کو نبوت سے خارج ماننے، یا غیرِ نبی کو نبی جاننے کا احتمال ہے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں، لہٰذا یہ اعتقاد چاہیے کہ اللہ (عزوجل) کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔ (المسامرة بشرح المسايرة، ص226)

سوال: سب سے پہلے نبی کون ہیں؟

جواب: دنیا میں تشریف لانے کے اعتبار سے سب میں پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ (المسند للإمام أحمد بن حنبل، الحديث21602، ج8، ص130)

نوٹ: ''دنیا میں تشریف لانے'' کی قید اس لیے لگائی کہ مطلق نبوت ملنے کی بات کی جائے تو ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت بھی مقامِ نبوت پر فائز

تھے جب آدم علیہ السلام پیدا بھی نہیں ہوئے تھے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((قَالُوا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَتٰی وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّۃُ؟ قَالَ: وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ)) ترجمہ: صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کو نبوت کب ملی؟ فرمایا: جبکہ آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔

(جامع ترمذی، باب فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج6، ص9، دار الغرب الاسلامی، بیروت)

ہاں بعثت کے اعتبار سے ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں۔

سوال: سب سے پہلے رسول کون ہیں؟

جواب: سب میں پہلے رسول جو کفار پر بھیجے گئے حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب أدنی أهل الجنة منزلة فیها، الحدیث193، ص122)

اُنھوں نے نو سو پچاس برس ہدایت فرمائی، اُن کے زمانہ کے کفار بہت سخت تھے، ہر قسم کی تکلیفیں پہنچاتے، استہزا کرتے، اتنے عرصہ میں گنتی کے لوگ مسلمان ہوئے، جب باقیوں کو ملاحظہ فرمایا کہ ہرگز اصلاح پذیر نہیں، ہٹ دھرمی اور کفر سے باز نہ آئیں گے، مجبور ہو کر اپنے رب کے حضور اُن کے ہلاک کی دُعا کی، طوفان آیا اور ساری زمین ڈوب گئی، صرف وہ گنتی کے مسلمان اور ہر جانور کا ایک ایک جوڑا جو کشتی میں لے لیا گیا تھا، بچ گئے۔

(پ20، سورۃ العنکبوت، آیت14 ☆پ8، سورۃ الأعراف، آیت 59تا72 ☆پ11، سورہ یونس، آیت 71تا73 ☆پ12، سورہ ہود، آیت 25تا47 ☆پ18، سورۃ المؤمنون، آیت 23تا30 ☆پ19، سورۃ الشعراء، آیت 105تا122 ☆پ20، سورۃ العنکبوت، آیت14,15 ☆پ29، سورہ نوح، آیت1تا28)

سوال: انبیاء و مرسلین علیہم السلام میں سب سے افضل کون ہیں؟

جواب: سب میں افضل ہمارے آقا و مولیٰ سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کا، اِن حضرات کو مرسلین اُولوالعزم کہتے ہیں اور یہ پانچوں حضرات باقی تمام انبیاء و مرسلینِ انس وملَک وجن وجمیع مخلوقاتِ الٰہی سے افضل ہیں۔

(پ15، سورۃ الإسراء، آیت55 ☆ التفسیر الکبیر، ج2، ص521تا524)

سوال: انبیاء کرام علیہم السلام کی لغزشوں کا تذکرہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے جو لغزشیں واقع ہوئیں، ان کا ذکر تلاوتِ قرآن وروایتِ حدیث کے سوا حرام اور سخت حرام ہے، اوروں کو اُن سرکاروں میں لب کشائی کی کیا مجال؟ مولیٰ عزوجل اُن کا مالک ہے، جس محل پر جس طرح چاہے تعبیر فرمائے، وہ اُس کے پیارے بندے ہیں، اپنے رب کے لیے جس قدر چاہیں تواضع فرمائیں، دوسرا اُن کلمات کو سند نہیں بنا سکتا اور خود اُن کا اطلاق کرے تو مردودِ بارگاہ ہو، پھر اُنکے یہ افعال جن کو لغزش سے تعبیر کیا جائے ہزار ہا حِکَم ومَصالح پر مبنی، ہزار ہا فوائد و برکات کے مُثمر ہوتے ہیں، ایک لغزشِ آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو دیکھئے، اگر وہ نہ ہوتی، جنت سے نہ اترتے، دنیا آباد نہ ہوتی، نہ کتابیں اُترتیں، نہ رسول آتے، نہ جہاد ہوتے، لاکھوں کروڑوں مثُوبات کے دروازے بند رہتے، اُن سب کا فتحِ باب ایک لغزشِ آدم کا نتیجہ مبارکہ وثمرہ طیبہ ہے۔ بالجملہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی لغزش، مَن وتُو کس شمار میں ہیں، صدیقین کی حَسَنات سے افضل واعلیٰ ہے۔ حَسَنَاتُ الْأَبْرَارِ سَيِّاٰتُ الْمُقَرَّبِيْنَ۔

ترجمہ: نیک لوگوں کی نیکیاں مقربین کے لیے خطاؤں کا درجہ رکھتی ہیں۔

(أشعۃ اللمعات، کتاب الإیمان، الفصل الأول، ج1، ص43 ☆ فتاوی رضویہ، ج1، ص823.824 ☆ بہار شریعت، حصہ1، ص88.89)

سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص

سوال: اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات میں سے افضل کون ہے؟

جواب: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمیع مخلوقِ الٰہی سے افضل ہیں، کہ اوروں کو فرداً فرداً جو کمالات عطا ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں وہ سب جمع کر دیے گئے۔

(پ15، سورۃ الإسراء، آیت55☆التفسیر الکبیر، ج2، ص521تا524☆پ7، سورۃ الأنعام، آیت9☆تفسیر الخازن، ج2، ص34)

اور اِن کے علاوہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ کمالات ملے جن میں کسی کا حصہ نہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، ج1، ص134☆الخصائص الکبری، باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بعموم الدعوۃ إلخ، ج2، ص320☆الفتاوی الرضویۃ، ج30، ص253)

بلکہ اوروں کو جو کچھ مِلا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل میں، بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ اقدس سے ملا، بلکہ کمال اس لیے کمال ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج30، ص677)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے مرتبہ محبوبیتِ کبریٰ سے سرفراز فرمایا کہ تمام خَلق رضائے مولا کی متلاشی ہے اور اللہ عزوجل طالبِ رضائے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(پ30، سورۃ الضحی، آیت 5☆پ2، سورۃ البقرۃ، آیت144☆التفسیر الکبیر، ج2، ص82☆صحیح البخاری، کتاب التفسیر، الحدیث 4788، ج3، ص303☆صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب جواز ہبتہا نوبتہا لضرتہا، الحدیث1464، ص771)

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد (حدائق بخشش، ص49)

تمام مخلوق اوّلین وآخرین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیازمند ہے، یہاں تک کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بھی۔

(صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب أدنی أھل الجنۃ منزلۃ فیہا، الحدیث194، ص124,125☆ ... الحدیث820، ص409)

سوال: کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیاراتِ تکوینیہ (کائنات میں تصرف کے اختیارات) عطا فرمائے گئے؟

جواب: حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے نائبِ مطلق ہیں، تمام جہان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تحتِ تصرّف کر دیا گیا، جو چاہیں کریں، جسے جو چاہیں دیں، جس سے جو چاہیں واپس لیں، تمام جہان میں اُن کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں، تمام جہان اُن کا محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں، تمام آدمیوں کے مالک ہیں جو اُنھیں اپنا مالک نہ جانے حلاوتِ سنّت سے محروم رہے، تمام زمین اُن کی مِلک ہے، تمام جنت اُن کی جاگیر ہے، ملکوت السمٰوات والارض حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زیرِ فرمان ہیں، جنت و نار کی کنجیاں دستِ اقدس میں دیدی گئیں، رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں، دنیا و آخرت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عطا کا ایک حصہ ہے۔

(أشعة اللمعات، ج 4، ص315☆الفتاوی الرضویة، ج 15، ص267☆جواہر البحار، ج 3، ص60☆الجوہر المنظم، ص 42☆المواہب، ج 1، ص28,29☆نسیم الریاض، القسم الأول فی تعظیم العلی الأعلی لقدر النبی، ج2، ص281☆المسند للإمام أحمد بن حنبل، الحدیث6902، ج2، ص644)

سوال: کیا اللہ تعالیٰ نے احکامِ تشریعیہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد فرمائے ہیں؟

جواب: جی ہاں! احکامِ تشریعیہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قبضہ میں کر دیے گئے، کہ جس پر جو چاہیں حرام فرما دیں اور جس کے لیے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں معاف فرما دیں۔

(پ9سورۃ الأعراف، آیت 157☆صحیح البخاری، کتاب جزاء الصید، باب لا یحل القتال بمکة، الحدیث1834، ج1، ص606☆المسند للإمام أحمد بن حنبل، الحدیث 20309، ج7، ص283,284)

سوال: روزِ میثاق تمام انبیاء سے کیا عہد لیا گیا؟

جواب :روزِ میثاق تمام انبیاء سے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر ایمان لانے اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا اور اِسی شرط پر یہ منصب اعظم اُن کو دیا گیا۔ (پ3، سورہ آلِ عمرٰن، آیت81☆تفسیر الطبری، الحدیث7327، ج3، ص330)

سوال :کیا دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بھی کسی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوئے ہیں؟

جواب :اور انبیاء کی بعثت تو خاص کسی ایک قوم کی طرف ہوئی مگر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تمام مخلوق انسان و جن، بلکہ ملائکہ، حیوانات، جمادات، سب کی طرف مبعوث ہوئے۔

(صحیح البخاری، کتاب التیمم، الحدیث 335، ج1، ص137)(پ22، سورہ سبا، آیت 28)(پ9، سورہ اعراف، آیت158)(صحیح مسلم، کتاب المساجد إلخ، الحدیث533، ص266)

سوال :جو شخص یہ کہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانے میں یا بعد میں کوئی نیا نبی آسکتا ہے، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب :حضور، خاتم النبیین ہیں یعنی اللہ عزوجل نے سلسلۂ نبوت حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر ختم کر دیا، کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانہ میں یا بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا، جو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانہ میں یا حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنا مانے یا جائز جانے، کافر ہے۔

(پ22، سورۃ الأحزاب، آیت 40)(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث 3535، ج2، ص487)(سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء لا تقوم الساعۃ إلخ، الحدیث 2226، ج4، ص93)(المعتقد المنتقد، تکمیل الباب، ص119،120) (الفتاوی الرضویۃ، ج15، ص578)

سوال: کیا کوئی حضور کی مثل ہوسکتا ہے؟

جواب :مُحال (ناممکن) ہے کہ کوئی حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مثل ہو، جو کسی صفتِ خاصہ میں کسی کو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مثل بتائے، گمراہ ہے یا کافر۔

(المعتقد المنتقد، ص126)(الشفا، ج 2، ص239)(شرح الشفا للملا علی القاری، ج2، ص240)
(نسیم الریاض، ج6،ص232)

سوال: معراج کیا ہے؟

جواب: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص سے معراج ہے، کہ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک اور وہاں سے ساتویں آسمان اور کرسی و عرش تک، بلکہ بالائے عرش رات کے ایک خفیف حصہ میں مع جسم تشریف لے گئے اور وہ قربِ خاص حاصل ہوا کہ کسی بشر و مَلَک کو کبھی حاصل ہوا نہ ہو، اور جمالِ الٰہی بچشمِ سر دیکھا اور کلامِ الٰہی بلا واسطہ سنا اور تمام ملکوت السمٰوات والارض کو بالتفصیل ذرّہ ذرّہ ملاحظہ فرمایا۔

(پ15، سورہ بنی اسرآئیل، آیت1)(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب ماجاء فی قوله عزوجل(وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيْمًا)، الحدیث 7515، ج4، ص580)(الحدیقة الندیة، ج1، ص272)
(تکمیل الإیمان، ص128)(تفسیر الخازن، ج3، ص158)(حاشیة الصاوی، ج4، ص1106)(تفسیر الجلالین، ص228)

سوال: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شفاعتِ کبریٰ کا منصب دیا گیا، اس سے کیا مراد ہے؟ نیز مقامِ محمود سے کیا مراد ہے؟

جواب: قیامت کے دن حساب کتاب کا انتظار انتہائی سخت ہوگا، جس کے لیے لوگ تمنائیں کریں گے کہ کاش جہنم میں پھینک دیے جاتے اور اس انتظار سے نجات پاتے، پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے حساب کتاب شروع ہوگا، اِس بلا سے چھٹکارا کفار کو بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدولت ملے گا، اس کا نام شفاعتِ کبری ہے، پھر اس پر اوّلین و آخرین، موافقین و مخالفین، مؤمنین و کافرین سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمد کریں گے، اِسی کا نام مقامِ محمود ہے۔

(پ15، سورة الاسراء، آیت79)(تفسیر الطبری، ج8، ص131)(روح البیان، ج5، ص192)(المعتقد المنتقد، تکمیل الباب، ص127)(الفتاوی الرضویة، ج29، ص575)(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب سلوا الله لی الوسیلة، الحدیث3633، ج5، ص353)

سوال: کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شفاعتِ کبری کے علاوہ بھی شفاعت

فرمائیں گے؟

جواب: شفاعت کی اور اقسام بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہیں مثلاً بہتوں کو بلا حساب جنت میں داخل فرمائیں گے، جن میں چار اَرَب نوے کروڑ کی تعداد معلوم ہے، اِس سے بہت زائد اور ہیں، جو اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم میں ہیں، بہُتیرے وہ ہوں گے جن کا حساب ہو چکا اور مستحقِ جہنم ہو چکے، اُن کو جہنم سے بچائیں گے اور بعضوں کی شفاعت فرما کر جہنم سے نکالیں گے اور بعضوں کے درجات بلند فرمائیں گے اور بعضوں سے تخفیفِ عذاب فرمائیں گے۔

(جامع الترمذی، أبواب صفة القيامة، الحديث 2445، ج4، ص198☆صحيح البخاری، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، الحديث6566، ج4، ص263☆المعتقد المنتقد، أقسام شفاعته صلى الله عليه وسلم، ص119)

سوال: کیا ایمان کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ضروری ہے؟

جواب: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت مدارِ ایمان، بلکہ ایمان اِسی محبت ہی کا نام ہے، جب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ماں، باپ، اولاد اور تمام جہان سے زیادہ نہ ہو آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔

(پ10، سورۃ التوبۃ، آیت24☆صحيح البخاری، كتاب الإيمان، الحديث15، ج1، ص17)

سوال: کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کے بغیر اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہوسکتی ہے؟

جواب: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اِطاعت عینِ اطاعتِ الٰہی ہے، اطاعتِ الٰہی بے اطاعتِ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناممکن ہے، یہاں تک کہ آدمی اگر فرض نماز میں ہو اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُسے یاد فرمائیں، فوراً جواب دے اور حاضرِ خدمت ہو اور یہ شخص کتنی ہی دیر تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کلام کرے، بدستور نماز میں ہے، اِس سے نماز میں کوئی خلل نہیں۔

(پ5، سورۃ النساء، آیت☆المعتقد المنتقد، الفصل الأول، ص133☆صحيح البخاری، كتاب

التفسیر، ج3، 229ص ☆پ9، سورۃالأنفال، آیت 124☆تفسیرالبیضاوی، ج3، ص99)

سوال: کیا تمام مخلوقات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ضروری ہے؟

جـــــواب: جی ہاں! جس طرح انسان کے ذمہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اطاعت فرض ہے۔ یونہی ہر مخلوق پر حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی فرمانبرداری ضروری ہے۔

(مدارج النبوۃ، ص193)

سوال: کیا حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم ایمان کے لیے ضروری ہے؟

جواب: حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم یعنی اعتقادِ عظمت جزوِ ایمان و رکنِ ایمان ہے اور فعلِ تعظیم بعد ایمان ہر فرض سے مقدّم ہے، اِس کی اہمیت کا پتا اس حدیث سے چلتا ہے کہ غزوہ خیبر سے واپسی میں منزل صہبا پر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نمازِ عصر پڑھ کر مولیٰ علی رضی اللہ تعالٰی وجہہ کے زانو پر سرِ مبارک رکھ کر آرام فرمایا، مولیٰ علی نے نمازِ عصر نہ پڑھی تھی، آنکھ سے دیکھ رہے تھے کہ وقت جا رہا ہے، مگر اِس خیال سے کہ زانو سرکاؤں تو شاید خوابِ مبارک میں خلل آئے، زانو نہ ہٹایا، یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا، جب چشمِ اقدس کھلی مولیٰ علی نے اپنی نماز کا حال عرض کیا، حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حکم دیا، ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ آیا، مولیٰ علی نے نماز ادا کی پھر ڈوب گیا، اس سے ثابت ہوا کہ افضل العبادات نماز اور وہ بھی صلوٰۃِ وُسطیٰ نمازِ عصر مولیٰ علی نے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نیند پر قربان کر دی، کہ عبادتیں بھی ہمیں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہی کے صدقہ میں ملیں۔ دوسری حدیث اس کی تائید میں یہ ہے کہ غارِ ثور میں پہلے صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ گئے، اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر اُس کے سوراخ بند کر دیے، ایک سوراخ باقی رہ گیا، اُس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھ دیا، پھر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بلایا، تشریف لے گئے اور اُن کے زانو پر سرِ اقدس رکھ کر آرام فرمایا، اُس غار میں ایک سانپ مشتاقِ زیارت رہتا تھا، اُس نے اپنا سَر صدیقِ اکبر کے پاؤں پر مَلا، انھوں نے اِس خیال سے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نیند میں فرق نہ آئے پاؤں نہ ہٹایا، آخر اُس نے پاؤں میں کاٹ لیا، جب صدیق

اکبر کے آنسو چہرہ انور پر گرے، چشمِ مبارک کھلی، عرضِ حال کیا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعابِ دہن لگا دیا فوراً آرام ہو گیا، ہر سال وہ زہر عَود کرتا، بارہ برس بعد اُسی سے شہادت پائی۔

(پ26سورۃالفتح،آیت9☆المعجم الکبیر،ج24،ص145☆روح البیان، تحت ہذہ الآیۃ، ج3، ص432☆تفسیر الخازن، پ10،ج2،ص240☆سورۃ التوبۃ، ج2، ص240)

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں

اصل الاصول بندگی اُس تاجور کی ہے

سوال: کیا اب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ضروری ہے؟

جواب: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر جس طرح اُس وقت تھی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اِس عالم میں ظاہری نگاہوں کے سامنے تشریف فرماتے، اب بھی اُسی طرح فرضِ اعظم ہے، جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر آئے تو بکمالِ خشوع و خضوع وانکسار بادب سُنے، اور نامِ پاک سُنتے ہی درود شریف پڑھنا واجب ہے۔

(الشفاء، الباب الثالث فی تعظیم أمرہ ووجوب توقیرہ وبرہ، فصل ،ج2،ص40)

سوال: کیا ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی الانبیاء ہیں؟

جواب: جی ہاں! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی الانبیاء ہیں اور تمام انبیاء حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اُمتی، سب نے اپنے اپنے عہدِ کریم میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت میں کام کیا، اللہ عزوجل نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی ذات کا مظہر بنایا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نُور سے تمام عالَم کو منور فرمایا۔

(الخصائص الکبری، فائدۃ فی أنّ رسالۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عامۃ لجمیع الخلق والأنبیاء وأممھم کلھم من أمتہ، ج 1، ص8تا10☆فتاوی رضویہ،ج 30، ص129☆پ22سورۃ الأحزاب، آیت45,46☆تفسیر روح البیان، ج7، ص197)

سوال: لواء الحمد سے کیا مراد ہے؟

جواب: روزِ قیامت حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک جھنڈا مرحمت ہوگا

جس کو لواء الحمد کہتے ہیں۔تمام مومنین حضرت آدم علیہ السلام سے آخر تک سب اُسی کے نیچے ہوں گے۔(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب سلوا اللہ لی الوسیلۃ، الحدیث 3625، ج5، ص354)

سوال: جو شخص (معاذ اللہ) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی قول یا فعل کو حقارت کی نظر سے دیکھے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: جو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی قول و فعل و عمل و حالت کو بہ نظرِ حقارت دیکھے کافر ہے۔

(الفتاوی قاضی خان، کتاب السیر، ج4، ص468 ☆ حاشیۃ الصاوی، ج4، ص1421)

معجزہ وکرامت

سوال: معجزہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: نبی اپنے صدق کا علانیہ دعویٰ فرما کر محالاتِ عادیہ کے ظاہر کرنے کا ذمّہ لیتا ہے اور منکروں کو اُس کے مثل کی طرف بلاتا ہے، اللہ عزوجل اُس کے دعویٰ کے مطابق امرِ محالِ عادی ظاہر فرما دیتا ہے اور منکرین سب عاجز رہتے ہیں اسی کو معجزہ کہتے ہیں، جیسے حضرت صالح علیہ السلام کا ناقہ (اونٹنی)، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ ہوجانا اور یدِ بیضا (روشن و چمکدار ہاتھ) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مُردوں کو زندہ کرنا، مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینا اور ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزے تو بہت ہیں۔

(شرح العقائد النسفیة، مبحث النبوات، ص 135 ☆ پ8، سورۃ الأعراف، آیت73 ☆ پ16 سورہ طٰہٰ، آیت 20 ☆ پ16 سورہ طٰہٰ، آیت 22 ☆ پ3، سورہ اٰلِ عمرٰن، آیت49 ☆ الشفاء، ج1، ص252)

سوال: کیا جھوٹا نبی معجزہ دکھا سکتا ہے؟

جواب: جو شخص نبی نہ ہو اور نبوّت کا دعویٰ کرے، وہ دعویٰ کر کے کوئی محالِ عادی اپنے دعوے کے مطابق ظاہر نہیں کر سکتا، ورنہ سچے جھوٹے میں فرق نہ رہے گا۔

(النبراس، أقسام الخوارق سبعة، ص272)

سوال: نبی سے جو خلافِ عادت بات ظاہر ہو، اسے معجزہ کہتے ہیں، کسی اور سے ظاہر ہو تو اسے کیا کہیں گے؟

جواب: نبی سے جو بات خلافِ عادت بعد نبوت ظاہر ہو اسے معجزہ کہتے ہیں اور قبلِ نبوّت ظاہر ہو، اُس کو اِرہاص کہتے ہیں اور ولی سے جو ایسی بات صادر ہو، اس کو کرامت کہتے ہیں اور عام مومنین سے جو صادر ہو، اُسے معونت کہتے ہیں اور بیباک فُجّار یا کفّار سے جو اُن کے موافق ظاہر ہو، اُس کو اِستِدراج کہتے ہیں اور اُن کے خلاف ظاہر ہو تو اِہانت ہے۔

(النبراس، أقسام الخوارق سبعة، ص272)

آسمانی کتابیں

سوال: اللہ تعالیٰ نے کون کون سے انبیاء پر کون کون سی کتابیں نازل فرمائیں؟

جواب: بہت سے نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے صحیفے اور آسمانی کتابیں اُتاریں، اُن میں سے چار کتابیں بہت مشہور ہیں:

(1) تورات، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر۔

(2) زبور، حضرت داؤد علیہ السلام پر۔

(3) اِنجیل، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر۔

(4) قرآنِ عظیم کہ سب سے افضل کتاب ہے، سب سے افضل رسول حضور پُر نور احمدِ مجتبیٰ محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔ (تکمیل الایمان، ص63)

سوال: قرآن عظیم کا باقی کتب سے افضل ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: کلامِ الٰہی میں بعض کا بعض سے افضل ہونا اس کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے لیے اس میں ثواب زائد ہے، ورنہ اللہ عزوجل ایک، اُس کا کلام ایک، اُس میں افضل ومفضول کی گنجائش نہیں۔ (تفسیر الخازن، ج1، ص195)

سوال: سابقہ کتب سماوی کے بارے میں ہمارا کیا اعتقاد ہونا چاہیے؟

جواب: سب آسمانی کتابیں اور صحیفے حق ہیں اور سب کلام اللہ ہیں، اُن میں جو کچھ ارشاد ہوا سب پر ایمان ضروری ہے۔ (تفسیر الخازن، ج1، ص225)

مگر اگلی کتابوں کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اُمت کے سپرد کی تھی، اُن سے اُس کا حفظ نہ ہوسکا، کلامِ الٰہی جیسا اُترا تھا اُن کے ہاتھوں میں ویسا باقی نہ رہا، بلکہ اُن کے شریروں نے تو یہ کیا کہ اُن میں تحریفیں کردیں، یعنی اپنی خواہش کے مطابق گھٹا بڑھا دیا۔

(پ14، سورۃ الحجر، آیت9☆تفسیر الخازن، ج3، ص95)

لہٰذا جب کوئی بات اُن کتابوں کی ہمارے سامنے پیش ہو تو اگر وہ ہماری کتاب کے مطابق ہے، ہم اُس کی تصدیق کریں گے اور اگر مخالف ہے تو یقین جانیں گے کہ یہ اُن

کی تحریفات سے ہے اور اگر موافقت، مخالفت کچھ معلوم نہیں تو حکم ہے کہ ہم اس بات کی نہ تصدیق کریں نہ تکذیب، بلکہ یوں کہیں کہ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ۔ ترجمہ: اللہ عزوجل اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں پر ہمارا ایمان ہے۔ (پ21 سورۃ العنکبوت، آیت 46، تفسیر ابن کثیر، ج 6، ص 256)

سوال: جو یہ کہے کہ قرآن میں کچھ کم یا زیادہ کر دیا گیا اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: چونکہ یہ دین ہمیشہ رہنے والا ہے لہٰذا قرآنِ عظیم کی حفاظت اللہ عزوجل نے اپنے ذمہ رکھی، فرماتا ہے: ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ ترجمہ: بے شک ہم نے قرآن اُتارا اور بے شک ہم اُس کے ضرور نگہبان ہیں۔ (پ14 سورۃ الحجر، آیت 9)

لہٰذا اس میں کسی حرف یا نقطہ کی کمی بیشی محال ہے، اگرچہ تمام دنیا اس کے بدلنے پر جمع ہو جائے تو جو یہ کہے کہ اس میں کے کچھ پارے یا سورتیں یا آیتیں بلکہ ایک حرف بھی کسی نے کم کر دیا، یا بڑھا دیا، یا بدل دیا، قطعاً کافر ہے، کہ اس نے اُس آیت کا انکار کیا جو ہم نے ابھی لکھی۔ (منح الروض الأزہر، فصل فی القراءۃ والصلاۃ، ص 167)

سوال: قرآن مجید کے کتاب اللہ ہونے پر کیا دلیل ہے؟

جواب: قرآنِ مجید کتاب اللہ ہونے پر اپنے آپ دلیل ہے کہ خود اعلان کے ساتھ کہہ رہا ہے: ﴿وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ وَادْعُوْا شُہَدَآءَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُہَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ﴾ ترجمہ: اگر تم کو اس کتاب میں جو ہم نے اپنے سب سے خاص بندے (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر اُتاری کوئی شک ہو تو اُس کی مثل کوئی چھوٹی سی سورت کہہ لاؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو تو اگر ایسا نہ کر سکو اور ہم کہہ دیتے ہیں ہرگز

ایسا نہ کرسکو گے تو اُس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ (پ 1، سورۃ البقرۃ، آیت 23،24)

لہٰذا کافروں نے اس کے مقابلہ میں جی توڑ کوششیں کیں، مگر اس کی مثل ایک سطر نہ بنا سکے نہ بنا سکیں۔ (النبراس، الدلائل علی نبوۃ خاتم الأنبیاء علیہ السلام، ص 275)

اگلی کتابیں انبیاء ہی کو زبانی یاد ہوتیں، قرآنِ عظیم کا معجزہ ہے کہ مسلمانوں کا بچّہ بچّہ یاد کر لیتا ہے۔ (تفسیر روح البیان، ج6، ص 481☆پ27، سورۃ القمر، آیت 17)

سوال: قرآنِ عظیم کی کتنی قرائتیں ہیں؟

جواب: قرآنِ عظیم کی سات قرائتیں سب سے زیادہ مشہور اور متواتر ہیں، ان میں معاذ اللہ کہیں اختلافِ معنی نہیں، وہ سب حق ہیں، اس میں اُمّت کے لیے آسانی یہ ہے کہ جس کے لیے جو قراءت آسان ہو وہ پڑھے اور حکم یہ ہے کہ جس ملک میں جو قراءت رائج ہے عوام کے سامنے وہی پڑھی جائے، جیسے ہمارے ملک میں قراءتِ عاصم بروایتِ حفص، کہ لوگ ناواقفی سے انکار کریں گے اور وہ معاذ اللہ کلمہ کفر ہوگا۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب العلم، الحدیث 238، ج1، ص113☆المرقاۃ، ج1، ص499، تحت هذا الحدیث☆فیض القدیر، ج2، ص692☆صحیح مسلم، باب بیان أن القرآن أنزل علی سبعة أحرف إلخ، الحدیث 818، ص408☆الدر المختار، کتاب الصلاۃ، فصل فی القرآۃ، ج2، ص320)

فرشتوں کا بیان

سوال: فرشتے کیا ہیں؟

جواب: فرشتے اجسامِ نوری ہیں، یہ نہ مرد ہیں، نہ عورت، اللہ تعالیٰ نے اُن کو یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں، کبھی وہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی دوسری شکل میں۔ وہی کرتے ہیں جو حکمِ الٰہی ہے، خدا کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے، نہ قصداً، نہ سہواً، نہ خطأً، وہ اللہ عزوجل کے معصوم بندے ہیں، ہر قسم کے صغائر و کبائر سے پاک ہیں۔

(صحیح المسلم، کتاب الزہد، باب فی أحادیث متفرقة، الحدیث 2996، ص 1597 ☆ شرح المقاصد، المبحث الثالث، ج 2، ص 500 ☆ منح الروض الأزہر، ص 12 ☆ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، کتاب فضائل القرآن، الحدیث 4980، ص 432 ☆ فتح الباری، ج 9، ص 5 ☆ المعجم الکبیر للطبرانی، ج 1، ص 261، الحدیث 758 ☆ الحبائك فی أخبار الملائك للسیوطی، ص 4 ☆ پ 14 سورة النحل، آیت 50 ☆ پ 28، سورة التحریم، آیت 6 ☆ تفسیر الکبیر، ج 1، ص 389)

سوال: فرشتوں کے سپرد کون سے کام ہیں؟

جواب: ان کو مختلف خدمتیں سپرد ہیں:

(1) بعض کے ذمہ حضراتِ انبیائے کرام کی خدمت میں وحی لانا (2) کسی کے متعلق پانی برسانا (3) کسی کے متعلق ہوا چلانا (4) کسی کے متعلق روزی پہنچانا (5) کسی کے ذمہ ماں کے پیٹ میں بچہ کی صورت بنانا (6) کسی کے متعلق بدنِ انسان کے اندر تصرّف کرنا (7) کسی کے متعلق انسان کی دشمنوں سے حفاظت کرنا (8) کسی کے متعلق ذاکرین کا مجمع تلاش کر کے اُس میں حاضر ہونا (9) کسی کے متعلق انسان کے نامہ اعمال لکھنا (10) بہتوں کا دربارِ رسالت میں حاضر ہونا (11) کسی کے متعلق سرکار میں مسلمانوں کی صلاۃ و سلام پہنچانا (12) بعضوں کے متعلق مُردوں سے سوال کرنا (13) کسی کے ذمہ قبضِ روح کرنا (14) بعضوں کے ذمہ عذاب کرنا (15) کسی کے متعلق صُور پھونکنا اور اِن کے علاوہ اور بہت سے کام ہیں جو ملائکہ انجام دیتے ہیں۔

(پ30،سورۃ النّٰزعٰت،آیت 5☆تفسیر البغوی، ج 4، ص 411☆شعب الإیمان، الحدیث 158، ج 1، ص 177☆التفسیر الکبیر، ج 11، ص 29☆کنز العمال، ج 4، ص 13☆صحیح مسلم، کتاب القدر، باب کیفیۃ الخلق الآدمی إلخ، الحدیث 2645، ص 1422)

سوال:فرشتوں کی تعداد کتنی ہے؟

جواب:ان کی تعداد وہی جانے جس نے ان کو پیدا کیا اور اُس کے بتائے سے اُس کا رسول۔

(پ29، سورۃ المدثر، آیت 31☆تفسیر جلالین، ص 288، تحت الآیۃ(وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ)

سوال:سب سے افضل فرشتے کون سے ہیں؟

جواب: چار فرشتے سب فرشتوں سے افضل ہیں، ان کے نام یہ ہیں: جبریل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام۔ (التفسیر الکبیر، ج 1، ص 386)

سوال:فرشتوں کی گستاخی کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب:کسی فرشتہ کے ساتھ ادنیٰ گستاخی کفر ہے۔

(تمہید لأبی شکور سالمی، ص 122☆الفتاوی الھندیۃ، الباب التاسع، ج 2، ص 266)

سوال:فرشتوں کے وجود کا انکار کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب:فرشتوں کے وجود کا انکار، یا یہ کہنا کہ فرشتہ نیکی کی قوت کو کہتے ہیں اور اس کے سوا کچھ نہیں، یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔

(شرح الشفا للقاری، فی حکم من سب اللہ تعالی وملائکتہ إلی آخرہ، ج 2، ص 522)

جنات کا بیان

سوال: جنات کیا ہیں؟

جواب: یہ آگ سے پیدا کیے گئے ہیں۔ (پ14، سورۃ الحجر، آیت27)

اِن میں بھی بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں۔

(شرح المقاصد، المبحث الثالث، ج2، ص500)

اِن کی عمریں بہت طویل ہوتی ہیں۔

(الحیاۃ الحیوان الکبری، ج1، ص298☆صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی، ج2، الجزء الرابع، ص357)

اِن کے شریروں کو شیطان کہتے ہیں، یہ سب انسان کی طرح ذی عقل اور ارواح و اجسام والے ہیں، اِن میں توالد و تناسل (اولاد ہونے اور نسل چلنے کا سلسلہ) ہوتا ہے، کھاتے، پیتے، جیتے، مرتے ہیں۔ (التفسیر الکبیر، ج1، ص79,85☆الفتاوی الحدیثیۃ، ص90)

سوال: کیا ان میں بھی مسلمان اور کافر ہوتے ہیں؟

جواب: اِن میں مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی، مگر اِن کے کفار انسان کی بہ نسبت بہت زیادہ ہیں، اور اِن میں کے مسلمان نیک بھی ہیں اور فاسق بھی، سُنّی بھی ہیں، بد مذہب بھی، اور اِن میں فاسقوں کی تعداد بہ نسبت انسان کے زائد ہے۔

(پ29، سورۃ الجن، آیت 11☆تفسیر الجلالین، ص 476، تحت الآیۃ (كُنَّا طَرَائِقَ قِدَدًا)☆الجامع لأحکام القرآن، تحت الآیۃ (كُنَّا طَرَائِقَ قِدَدًا)، ج10، ص12☆تفسیر روح البیان، ج10، ص194)

سوال: جنات کے وجود کا انکار کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اِن کے وجود کا انکار کرنا کفر ہے۔ (الفتاوی الحدیثیۃ، ص167)

لہٰذا یہ کہنا بھی کفر ہے کہ بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان ہے (یعنی اُن کا وجود نہیں بلکہ بدی کی قوت ہی کو کہتے ہیں)۔

عالم برزخ اور موت کا بیان

سوال: عالم برزخ کسے کہتے ہیں؟

جواب: دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں۔ مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام انس و جن کو حسب مراتب اس میں رہنا ہوتا ہے۔ اور یہ عالم اس دنیا سے بہت بڑا ہے۔ دنیا کے ساتھ برزخ کو وہی نسبت ہے جو ماں کے پیٹ کے ساتھ دنیا کو، برزخ میں کسی کو آرام ہے اور کسی کو تکلیف۔

(پ18، سورۃ المؤمنون، آیت100 ☆ تفسیر الطبری، ج9، ص244 ☆ الجامع لأحکام القرآن، ج6، ص113 ☆ الفتوحات المکیۃ، الباب الثالث والستون فی معرفۃ بقاء الناس فی البرزخ، ج1، ص686 ☆ مسلم، حدیث4، ص155 ☆ الفتاوی الرضویۃ، ج9، ص707 ☆ سنن الترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ، باب حدیث أکثروا من ذکر ہاذم اللذات، الحدیث2468، ج4، ص208)

سوال: موت کسے کہتے ہیں؟

جواب: ہر شخص کی جتنی زندگی مقرر ہے اس میں نہ زیادتی ہو سکتی ہے نہ کمی، جب زندگی کا وقت پورا ہو جاتا ہے اس وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام روح قبض کر لیتے ہیں اسے موت کہتے ہیں۔ (پ14، سورۃ النحل، آیت61 ☆ پ21، سورۃ السجدۃ، آیت11)

سوال: کیا موت کے وقت روح مر جاتی ہے؟

جواب: موت کے معنی روح کا جسم سے جدا ہو جانا ہیں نہ یہ کہ روح مر جاتی ہو، جو روح کو فنا مانے بد مذہب ہے۔ (شرح الصدور، باب فضل الموت، ص12)

سوال: موت کے وقت مرنے والا کیا نظر آتا ہے؟

جواب: مرنے والے کو دائیں بائیں جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے فرشتے دکھائی دیتے ہیں، مسلمان کے آس پاس رحمت کے فرشتے ہوتے ہیں اور کافر کے دائیں بائیں عذاب کے۔ (مسند الإمام أحمد بن حنبل، الحدیث18558، ج6، ص413,414)

اس وقت ہر شخص پر اسلام کی حقانیت آفتاب سے زیادہ روشن ہو جاتی ہے، مگر

اُس وقت کا ایمان معتبر نہیں، اس لیے کہ حکم ایمان بالغیب کا ہے اور اب غیب نہ رہا، بلکہ یہ چیزیں مشاہد ہو گئیں۔ (پ24سورۃ المؤمن،آیت84,85☆تفسیر الطبری،ج11، ص83)

سوال: کیا مرنے کے بعد روح کا تعلق بدنِ انسانی سے رہتا ہے؟

جواب: جی ہاں! مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدنِ انسان کے ساتھ باقی رہتا ہے، اگر چہ روح بدن سے جُدا ہو گئی، مگر بدن پر جو گزرے گی رُوح ضرور اُس سے آگاہ و متأثر ہوگی، جس طرح حیاتِ دنیا میں ہوتی ہے، بلکہ اُس سے زائد۔

(منح الروض الأزہر، ص100,101)

سوال: مرنے کے بعد مسلمانوں کی روحیں کہاں رہتی ہیں؟

جواب: مرنے کے بعد مسلمانوں کی روحیں حسبِ مرتبہ مختلف مقاموں میں رہتی ہے، بعض کی قبر پر، بعض کی زمزم شریف کے کنویں میں، بعض کی آسمان وزمین کے درمیان، بعض کی پہلے، دوسرے، ساتویں آسمان تک اور بعض کی آسمانوں سے بھی بلند، اور بعض کی روحیں زیرِ عرش قندیلوں میں، اور بعض کی اعلیٰ علّیین (جنت کے بلند بالا مکانات) میں، مگر جہاں کہیں ہوں، اپنے جسم سے اُن کو تعلق بدستور رہتا ہے۔ جو کوئی قبر پر آئے اُسے دیکھتے، پہچانتے، اُس کی بات سنتے ہیں، بلکہ روح کا دیکھنا قُربِ قبر ہی سے مخصوص نہیں، اِس کی مثال حدیث میں یہ فرمائی ہے کہ ایک طائر پہلے قفس (پنجرے) میں بند تھا اور اب آزاد کر دیا گیا۔

(شرح الصدور، ص13,231,235,236,237,249,262,263☆سنن أبی داود، کتاب الجہاد، باب فی فضل الشہادۃ، الحدیث 2520، ج3، ص22☆شرح مسلم للنووی ج2، ص286☆ الفتاوی الحدیثیۃ، مطلب أرواح الأنبیاء فیاعلی علیین وأرواح الشہداء الخ ص14,15)

سوال: مرنے کے بعد کافروں کی روحیں کہاں رہتی ہیں؟

جواب: کافروں کی خبیث روحیں بعض کی اُن کے مرگھٹ (ہندوؤں کے مردے جلانے کی جگہ)، یا قبر پر رہتی ہیں، بعض کی چاہِ برہُوت میں کہ یمن میں ایک نالہ ہے، بعض کی پہلی، دوسری، ساتویں زمین تک، بعض کی اُس کے بھی نیچے سجّین (جہنم کی

وادی) میں، اور وہ کہیں بھی ہو، جو اُس کی قبر یا مرگھٹ پر گزرے اُسے دیکھتے، پہچانتے، بات سُنتے ہیں، مگر کہیں جانے آنے کا اختیار نہیں، کہ قید ہیں۔

(شرح الصدور، ص 232,234,236,237)

سوال: آواگون کسے کہتے ہیں؟ اور اس کے ماننے کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ عقیدہ کہ روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے، خواہ وہ آدمی کا بدن ہو یا کسی اور جانور کا اسے تناسخ اور آواگون کہتے ہیں، یہ محض باطل ہے اور اُس کا ماننا کفر ہے۔ (النبراس، باب البعث حق، ص213)

سوال: کیا مردے کو قبر دباتی ہے؟

جواب: جی ہاں! جب مردہ کو قبر میں دفن کرتے ہیں، اُس وقت مردے کو قبر دباتی ہے۔ اگر وہ مسلمان ہے تو اُس کا دبانا ایسا ہوتا ہے کہ جیسے ماں پیار میں اپنے بچّے کو زور سے چپٹا لیتی ہے۔ (شرح الصدور، ذکر تخفیف ضمة القبر علی المؤمن، ص345)

اور اگر کافر ہے تو اُس کو اِس زور سے دباتی ہے کہ اِدھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر کی اِدھر ہو جاتی ہیں۔ (المسند للإمام أحمد بن حنبل، الحدیث 12273، ج4، ص253)

سوال: جب مردے کو دفن کر کے لوگ واپس آتے ہیں تو قبر میں مردے کے ساتھ کیا ہوتا ہے؟

جواب: جب دفن کرنے والے دفن کر کے وہاں سے چلتے ہیں تو مردہ اُن کے جوتوں کی آواز سنتا ہے، اُس وقت اُس کے پاس دو فرشتے اپنے دانتوں سے زمین چیرتے ہوئے آتے ہیں، اُن کی شکلیں نہایت ڈراؤنی اور ہیبت ناک ہوتی ہیں، اُن کے بدن کا رنگ سیاہ، آنکھیں سیاہ اور نیلی، اور دیگ کی برابر اور شعلہ زن ہوتی ہیں، اُن کے مُہیب بال سر سے پاؤں تک، اور اُن کے دانت کئی ہاتھ کے، جن سے زمین چیرتے ہوئے آتے ہیں، اُن میں ایک کو منکر، دوسرے کو نکیر کہتے ہیں، مردے کو جھنجھوڑتے اور جھڑک کر اُٹھاتے اور نہایت سختی کے ساتھ کرخت آواز میں سوال کرتے ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر، الحدیث 1374، ج1،
ص463 ☆ شرح الصدور، ص122 ☆ اثبات عذاب القبر للبیہقی، الحدیث 46، ج1،
ص99 ☆ الاحیاء، ج1، ص127 ☆ سنن الترمذی، باب ما جاء فی عذاب القبر، ج2، ص337،
الحدیث 1073 ☆ المعجم الاوسط للطبرانی، الحدیث 4629، ج3، ص292)

سوال: منکر نکیر کیا سوالات کرتے ہیں؟ اور مسلمان مردہ اس کے کیا جواب دیتا ہے؟

جواب: پہلا سوال مَنْ رَّبُّكَ؟ تیرا رب کون ہے؟ دوسرا سوال مَا دِيْنُكَ؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیسرا سوال مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ؟ ان کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟

مردہ مسلمان ہے تو پہلے سوال کا جواب دے گا رَبِّيَ اللّٰهُ، میرا رب اللہ عزوجل ہے اور دوسرے کا جواب دے گا دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ، میرا دین اسلام ہے۔ تیسرے سوال کا جواب دے گا هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ (سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی المسألۃ فی القبر وعذاب القبر، ج4، ص286)

سوال: یہ جواب سن کر فرشتے کیا کہیں گے؟

جواب: بعض روایتوں میں آیا ہے کہ سوال کا جواب پا کر کہیں گے کہ ہمیں تو معلوم تھا کہ تو یہی کہے گا۔ اس وقت آسمان سے ایک منادی ندا کرے گا کہ میرے بندے نے سچ کہا اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھاؤ اور جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ جنت کی نسیم اور خوشبو اس کے پاس آتی رہے گی اور جہاں تک نگاہ پھیلے گی وہاں تک اس کی قبر کشادہ کر دی جائے گی اور اس سے کہا جائے گا کہ تو سو جا جیسے دولہا سوتا ہے۔ یہ خواص کے لیے عموماً ہے اور عوام میں ان کے لیے جن کو وہ چاہے۔ وسعت قبر حسب مراتب مختلف ہے بعض کیلئے ستر ستر ہاتھ لمبی چوڑی، بعض کے لیے جتنی وہ چاہے زیادہ حتیٰ کہ جہاں تک نگاہ پہنچے۔

(سنن الترمذی، باب ما جاء فی عذاب القبر، ج 2، ص 337، الحدیث 1073 ☆ المسند للإمام أحمد بن حنبل، الحدیث 18559، ج 6، ص 413,414 ☆ النبراس، ص 208)

سوال: منافق یا کافر قبر کے سوالات کا کیا جواب دے گا؟

جواب: اگر مُردہ منافق یا کافر ہے تو سب سوالوں کے جواب میں یہ کہے گا: هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِی۔ افسوس! مجھے تو کچھ معلوم نہیں۔ كُنْتُ أَسْمَعُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْأً فأقوْلُ ۔ میں لوگوں کو کچھ کہتے سنتا تھا، خود بھی کہتا تھا۔

اس وقت ایک پکارنے والا آسمان سے پکارے گا: کہ یہ جھوٹا ہے، اس کے لیے آگ کا بچھونا بچھاؤ اور آگ کا لباس پہناؤ اور جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ اس کی گرمی اور لپٹ اس کو پہنچے گی اور اس پر عذاب دینے کے لیے دو فرشتے مقرر ہوں گے، جو اندھے اور بہرے ہوں گے، ان کے ساتھ لوہے کا گُرز ہو گا کہ پہاڑ پر اگر مارا جائے تو خاک ہو جائے، اُس ہتوڑے سے اُس کو مارتے رہیں گے۔ نیز سانپ اور بچھو اسے عذاب پہنچاتے رہیں گے، نیز اعمال اپنے مناسب شکل پر متشکل ہو کر کتا یا بھیڑیا یا اور شکل کے بن کر اُس کو ایذا پہنچائیں گے۔

(سنن الترمذی، باب ما جاء فی عذاب القبر، ج 2، ص 338، الحدیث 1073)

سوال: جس مردے کو دفن نہ کیا جائے، کیا اس سے بھی سوالاتِ قبر ہوں گے؟

جواب: مردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے تو جہاں پڑا رہ گیا یا پھینک دیا گیا، غرض کہیں ہو اُس سے وہیں سوالات ہوں گے اور وہیں ثواب یا عذاب اُسے پہنچے گا، یہاں تک کہ جسے شیر کھا گیا تو شیر کے پیٹ میں سوالات ہوں گے اور ثواب و عذاب جو کچھ ہو پہنچے گا۔ (الحدیقة الندیة، ج 1، ص 266,267)

سوال: کیا عذابِ قبر جسم و روح دونوں پر ہو گا؟

جواب: جی ہاں! جسم و روح دونوں پر ہو گا۔ (تفسیر روح البیان، ج 8، ص 191)

سوال: اگر جسم گل جائے یا جل جائے تو جسم پر عذاب کیسے ہو گا؟

جواب: جسم اگر چہ گل جائے، جل جائے، خاک ہو جائے، مگر اُس کے اجزائے اصلیہ قیامت تک باقی رہیں گے، وہ مَورِدِ عذاب وثواب ہوں گے اور اُنھیں پر روزِ قیامت دوبارہ ترکیبِ جسم فرمائی جائے گی، وہ کچھ ایسے باریک اجزا ہیں ریڑھ کی ہڈی میں جس کو ''عَجْبُ الذَّنَب'' کہتے ہیں، کہ نہ کسی خوردبین سے نظر آسکتے ہیں، نہ آگ اُنھیں جلاسکتی ہے، نہ زمین اُنھیں گلا سکتی ہے، وہی تخمِ جسم ہیں۔ ولہٰذا روزِ قیامت روحوں کا اِعادہ اُسی جسم میں ہوگا، نہ جسمِ دیگر میں، بالائی زائد اجزا کا گھٹنا، بڑھنا، جسم کو نہیں بدلتا، جیسا کہ بچہ کتنا چھوٹا پیدا ہوتا ہے، پھر کتنا بڑا ہو جاتا ہے، قوی ہیکل جوان بیماری میں گھل کر کتنا حقیر رہ جاتا ہے، پھر نیا گوشت پوست آکر مثلِ سابق ہو جاتا ہے، اِن تبدیلیوں سے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ شخص بدل گیا۔ یوہیں روزِ قیامت کا عَود ہے، وہی گوشت اور ہڈیاں کہ خاک یا راکھ ہو گئے ہوں، اُن کے ذرّے کہیں بھی منتشر ہو گئے ہوں، رب عزوجل اُنھیں جمع فرما کر اُس پہلی ہیئت پر لاکر اُنھیں پہلے اجزائے اصلیہ پر کہ محفوظ ہیں، ترکیب دے گا اور ہر رُوح کو اُسی جسمِ سابق میں بھیجے گا، اِس کا نام حشر ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب ونفخ فی الصور الخ، الحدیث 4814، ج3، ص316)(فتح الباری، کتاب التفسیر، ج8، ص475,476)

سوال: وہ کون ہیں، جن کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی؟

جواب: انبیاء علیہم السلام، اولیائے کرام، علمائے دین، شہداء، حافظانِ قرآن کہ قرآن مجید پر عمل کرتے ہوں، وہ جو منصب محبت پر فائز ہیں، وہ جسم جس نے کبھی اللہ عزوجل کی معصیت نہ کی اور وہ کہ اپنے اوقات درود شریف میں مستغرق رکھتے ہیں، ان کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی۔

(پ2، سورۃ البقرۃ، آیت 154)(پ4، سورہ آل عمران، آیت 169)(سنن ابن ماجہ، أبواب الجنائز، باب ذکر وفاتہ ودفنہ، ج2، ص291)(پ26، سورہ ق، آیت4)(تفسیر روح البیان، ج9، ص104)

جو شخص انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں یہ خبیث کلمہ کہے کہ مر کے مٹی میں مل گئے، گمراہ، بددین، خبیث، مرتکب توہین ہے۔

قیامت کی نشانیاں

سوال: قیامت کی علامات صغری (چھوٹی نشانیاں) کیا ہیں؟

جواب: علاماتِ صغری میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

(1) تین خسف ہوں گے یعنی آدمی زمین میں دھنس جائیں گے، ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں، تیسرا جزیرہ عرب میں۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن وأشراط الساعۃ، باب فی الآیات التی إلخ، الحدیث 2901، ص 1551)

(2) علم اُٹھ جائے گا یعنی علما اُٹھا لیے جائیں گے، یہ مطلب نہیں کہ علما تو باقی رہیں اور اُن کے دلوں سے علم محو کر دیا جائے۔

(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب کیف یقبض العلم، الحدیث 100، ج 1، ص 54)

(3) جہالت کی کثرت ہوگی۔

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب یقل الرجال ویکثر النساء، الحدیث 5231، ج 3، ص 472)

(4) زنا کی زیادتی ہوگی اور اِس بے حیائی کے ساتھ زنا ہوگا، جیسے گدھے جُفتی کھاتے ہیں، بڑے چھوٹے کسی کا لحاظ پاس نہ ہوگا۔

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب یقل الرجال ویکثر النساء، الحدیث 5231، ج 3، ص 472)

(5) مرد کم ہوں گے اور عورتیں زیادہ، یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس عورتیں ہوں گی۔

(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب رفع العلم وظہور الجہل، الحدیث 81، ج 1، ص 47)

(6) علاوہ اُس بڑے دجّال کے اور تیس دجّال ہوں گے، کہ وہ سب دعویٰ نبوت کریں گے، حالانکہ نبوت ختم ہو چکی۔

(سنن أبی داود"، کتاب الفتن والملاحم، باب ذکر الفتن ودلائلہا، الحدیث 4252، ج 4، ص 133)

جن میں بعض گزر چکے، جیسے مسیلمہ کذّاب، طلیحہ بن خویلد، اسود عنسی، سجاح عورت کہ بعد کو اسلام لے آئی، غلام احمد قادیانی وغیرہم۔ اور جو باقی ہیں، ضرور ہوں گے۔

(7) مال کی کثرت ہوگی، نہرِ فرات اپنے خزانے کھول دے گی کہ وہ سونے کے پہاڑ ہوں گے۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الترغیب فی الصدقۃ إلخ، الحدیث2894، ص1547)

(8) ملکِ عرب میں کھیتی اور باغ اور نہریں ہو جائیں گی۔

(المستدرک، کتاب الفتن، الحدیث8519، ج5، ص674)

(9) دین پر قائم رہنا اتنا دشوار ہوگا جیسے مُٹھی میں انگارا لینا، یہاں تک کہ آدمی قبرستان میں جا کر تمنا کریگا، کہ کاش! میں اِس قبر میں ہوتا۔

(سنن الترمذی، کتاب الفتن، الحدیث2267، ج4، ص115)

(10) وقت میں برکت نہ ہوگی، یہاں تک کہ سال مثل مہینے کے اور مہینہ مثل ہفتہ کے اور ہفتہ مثل دن کے اور دن ایسا ہو جائے گا جیسے کسی چیز کو آگ لگی اور جلد بھڑک کر ختم ہوگئی، یعنی بہت جلد جلد وقت گزرے گا۔

(سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی قصر الأمل، الحدیث2339، ج4، ص149)

(11) زکوٰۃ دینا لوگوں پر گراں ہوگا کہ اس کو تاوان سمجھیں گے۔

(سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی علامۃ...إلخ، الحدیث2218، ج4، ص90)

(12) علمِ دین پڑھیں گے، مگر دین کے لیے نہیں۔

(سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی علامۃ...إلخ، الحدیث2218، ج4، ص90)

(13) مرد اپنی عورت کا مُطیع ہوگا۔

(سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی علامۃ...إلخ، الحدیث2218، ج4، ص90)

(14) ماں باپ کی نافرمانی کرے گا۔

(سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی علامۃ...إلخ، الحدیث2218، ج4، ص90)

(15) اپنے احباب سے میل جول رکھے گا اور باپ سے جدائی۔

(سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی علامۃ...إلخ، الحدیث2218، ج4، ص90)

(16) مسجد میں لوگ چلّائیں گے۔

(سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی علامۃ...إلخ، الحدیث 2218، ج 4، ص 90)

(17) گانے باجے کی کثرت ہوگی۔

(سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی علامۃ...إلخ، الحدیث 2218، ج 4، ص 90)

(18) اَگلوں پر لوگ لعنت کریں گے، ان کو بُرا کہیں گے۔

(سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی علامۃ...إلخ، الحدیث 2218، ج 4، ص 90)

(19) درندے، جانور، آدمی سے کلام کریں گے، کوڑے کی پھُنچی، جُوتے کا تَسمہ کلام کرے گا، اُس کے بازار جانے کے بعد جو کچھ گھر میں ہوا بتائے گا، بلکہ خود انسان کی ران اُسے خبر دے گی۔

(سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی کلام السباع، الحدیث 2188، ج 4، ص 76)

(20) ذلیل لوگ جن کو تَن کا کپڑا، پاؤں کی جوتیاں نصیب نہ تھیں، بڑے بڑے محلوں میں فخر کریں گے۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، الحدیث 8، ص 21)

سوال: قیامت کی علاماتِ کبریٰ (بڑی نشانیاں) کون سی ہیں؟

جواب: قیامت کی علاماتِ کبریٰ درج ذیل ہیں:

(1) دجال کا ظاہر ہونا (2) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نُزول فرمانا (3) حضرت امام مَہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظاہر ہونا (4) یاجُوج و ماجُوج کا خروج (5) دھوئیں کا ظاہر ہونا (6) دابۃ الارض کا نکلنا (7) آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا (8) خوشبودار ٹھنڈی ہوا۔

ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1) دجال کا ظاہر ہونا:

دجّال ظاہر ہوگا تو چالیس دن میں حرمَینِ طیِّبین کے سوا تمام روئے زمین کا گشت کرلے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، الحدیث 2942، ص 1576)

چالیس دن میں پہلا دن سال بھر کے برابر ہوگا اور دوسرا دن مہینے بھر کے برابر اور تیسرا دن ہفتہ کے برابر اور باقی دن چوبیس گھنٹے کے ہوں گے اور وہ بہت تیزی کے ساتھ سیر کرلے گا، جیسے بادل جس کو ہَوا اڑاتی ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب قصة الجساسة، الحدیث 2937، ص 1569)

اُس کا فتنہ بہت شدید ہوگا۔

(سنن ابن ماجه، أبواب الفتن، باب فتنة الدجال...إلخ، الحدیث 4077، ج 4، ص 404)

ایک باغ اور ایک آگ اُس کے ہمراہ ہوں گی، جن کا نام جنت و دوزخ رکھے گا، جہاں جائے گا یہ بھی جائیں گی، مگر وہ جو دیکھنے میں جنت معلوم ہوگی وہ حقیقۃً آگ ہوگی اور جو جہنم دکھائی دے گا، وہ آرام کی جگہ ہوگی۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال...إلخ، الحدیث 2934، ص 1567)

اور وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا۔

(المسند للإمام أحمد بن حنبل، ج 5، ص 156، الحدیث 14995)

جو اُس پر ایمان لائے گا اُسے اپنی جنت میں ڈالے گا اور جو انکار کرے گا اُسے جہنم میں داخل کریگا۔ (فیض القدیر، ج 3، ص 719)

مُردے جلائے (زندہ کرے) گا۔

(المسند للإمام أحمد بن حنبل، ج 7، ص 260، الحدیث 20171)

زمین کو حکم دے گا وہ سبزے اُگائے گی، آسمان سے پانی برسائے گا اور لوگوں کے جانور لمبے چوڑے خوب تیار اور دودھ والے ہو جائیں گے اور ویرانے میں جائے گا تو وہاں کے دفینے شہد کی مکھیوں کی طرح دَل کے دَل (گروہ کے گروہ) اس کے ہمراہ ہو جائیں گے۔

(سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی فتنة الدجال، الحدیث 2247، ج 4، ص 104)

اِسی قسم کے بہت سے شُعبدے دکھائے گا اور حقیقت میں یہ سب جادو کے کرشمے

ہوں گے اور شیاطین کے تماشے، جن کو واقعیت سے کچھ تعلق نہیں، اِسی لیے اُس کے وہاں سے جاتے ہی لوگوں کے پاس کچھ نہ رہے گا۔ حرمین شریفین میں جب جانا چاہے گا ملائکہ اس کا منہ پھیر دیں گے۔ البتہ مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے کہ وہاں جو لوگ بظاہر مسلمان بنے ہوں گے اور دل میں کافر ہوں گے اور وہ جو علمِ الٰہی میں دجّال پر ایمان لاکر کافر ہونے والے ہیں، اُن زلزلوں کے خوف سے شہر سے باہر بھاگیں گے اور اُس کے فتنہ میں مبتلا ہوں گے۔ (صحیح مسلم، باب قصة الجسّاسة، الحدیث2943، ص1577,78)

دجّال کے ساتھ یہود کی فوجیں ہوں گی۔

(سنن ابن ماجه، أبواب الفتن، باب فتنة الدجال، الحدیث4077، ج4، ص406)

اُس کی پیشانی پر لکھا ہوگا: ک، ف، ر، یعنی کافر۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال، الحدیث2933، ص1568)

جس کو ہر مسلمان پڑھے گا اور کافر کو نظر نہ آئے گا۔

(فتح الباری، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال، تحت الحدیث 7131، ج 13، ص86)

جب وہ ساری دنیا میں پھر پھرا کر ملکِ شام کو جائے گا، اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال، الحدیث2937، ص1569)

وہ لعین دجّال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کی خوشبو سے پگھلنا شروع ہوگا، جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے اور اُن کے سانس کی خوشبو حدِ نگاہ تک پہنچے گی، وہ بھاگے گا، یہ تعاقب فرمائیں گے اور اُس کی پیٹھ میں نیزہ ماریں گے، اُس سے وہ جہنم واصل ہوگا۔

(سنن ابن ماجه، أبواب الفتن، باب فتنة الدجال وخروج عیسی إلخ، الحدیث4077، ج4، ص406)

(2) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نُزُول فرمانا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے جامع مسجد دمشق کے شرقی منارہ پر نُزول فرمائیں گے، صبح کا وقت ہوگا، نمازِ فجر کے لیے اِقامت ہو چکی ہوگی، حضرت امام مَہدی کو

کہ اُس جماعت میں موجود ہوں گے امامت کا حکم دیں گے، حضرت امام مَہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھائیں گے، آپ تشریف لاکر دجال لعین کو قتل کریں گے، آپ کے زمانہ میں مال کی کَثرت ہوگی، یہاں تک کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو مال دے گا تو وہ قبول نہ کرے گا، نیز اُس زمانہ میں عداوت و بغض وحسد آپس میں بالکل نہ ہوگا۔ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام صَلِیب توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے، تمام اہلِ کتاب جو قتل سے بچیں گے سب اُن پر ایمان لائیں گے۔ تمام جہان میں دین ایک دینِ اسلام ہوگا اور مذہب ایک مذہبِ اھلِ سنت۔

(صحیح البخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب نزول عیسی ابن مریم علیہما السلام، الحدیث 3448، ج2، ص459 ☆ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب نزول عیسی ابن مریم ...إلخ، الحدیث 243، ص92)

بچے سانپ سے کھیلیں گے اور شیر اور بکری ایک ساتھ چَریں گے، چالیس برس تک اقامت فرمائیں گے، نکاح کریں گے، اولاد بھی ہوگی، بعدِ وفات روضہ انور میں دفن ہونگے۔ (مشکاۃ، کتاب الفتن، باب نزول عیسی علیہ السلام، الحدیث 5507، ج2، ص306)

(3) حضرت امام مَہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظاہر ہونا:

اِس کا اِجمالی واقعہ یہ ہے کہ دنیا میں جب سب جگہ کفر کا تسلط ہوگا اُس وقت تمام اَبدال بلکہ تمام اولیا سب جگہ سے سمٹ کر حرمین شریفین کو ہجرت کر جائیں گے، صرف وہیں اسلام ہوگا اور ساری زمین کفرستان ہو جائے گی۔ رمضان شریف کا مہینہ ہوگا، اَبدال طوافِ کعبہ میں مصروف ہوں گے اور حضرت امام مَہدی بھی وہاں ہوں گے، اولیاء اُنھیں پہچانیں گے، اُن سے درخواستِ بیعت کریں گے، وہ انکار کریں گے۔ دفعۃً غیب سے ایک آواز آئے گی: هٰذَا خَلِيْفَةُ اللهِ الْمَهْدِيُّ فَاسْمَعُوْا لَه وَأَطِيْعُوْهُ ۔ ترجمہ: یہ اللہ عزوجل کا خلیفہ مہدی ہے، اس کی بات سُنو اور اس کا حکم مانو۔

تمام لوگ اُن کے دستِ مبارک پر بیعت کریں گے۔ وہاں سے سب کو اپنے

ہمراہ لے کر ملکِ شام کو تشریف لے جائیں گے۔ (بہارِ شریعت، حصہ 1، ص 124)

(4) یاجُوج و ماجوج کا خروج:

بعد قتلِ دجّال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکمِ الٰہی ہوگا کہ مسلمانوں کو کوہِ طور پر لے جاؤ، اس لیے کہ کچھ ایسے لوگ ظاہر کیے جائیں گے، جن سے لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں۔ مسلمانوں کے کوہِ طور پر جانے کے بعد یاجُوج وماجُوج ظاہر ہوں گے، یہ اس قدر کثیر ہوں گے کہ ان کی پہلی جماعت بُحَیرۂ طَبرِیّہ پر (جس کا طول دس میل ہوگا) جب گزرے گی، اُس کا پانی پی کر اس طرح سُکھادے گی کہ جب بعد والی دوسری جماعت آئے گی تو کہے گی: کہ یہاں کبھی پانی تھا؟

پھر دنیا میں فساد وقتل وغارت سے جب فرصت پائیں گے تو کہیں گے کہ زمین والوں کو تو قتل کرلیا، آؤ اب آسمان والوں کو قتل کریں، یہ کہہ کر اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے، خدا کی قدرت کہ اُن کے تیر اوپر سے خون آلودہ گریں گے۔

یہ اپنی اِنہیں حرکتوں میں مشغول ہوں گے اور وہاں پہاڑ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع اپنے ساتھیوں کے محصور ہوں گے، یہاں تک کہ اُن کے نزدیک گائے کے سر کی وہ وقعت ہوگی جو آج تمہارے نزدیک سو (100) اشرفیوں کی نہیں، اُس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع اپنے ہمراہیوں کے دُعا فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ اُن کی گردنوں میں ایک قسم کے کیڑے پیدا کردے گا کہ ایک دَم میں وہ سب کے سب مرجائیں گے، اُن کے مرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ سے اُتریں گے، دیکھیں گے کہ تمام زمین اُن کی لاشوں اور بدبُو سے بھری پڑی ہے، ایک بالشت بھی زمین خالی نہیں۔

اُس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع ہمراہیوں کے پھر دُعا کریں گے، اللہ تعالیٰ ایک قسم کے پرند بھیجے گا کہ وہ انکی لاشوں کو جہاں اللہ عزوجل چاہے گا پھینک آئیں گے اور اُن کے تیر وکمان وتَرکش کو مسلمان سات برس تک جلائیں گے، پھر اُس کے بعد بارش ہوگی کہ زمین کو ہموار کر چھوڑے گی اور زمین کو حکم ہوگا کہ اپنے پھلوں کو اُگا اور اپنی برکتیں اُگل

دے اور آسمان کو حکم ہوگا کہ اپنی برکتیں اُنڈیل دے تو یہ حالت ہوگی کہ ایک انار کو ایک جماعت کھائے گی اور اُس کے چھلکے کے سایہ میں دس آدمی بیٹھیں گے اور دودھ میں یہ برکت ہوگی کہ ایک اونٹنی کا دودھ، جماعت کو کافی ہوگا اور ایک گائے کا دودھ، قبیلہ بھر کو اور ایک بکری کا، خاندان بھر کو کفایت کریگا۔

(سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی فتنة الدجال، الحدیث 2247، ج 4، ص 104،5)

(5) دھوئیں کا ظاہر ہونا:

دُھواں ظاہر ہوگا، جس سے زمین سے آسمان تک اندھیرا ہوجائے گا۔

(پ 25، سورة الدخان، آیت 10،11)(تفسیر الطبری، ج 11، ص 228)

(6) دابةُ الارض کا نکلنا:

یہ ایک جانور ہے، اِس کے ہاتھ میں موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی، عصا سے ہر مسلمان کی پیشانی پر ایک نشان نورانی بنائے گا اور انگشتری (انگوٹھی) سے ہر کافر کی پیشانی پر ایک سخت سیاہ دھبا، اُس وقت تمام مسلم و کافر علانیہ ظاہر ہوں گے۔

(پ 20، سورة النمل، آیت 82 ☆ سنن ابن ماجه، أبواب الفتن، باب دابة الأرض، الحدیث 4066، ج 4، ص 394)

یہ علامت کبھی نہ بدلے گی، جو کافر ہے ہرگز ایمان نہ لائے گا اور جو مسلمان ہے ہمیشہ ایمان پر قائم رہے گا۔

(7) آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا:

اِس نشانی کے ظاہر ہوتے ہی توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا، اُس وقت کا اسلام معتبر نہیں۔

(سنن ابن ماجه، أبواب الفتن، باب طلوع الشمس من مغربها، الحدیث 4070، ج 4، ص 396)

(8) خوشبودار ٹھنڈی ہوا:

وفاتِ سیدنا عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک زمانہ کے بعد جب قیامِ قیامت کو صرف چالیس برس رہ جائیں گے، ایک خوشبودار ٹھنڈی ہوا چلے گی، جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی، جس کا اثر یہ ہوگا کہ مسلمان کی روح قبض ہو جائے گی اور کافر ہی کافر رہ جائیں گے اور اُنھیں پر قیامت قائم ہوگی۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن وأشراط الساعة، باب ذكر الدجال، الحديث 7373، ص 1570)

سوال: قیامت کن لوگوں پر قائم ہوگی اور کس طرح قائم ہوگی؟

جواب: جب مسلمانوں کی بغلوں کے نیچے سے وہ خوشبودار ہوا گزر لے گی جس سے تمام مسلمانوں کی وفات ہو جائے گی، اس کے بعد پھر چالیس برس کا زمانہ ایسا گزرے گا کہ اس میں کسی کے اولاد نہ ہوگی، یعنی چالیس برس سے کم عُمر کا کوئی نہ رہے گا اور دنیا میں کافر ہی کافر ہوں گے، اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوگا۔

(صحیح مسلم، کتاب الإيمان، باب ذهاب الإيمان آخر الزمان، الحديث 234، ص 88)

کوئی اپنی دیوار لیستا (پلستر کرتا) ہوگا، کوئی کھانا کھاتا ہوگا، غرض لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، الحديث 6506، ج 4، ص 249)

کہ دفعۃً حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صُور پھونکنے کا حکم ہوگا، شروع شروع اس کی آواز بہت باریک ہوگی اور رفتہ رفتہ بہت بلند ہو جائے گی، لوگ کان لگا کر اس کی آواز سنیں گے اور بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے اور مر جائیں گے، آسمان، زمین، پہاڑ، یہاں تک کہ صُور اور اسرافیل اور تمام ملائکہ فنا ہو جائیں گے، اُس وقت سوا اُس واحدِ حقیقی کے کوئی نہ ہوگا، وہ فرمائے گا: ﴿لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ﴾ ترجمہ: آج کس کی بادشاہت ہے۔۔۔؟! کہاں ہیں جبّارین۔۔۔؟! کہاں ہیں متکبرین۔۔۔؟! مگر ہے کون جو جواب دے، پھر خود ہی فرمائے گا: ﴿لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ ترجمہ: صرف اللہ واحد قہار کی سلطنت ہے۔

پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا، اسرافیل کو زندہ فرمائے گا اور صور کو پیدا کر کے دوبارہ پھونکنے کا حکم دے گا، صور پھونکتے ہی تمام اولین و آخرین، ملائکہ و انس و جن و حیوانات موجود ہو جائیں گے۔

(شعب الإیمان، باب فی حشر الناس إلخ۔ فصل فی صفة یوم القیامة، الحدیث 353، ج 1، ص 312,314)

سب سے پہلے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر مبارک سے یوں برآمد ہوں گے کہ دَہنے ہاتھ میں صدیقِ اکبر کا ہاتھ، بائیں ہاتھ میں فاروقِ اعظم کا ہاتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، پھر مکہ معظّمہ و مدینہ طیبہ کے مقابر میں جتنے مسلمان دفن ہیں، سب کو اپنے ہمراہ لے کر میدانِ حشر میں تشریف لے جائیں گے۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب أنا أول من تنشق عنه الأرض، ثم أبو بكر وعمر، الحدیث 3689، ج 4، ص 378)

حشر کا بیان

سوال: جو حشر (قیامت) کا انکار کرے، اس کا کیا حکم ہے

جواب: قیامت بیشک قائم ہوگی، اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

(منح الروض الأزہر للقاری، فصل فی العرض والموت والقیامة، ص195)

سوال: حشر صرف روح کا ہوگا یا روح وجسم دونوں کا؟

جواب: حشر صرف رُوح کا نہیں، بلکہ روح وجسم دونوں کا ہوگا، جو کہے صرف روحیں اٹھیں گی جسم زندہ نہ ہوں گے، وہ بھی کافر ہے۔

(المعتقد المنتقد، هل الروح أيضاً جسم فلا حشر إلّا جسماني؟، ص181)

سوال: قیامت کے دن لوگ اپنی قبروں سے کیسے اٹھیں گے؟

جواب: قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی قبروں سے ننگے بدن، ننگے پاؤں، نَاخَتْنَہ شُدہ اٹھیں گے، کوئی پیدل، کوئی سوار اور ان میں بعض تنہا سوار ہوں گے اور کسی سواری پر دو، کسی پر تین، کسی پر چار، کسی پر دس ہوں گے۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب کیف الحشر، الحدیث 3349، ج2، ص420☆صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها وأهلها، باب فناء الدنیا ...إلخ، الحدیث2869، ص1529)

کافر منہ کے بل چلتا ہوا میدانِ حشر کو جائے گا، کسی کو ملائکہ گھسیٹ کر لے جائیں گے۔ کسی کو آگ جمع کرے گی۔

(صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین وأحکامهم، یحشر الکافر علی وجهه، الحدیث 2806، ص1508☆سنن النسائي، کتاب الجنائز، البعث، الحدیث2083، ص350)

سوال: میدانِ حشر کہاں ہوگا؟ اور اس کی زمین کیسی ہوگی؟ سورج کتنے فاصلے پر ہوگا؟

جواب: یہ میدانِ حشر ملکِ شام کی زمین پر قائم ہوگا۔

(المسند، للإمام أحمد بن حنبل، الحدیث2051,2042، ج7، ص235,37)

زمین ایسی ہموار ہوگی کہ اِس کنارہ پر رائی کا دانہ گر جائے تو دوسرے کنارے سے دکھائی دے۔ (ملفوظات اعلی حضرت، حصہ چہارم، ص455)

اُس دن زمین تانبے کی ہوگی۔ (تفسیر الطبری، ج7، ص483)

اور آفتاب ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا۔

(صحیح مسلم، کتاب الجنة ...إلخ، باب فی صفة یوم القیامة...إلخ، الحدیث 2864، ص1531)

اب چار ہزار برس کی راہ کے فاصلہ پر ہے اور اِس طرف آفتاب کی پیٹھ ہے۔

(المرقاة، ج9، ص259)

پھر بھی جب سر کے مقابل آجاتا ہے، گھر سے باہر نکلنا دشوار ہوجاتا ہے، اُس وقت کہ ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا اور اُس کا منہ اِس طرف کو ہوگا، تپش اور گرمی کا کیا پوچھنا...؟ (ملفوظات اعلی حضرت، حصہ چہارم، ص454,55)

سوال: میدانِ محشر میں لوگوں کی کیا حالت ہوگی؟

جواب: اَب مٹی کی زمین ہے، مگر گرمیوں کی دھوپ میں زمین پر پاؤں نہیں رکھا جاتا، اُس وقت جب تانبے کی ہوگی اور آفتاب کا اتنا قرب ہوگا، اُس کی تپش کون بیان کرسکے...؟! اللہ عزوجل پناہ میں رکھے۔ بھیجے کھولتے ہوں گے۔

(المسند للإمام أحمد بن حنبل، الحدیث 22248، ج8، ص279)

اور اس کثرت سے پسینہ نکلے گا کہ ستر گز زمین میں جذب ہوجائے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، الحدیث 6532، ج4، ص255)

پھر جو پسینہ زمین نہ پی سکے گی وہ اوپر چڑھے گا، کسی کے ٹخنوں تک ہوگا، کسی کے گھٹنوں تک، کسی کے کمر کمر، کسی کے سینہ، کسی کے گلے تک، اور کافر کے تو منہ تک چڑھ کر مثلِ لگام کے جکڑ جائے گا، جس میں وہ ڈبکیاں کھائے گا۔

(المسند للإمام أحمد بن حنبل، الحدیث 17444، ج6، ص146)

اس گرمی کی حالت میں پیاس کی جو کیفیت ہوگی محتاجِ بیان نہیں، زبانیں سُوکھ کر

کانٹا ہو جائیں گی، بعضوں کی زبانیں منہ سے باہر نکل آئیں گی، دل اُبل کر گلے کو آ جائیں گے، ہر مُبتلا بقدرِ گناہ تکلیف میں مبتلا کیا جائے گا، جس نے چاندی سونے کی زکوٰۃ نہ دی ہو گی اُس مال کو خوب گرم کرکے اُس کی کروٹ اور پیشانی اور پیٹھ پر داغ کریں گے، جس نے جانوروں کی زکوٰۃ نہ دی ہوگی اس کے جانور قیامت کے دن خوب تیار ہو کر آئیں گے اور اس شخص کو وہاں لٹائیں گے اور وہ جانور اپنے سینگوں سے مارتے اور پاؤں سے روندتے اُس پر گزریں گے، جب سب اسی طرح گزر جائیں گے پھر اُدھر سے واپس آ کر یوں ہی اُس پر گزریں گے، اسی طرح کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ لوگوں کا حساب ختم ہو وعلیٰ ھذا القیاس۔

(پ10، سورۃ التوبۃ، آیت35،34☆صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب إثم مانع الزکاۃ، الحدیث987، ص493)

پھر باوجود ان مصیبتوں کے کوئی کسی کا پُرسانِ حال نہ ہوگا، بھائی سے بھائی بھاگے گا، ماں باپ اولاد سے پیچھا چھڑائیں گے۔ (پ30، سورۃ عبس، آیت34,37)
بی بی بچے الگ جان چُرائیں گے، ہر ایک اپنی اپنی مصیبت میں گرفتار، کون کس کا مددگار ہوگا! حضرت آدم علیہ السلام کو حکم ہوگا، اے آدم! دوزخیوں کی جماعت الگ کر، عرض کریں گے: کتنے میں سے کتنے؟ ارشاد ہوگا: ہر ہزار سے نوسو ننانوے، یہ وہ وقت ہوگا کہ بچے مارے غم کے بوڑھے ہو جائیں گے، حمل والی کا حمل ساقط ہو جائے گا، لوگ ایسے دکھائی دیں گے کہ نشہ میں ہیں، حالانکہ نشہ میں نہ ہوں گے، ولیکن اللہ کا عذاب بہت سخت ہے، غرض کس کس مصیبت کا بیان کیا جائے، ایک ہو، دو ہوں، سو ہوں، ہزار ہوں تو کوئی بیان بھی کرے، ہزارہا مصائب اور وہ بھی ایسے شدید کہ الاماں الاماں !... اور یہ سب تکلیفیں دو چار گھنٹے، دو چار دن، دو چار ماہ کی نہیں، بلکہ قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ایک دن ہوگا۔

(صحیح البخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قصۃ یأجوج ومأجوج، الحدیث3348، ج2، ص420,419☆پ29، سورۃ المعارج، آیت04☆الدر المنثور، ج8، ص279)

سوال: پھر ان مصیبتوں سے نجات کیسے ملے گی؟

جواب: قیامت کا دن آدھے کے قریب گزر چکا ہوگا تو اہلِ محشر آپس میں مشورہ کریں گے کہ کوئی اپنا سفارشی ڈھونڈنا چاہیے کہ ہم کو ان مصیبتوں سے رہائی دلائے، ابھی تک تو یہی نہیں پتا چلتا کہ آخر کدھر کو جانا ہے، یہ بات مشورے سے قرار پائے گی کہ حضرت آدم علیہ السلام ہم سب کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور جنت میں رہنے کو جگہ دی اور مرتبہ نبوت سے سرفراز فرمایا، اُنکی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے، وہ ہم کو اس مصیبت سے نجات دلائیں گے۔

غرض کس کس مشکل سے اُن کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: اے آدم! آپ ابوالبشر ہیں، اللہ عزوجل نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور اپنی چُنی ہوئی روح آپ میں ڈالی اور ملائکہ سے آپ کو سجدہ کرایا اور جنت میں آپ کو رکھا، تمام چیزوں کے نام آپ کو سکھائے، آپ کو صفی کیا، آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس حالت میں ہیں...؟ ! آپ ہماری شفاعت کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے نجات دے۔

(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالی :(وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ...إلخ)، الحدیث 7440، ج2، ص 554)

فرمائیں گے: میرا یہ مرتبہ نہیں، مجھے آج اپنی جان کی فکر ہے، آج رب عزوجل نے ایسا غضب فرمایا ہے کہ نہ پہلے کبھی ایسا غضب فرمایا، نہ آئندہ فرمائے، تم کسی اور کے پاس جاؤ۔

(صحیح البخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قول اللہ تعالی :(إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ ...إلخ)، الحدیث 3340، ج2، ص 415)

لوگ عرض کریں گے: آخر کس کے پاس جائیں...؟ فرمائیں گے: نُوح کے پاس جاؤ، کہ وہ پہلے رسول ہیں کہ زمین پر ہدایت کے لیے بھیجے گئے، لوگ اُسی حالت میں حضرت نُوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور اُن کے فضائل بیان کرکے عرض

کریں گے کہ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجیے کہ وہ ہمارا فیصلہ کر دے، یہاں سے بھی وہی جواب ملے گا کہ میں اس لائق نہیں، مجھے اپنی پڑی ہے، تم کسی اور کے پاس جاؤ! عرض کریں گے، کہ آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں...؟ فرمائیں گے: تم ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ، کہ اُن کو اللہ تعالیٰ نے مرتبہ خُلّت سے ممتاز فرمایا ہے، لوگ یہاں حاضر ہوں گے، وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میں اس کے قابل نہیں، مجھے اپنا اندیشہ ہے۔

مختصر یہ کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بھیجیں گے، وہاں بھی وہی جواب ملے گا، پھر موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بھیجیں گے، وہ بھی یہی فرمائیں گے: کہ میرے کرنے کا یہ کام نہیں، آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا ہے، کہ ایسا نہ کبھی فرمایا، نہ فرمائے، مجھے اپنی جان کا ڈر ہے، تم کسی دوسرے کے پاس جاؤ، لوگ عرض کریں گے: آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں؟ فرمائیں گے: تم اُن کے حضور حاضر ہو، جن کے ہاتھ پر فتح رکھی گئی، جو آج بے خوف ہیں، اور وہ تمام اولادِ آدم کے سردار ہیں، تم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو، وہ خاتم النبیین ہیں، وہ آج تمہاری شفاعت فرمائیں گے، اُنھیں کے حضور حاضر ہو، وہ یہاں تشریف فرما ہیں۔

اب لوگ پھرتے پھراتے، ٹھوکریں کھاتے، روتے چلاتے، دُہائی دیتے حاضرِ بارگاہِ بے کس پناہ ہو کر عرض کریں گے: اے اللہ کے نبی! حضور کے ہاتھ پر اللہ عزوجل نے فتح باب رکھا ہے، آج حضور مطمئن ہیں، ان کے علاوہ اور بہت سے فضائل بیان کر کے عرض کریں گے: حضور ملاحظہ تو فرمائیں ہم کس مصیبت میں ہیں! اور کس حال کو پہنچے! حضور بارگاہِ خداوندی میں ہماری شفاعت فرمائیں اور ہم کو اس آفت سے نجات دلوائیں۔ جواب میں ارشاد فرمائیں گے: ((أَنَـــا لَهَـــا)) ترجمہ: میں اس کام کے لیے ہوں، ((أَنَــا صَاحِبُكُمْ)) ترجمہ: میں ہی وہ ہوں جسے تم تمام جگہ ڈھونڈ آئے، یہ فرما کر بارگاہِ عزت میں حاضر ہوں گے اور سجدہ کریں گے، ارشاد ہوگا: ((يَا مُحَمَّدُ! اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ)) ترجمہ: اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو، تمھاری بات سنی جائے گی اور مانگو جو کچھ مانگو گے ملے گا اور شفاعت کرو، تمہاری شفاعت مقبول ہے۔ پھر تو شفاعت کا

سلسلہ شروع ہو جائے گا، یہاں تک کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ سے کم سے کم بھی ایمان ہوگا، اس کے لیے بھی شفاعت فرما کر اُسے جہنم سے نکالیں گے، یہاں تک کہ جو سچے دل سے مسلمان ہوا اگر چہ اس کے پاس کوئی نیک عمل نہیں ہے، اسے بھی دوزخ سے نکالیں گے۔ اَب تمام انبیاء اپنی اُمت کی شفاعت فرمائیں گے، اولیائے کرام، شہدا، علما، حُفّاظ، حُجاج، بلکہ ہر وہ شخص جس کو کوئی منصبِ دینی عنایت ہوا، اپنے اپنے متعلقین کی شفاعت کریگا۔ نابالغ بچے جو مر گئے ہیں، اپنے ماں باپ کی شفاعت کریں گے، یہاں تک کہ علما کے پاس کچھ لوگ آ کر عرض کریں گے: ہم نے آپ کے وضو کے لیے فلاں وقت میں پانی بھر دیا تھا، کوئی کہے گا: کہ میں نے آپ کو استنجے کے لیے ڈھیلا دیا تھا، علما اُن تک کی شفاعت کریں گے۔

(ماخوذ از صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول الله تعالى (لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ)، الحديث 7410، ج4، ص542 ☆ صحيح البخاری، کتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى (إِنَّا ارسلنا نوحا الى قومه ...إلخ)، الحديث 3340، ج2، ص415 ☆ المسند للإمام أحمد بن حنبل، الحديث 2546، ج1، ص603 ☆ الخصائص الكبرى، باب الشفاعة، ج 2، ص383 ☆ المسند للإمام أحمد بن حنبل، الحديث 2546، ج1، ص603 ☆ (الفتاوى الرضوية، ج30، ص223 ☆ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، الحديث 327، ص125 ☆ المعجم الكبير للطبراني، الحديث 6117، ج6، ص248 ☆ المعجم الأوسط للطبراني، الحديث 3044، ج2، ص209،)(مجمع الزوائد، الحديث 18529 ج10، ص689 ☆ سنن ابن ماجه، أبواب الزهد، باب ذكر الشفاعة، الحديث 4313، ج4، ص526 ☆ فتح الباری، كتاب الرقاق، باب الصراط جسر جهنم، ج 11، ص390 ☆ سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب في الشهيد يشفع، الحديث 2522، ج3، ص23 ☆ شعب الإيمان، باب في طلب العلم، الحديث 1717، ج2، ص268 ☆ البحر الزخار بمسند البزار، مسند أبي موسى الأشعرى، الحديث 3196، ج8، ص169 ☆ سنن الترمذی، كتاب صفة القيامة، باب ما جاء في الشفاعة ...إلخ، الحديث 2448، ج4، ص199)

سوال: قیامت کے دن اعمال نامہ لوگوں کو کیسے دیا جائے گا؟

جواب: قیامت کے دن ہر شخص کو اُس کا نامۂ اعمال دیا جائے گا۔

(پ15 سورہ بنی إسرائیل، آیت 13,14)

نیکوں کے دہنے ہاتھ میں اور بدوں کے بائیں ہاتھ میں، کافر کا سینہ توڑ کر اُس کا بایاں ہاتھ اس سے پسِ پشت نکال کر پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا۔

(پ29سورۃالحاقۃ،آیت19,20☆(پ29، سورۃالحاقۃ،آیت 25☆پ30، انشقاق10,12)

سوال: حوض کوثر کے بارے میں کچھ بیان فرمادیں۔

جواب: حوضِ کوثر کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرحمت ہوا، حق ہے۔

(المسندللإمام أحمد بن حنبل،ج4،ص305☆شرح العقائد النسفية، والحوض حق، ص105)

اِس حوض کی مسافت ایک مہینہ کی راہ ہے۔

(صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب الحوض، الحديث6579، ج4، ص267

اس کے کناروں پر موتی کے قُبّے ہیں، چاروں گوشے برابر یعنی زاویے قائمہ ہیں، اس کی مٹی نہایت خوشبودار مشک کی ہے، اس کا پانی دُودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ پاکیزہ اور اس پر برتن گنتی میں ستاروں سے بھی زیادہ جو اس کا پانی پئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا، اس میں جنت سے دو پرنالے ہر وقت گرتے ہیں، ایک سونے کا، دوسرا چاندی کا۔

(صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبيّنا...الخ،ص 1256تا1260)

سوال: میزان کے بارے میں کچھ بیان کردیں؟

جواب: میزان حق ہے۔ اس پر لوگوں کے اعمال نیک و بد تولے جائیں گے، نیکی کا پلہ بھاری ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اوپر اُٹھے، دنیا کا سا معاملہ نہیں کہ جو بھاری ہوتا ہے نیچے کو جھکتا ہے۔

(منح الروض الأزهر،ص95☆پ22سوره فاطر،آیت 10☆تكميل الايمان،ص 78☆الفتاوى الرضوية، ج29، ص626)

سوال: پل صراط کے بارے میں کچھ بیان کردیں؟

جواب: صراط حق ہے۔ یہ ایک پُل ہے کہ پشتِ جہنم پر نصب کیا جائے گا، بال

سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا، جنت میں جانے کا یہی راستہ ہے، سب سے پہلے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گزر فرمائیں گے، پھر اور انبیاء و مرسلین، پھر یہ اُمت پھر اور اُمتیں گزریں گی اور حسبِ اختلافِ اعمال پُلِ صراط پر لوگ مختلف طرح سے گزریں گے، بعض تو ایسے تیزی کے ساتھ گزریں گے جیسے بجلی کا کوندا کہ ابھی چمکا اور ابھی غائب ہو گیا اور بعض تیز ہوا کی طرح، کوئی ایسے جیسے پرندا اڑتا ہے اور بعض جیسے گھوڑا دوڑتا ہے اور بعض جیسے آدمی دوڑتا ہے، یہاں تک کہ بعض شخص سُرین پر گھسٹتے ہوئے اور کوئی چیونٹی کی چال جائے گا اور پُل صراط کے دونوں جانب بڑے بڑے آنکڑے اللہ عزوجل ہی جانے کہ وہ کتنے بڑے ہونگے، لٹکتے ہوں گے، جس شخص کے بارے میں حکم ہوگا اُسے پکڑ لیں گے، مگر بعض تو زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے اور بعض کو جہنم میں گرادیں گے اور یہ ہلاک ہوا۔

(صحیح البخاری، کتاب الأذان، فضل السجود، الحدیث 806، ج1، ص282☆صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب معرفة طریق الرؤیة، الحدیث302، ص115)

سوال: حساب کتاب اور پل صراط سے گزرنے کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہاں تشریف فرما ہوں گے؟

جواب: کبھی میزان پر تشریف لے جائیں گے، وہاں جس کے حسنات میں کمی دیکھیں گے، اس کی شفاعت فرما کر نجات دلوائیں گے اور فوراً ہی دیکھو تو حوضِ کوثر پر جلوہ فرما ہیں، پیاسوں کو سیراب فرمارہے ہیں اور وہاں سے پُل پر رونق افروز ہوئے اور گرتوں کو بچایا۔ غرض ہر جگہ اُنھیں کی دُوہائی، ہر شخص اُنھیں کو پکارتا، اُنھیں سے فریاد کرتا ہے اور اُن کے سوا کس کو پکارے...؟! کہ ہر ایک تو اپنی فکر میں ہے، دوسروں کو کیا پوچھے، صرف ایک یہی ہیں، جنھیں اپنی کچھ فکر نہیں اور تمام عالم کا بار اِن کے ذمے۔

(صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب أدنی أھل الجنة منزلة فیھا، الحدیث 329، ص127☆سنن الترمذی، أبواب صفة القیامة والرقائق الخ، باب ما جاء فی شأن الصراط، الحدیث 2448، ج4، ص195)

سوال: کیا قیامت کا دن کسی کے لیے ہلکا بھی ہو گا؟

جواب: جی ہاں! مولیٰ عزوجل کے جو خاص بندے ہیں ان کے لیے اتنا ہلکا کر دیا جائے گا، کہ معلوم ہو گا اس میں اتنا وقت صَرف ہوا جتنا ایک وقت کی نمازِ فرض میں صَرف ہوتا ہے، بلکہ اس سے بھی کم، یہاں تک کہ بعضوں کے لیے تو پلک جھپکنے میں سارا دن طے ہو جائے گا۔

(شعب الإیمان، باب فی حشر الناس بعد ما یبعثون من قبورہم، الحدیث 362، ج 1، ص 325☆مشکاۃ المصابیح، کتاب أحوال القیامۃ وبدء الخلق، ج 2، الحدیث 2563، ص 317☆المسند للإمام أحمد بن حنبل، الحدیث 11717، ج 4، ص 151)

جنّت کا بیان

سوال: جنت کیا ہے؟

جواب: جنت ایک مکان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لیے بنایا ہے، اس میں وہ نعمتیں مہیا کی ہیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا، نہ کسی آدمی کے دل پر ان کا خطرہ گزرا۔

(صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها وأهلها، الحدیث 2824، ص 1615)

جو کوئی مثال اس کی تعریف میں دی جائے سمجھانے کے لیے ہے، ورنہ دنیا کی اعلیٰ سے اعلیٰ شے کو جنت کی کسی چیز کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں۔ اگر جنت کی کوئی ناخن بھر چیز دنیا میں ظاہر ہو تو تمام آسمان وزمین اُس سے آراستہ ہو جائیں اور اگر جنتی کا کنگن ظاہر ہو تو آفتاب کی روشنی مٹا دے، جیسے آفتاب ستاروں کی روشنی مٹا دیتا ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب صفة الجنة، باب ما جاء فی صفة أهل الجنة، الحدیث 2547، ج 4، ص 241)

سوال: جنت کی حور کیسی ہوگی؟

جواب: وہاں کی کوئی حور اگر زمین کی طرف جھانکے تو زمین سے آسمان تک روشن ہو جائے اور خوشبو سے بھر جائے اور چاند سورج کی روشنی جاتی رہے اور اُس کا دوپٹا دنیا وما فیہا سے بہتر۔ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ج 4، ص 264)

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اگر حُور اپنی ہتھیلی زمین و آسمان کے درمیان نکالے تو اس کے حسن کی وجہ سے خلائق فتنہ میں پڑ جائیں اور اگر اپنا دوپٹا ظاہر کرے تو اس کی خوبصورتی کے آگے آفتاب ایسا ہو جائے جیسے آفتاب کے سامنے چراغ۔

(الترغیب والترهیب، کتاب صفة الجنة والنار، فصل فی وصف نساء أهل الجنة، ج 4، ص 298)

سوال: جنت کتنی وسیع ہے؟

جواب: جنت کتنی وسیع ہے، اس کو اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی جانیں، اِجمالی بیان یہ ہے کہ اس میں سو درجے ہیں۔ ہر دو درجوں میں وہ مسافت ہے، ج

آسمان و زمین کے درمیان ہے۔ رہا یہ کہ خود اُس درجہ کی کیا مسافت ہے، اس کا اندازہ ''جامع ترمذی'' کی ایک روایت سے لگائیں جس میں ہے کہ اگر تمام عالم ایک درجہ میں جمع ہو تو سب کے لیے وسیع ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب صفة الجنة، باب ما جاء فی صفة درجات الجنة، الحدیث 3539,3540، ج4، ص238.239)

جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں سو(100) برس تک تیز گھوڑے پر سوار چلتا رہے اور ختم نہ ہو۔ جنت کے دروازے اتنے وسیع ہوں گے کہ ایک بازو سے دوسرے تک تیز گھوڑے کی ستر برس کی راہ ہوگی پھر بھی جانے والوں کی وہ کثرت ہوگی کہ مونڈھے سے مونڈھا چھلتا ہوگا، بلکہ بھیڑ کی وجہ سے دروازہ چُر چُرانے لگے گا۔

صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب إنّ فی الجنة شجرة إلخ، الحدیث 2727، ص1517☆المسند للإمام أحمد بن حنبل، حدیث أبی رزین العقیلی، ج5، ص475)

سوال: جنت میں کس قسم کے مکانات ہیں، ان کی دیواریں کیسی ہیں؟ زمین کیسی ہے؟

جواب: اس میں قسم قسم کے جواہر کے محل ہیں، ایسے صاف وشفاف کہ اندر کا حصہ باہر سے اور باہر کا اندر سے دکھائی دے۔

(الترغیب والترھیب، کتاب صفة الجنة والنار، فصل فی درجات الجنة وغرفھا، ج4، ص281)

جنت کی دیواریں سونے اور چاندی کی اینٹوں اور مُشک کے گارے سے بنی ہیں۔ (مجمع الزوائد، کتاب أھل الجنة، باب فی بناء الجنة وصفتھا، ج10، ص732)

ایک اینٹ سونے کی، ایک چاندی کی، زمین زعفران کی، کنکریوں کی جگہ موتی اور یاقوت۔ (سنن الدارمی، کتاب الرقائق، باب فی بناء الجنة، الحدیث 2821، ج2، ص429)

اور ایک روایت میں ہے کہ جنتِ عدن کی ایک اینٹ سفید موتی کی ہے، ایک یاقوتِ سرخ کی، ایک زبرجد سبز کی اور مشک کا گارا ہے اور گھاس کی جگہ زعفران ہے، موتی

کی کنکریاں، عنبر کی مٹی۔

(الترغیب والترھیب، کتاب صفۃ الجنۃ والنار، الترغیب فی الجنۃ ونعیمھا، فصل فی بناء الجنۃ وترابھا وحصبائھا وغیر ذلک، الحدیث33، ج4، ص283)

جنت میں ایک ایک موتی کا خیمہ ہوگا جس کی بلندی ساٹھ میل۔

(صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا وأھلھا، باب فی صفۃ خیام الجنۃ إلخ، ص1522)

سوال: جنت میں دریا کتنے ہیں اور کس قسم کے ہیں؟

جواب: جنت میں چار دریا ہیں، ایک پانی کا، دوسرا دودھ کا، تیسرا شہد کا، چوتھا شراب کا، پھر اِن سے نہریں نکل کر ہر ایک کے مکان میں جاری ہیں۔

(پ26، سورہ محمد، آیت 15 ☆ المسند للإمام أحمد بن حنبل، الحدیث 20072، ج7، ص242)

(المرقاۃ، ج9، ص616)

وہاں کی نہریں زمین کھود کر نہیں بہتیں، بلکہ زمین کے اوپر اوپر رواں ہیں، نہروں کا ایک کنارہ موتی کا، دوسرا یاقوت کا اور نہروں کی زمین خالص مشک کی۔

(الترغیب والترھیب، کتاب صفۃ الجنۃ والنار، فصل فی أنھار الجنۃ، ج4، ص286)

وہاں کی شراب دنیا کی سی نہیں جس میں بدبُو اور کڑواہٹ اور نشہ ہوتا ہے اور پینے والے بے عقل ہو جاتے ہیں، آپے سے باہر ہو کر بیہودہ بکتے ہیں، وہ پاک شراب اِن سب باتوں سے پاک و منزّہ ہے۔ (پ26، سورہ محمد، آیت15 ☆ تفسیر ابن کثیر، ج7، ص289)

سوال: جنت میں کھانا پینا کیسا ہوگا؟

جواب: جنتیوں کو جنت میں ہر قسم کے لذیذ سے لذیذ کھانے ملیں گے، جو چاہیں گے فوراً اُن کے سامنے موجود ہوگا۔

(پ23، سورہ فصلت، آیت 31 ☆ تفسیر ابن کثیر، ج7، ص162)

اگر کسی پرندے کو دیکھ کر اس کا گوشت کھانے کو جی ہو تو اُسی وقت بُھنا ہوا اُن کے پاس آ جائے گا۔ (پ28، سورۃ الواقعہ، آیت 21 ☆ الدر المنثور، ج8، ص11)

اگر پانی وغیرہ کی خواہش ہو تو کوزے خود ہاتھ میں آ جائیں گے، ان میں ٹھیک

اندازے کے موافق پانی، دودھ، شراب، شہد ہوگا کہ ان کی خواہش سے ایک قطرہ کم نہ زیادہ، بعد پینے کے خود بخود جہاں سے آئے تھے چلے جائیں گے۔ ہر شخص کو سو (100) آدمیوں کے کھانے، پینے، جماع کی طاقت دی جائے گی۔

(الترغیب والترهیب، کتاب صفة الجنة والنار، فصل في أكل أهل الجنة وشربهم وغير ذلك، الحديث73,46، ج4، ص292,290☆المسند، الحديث19289، ج4، ص74)

سوال: کھانا ہضم کیسے ہوگا؟

جواب: ایک خوشبودار فرحت بخش ڈکار آئے گی، خوشبودار فرحت بخش پسینہ نکلے گا، سب کھانا ہضم ہو جائے گا اور ڈکار اور پسینے سے مشک کی خوشبو نکلے گی۔

(صحيح مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب في صفة الجنة إلخ، الحديث2835، ص1520)

سوال: کیا جنت میں جسم پر بال ہوں گے؟

جواب: سر کے بال اور پلکوں اور بھَووں کے سوا جنتی کے بدن پر کہیں بال نہ ہوں گے، سب بے ریش ہوں گے، سُرمگیں آنکھیں، تیس برس کی عمر کے معلوم ہوں گے کبھی اس سے زیادہ معلوم نہ ہوں گے۔

(سنن الترمذي، كتاب صفة الجنة، باب ماجاء في سن أهل الجنة، الحديث2554، ج4، ص244)

سوال: کیا جنت میں اولاد ہوگی؟

جواب: اگر مسلمان اولاد کی خواہش کرے تو اس کا حمل اور وضع اور پوری عمر (یعنی تیس سال کی)، خواہش کرتے ہی ایک ساعت میں ہو جائے گی۔

(سنن الترمذي، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء ما لأدنى أهل الجنة من الكرامة، الحديث 2572، ج4، ص254)

سوال: کیا جنت میں نیند ہوگی؟

جواب: جنت میں نیند نہیں، کہ نیند ایک قسم کی موت ہے اور جنت میں موت نہیں۔

(المعجم الأوسط للطبراني، الحديث919، ج1، ص266).

سوال: جنتیوں کو جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کیسے ہوگا؟

جواب: بعدِ دخولِ جنت دنیا کی ایک ہفتہ کی مقدار کے بعد اجازت دی جائے گی کہ اپنے پروردگار عزوجل کی زیارت کریں اور عرشِ الٰہی ظاہر ہوگا اور رب عزوجل جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں تجلّی فرمائے گا اور ان جنتیوں کے لیے منبر بچھائے جائیں گے، نور کے منبر، موتی کے منبر، یاقوت کے منبر، زَبرجَد کے منبر، سونے کے منبر، چاندی کے منبر اور اُن میں کا ادنیٰ مشک وکافور کے ٹیلے پر بیٹھے گا اور اُن میں ادنیٰ کوئی نہیں، اپنے گمان میں کرسی والوں کو کچھ اپنے سے بڑھ کر نہ سمجھیں گے اور خدا کا دیدار ایسا صاف ہوگا جیسے آفتاب اور چودھویں رات کے چاند کو ہر ایک اپنی اپنی جگہ سے دیکھتا ہے، کہ ایک کا دیکھنا دوسرے کے لیے مانع نہیں اور اللہ عزوجل ہر ایک پر تجلّی فرمائے گا، ان میں سے کسی کو فرمائے گا: اے فلاں بن فلاں! تجھے یاد ہے، جس دن تُو نے ایسا ایسا کیا تھا؟! دنیا کے بعض مَعاصی یاد دلائے گا، بندہ عرض کریگا: تو اے رب! کیا تُو نے مجھے بخش نہ دیا؟ فرمائے گا: ہاں! میری مغفرت کی وسعت ہی کی وجہ سے تُو اِس مرتبہ کو پہنچا، وہ سب اسی حالت میں ہونگے کہ اَبر چھائے گا اور اُن پر خوشبو برسائے گا، کہ اُس کی سی خوشبو ان لوگوں نے کبھی نہ پائی تھی اور اللہ عزوجل فرمائے گا کہ جاؤ اُس کی طرف جو میں نے تمہارے لیے عزت تیار کر رکھی ہے، جو چاہو لو، پھر لوگ ایک بازار میں جائیں گے جسے ملائکہ گھیرے ہوئے ہیں، اس میں وہ چیزیں ہوں گی کہ ان کی مثل نہ آنکھوں نے دیکھی، نہ کانوں نے سنی، نہ قلوب پر ان کا خطرہ گزرا، اس میں سے جو چاہیں گے، اُن کے ساتھ کردی جائے گی اور خرید وفروخت نہ ہوگی اور جنتی اس بازار میں باہم ملیں گے، چھوٹے مرتبہ والا بڑے مرتبہ والے کو دیکھے گا، اس کا لباس پسند کرلے، ہنوز گفتگو ختم بھی نہ ہوگی کہ خیال کرے گا، میرا لباس اُس سے اچھا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ جنت میں کسی کے لیے غم نہیں، پھر وہاں سے اپنے اپنے مکانوں کو واپس آئیں گے۔ اُن کی بیبیاں استقبال کریں گی اور مبارکباد دے کر کہیں گی کہ آپ واپس ہوئے اور آپ کا جمال اس سے بہت زائد ہے کہ ہمارے پاس سے آپ گئے تھے،

جواب دیں گے کہ پروردگار جبّار کے حضور بیٹھنا ہمیں نصیب ہوا تو ہمیں ایسا ہی ہو جانا سزاوار تھا۔

(سنن الترمذی، کتاب صفة الجنة، بابُ ما جاء في سوق الجنة، الحديث2558، ج4، ص246)

سوال: جنتی ایک دوسرے سے ملنا چاہیں گے تو کیسے جائیں گے؟

جواب: جنتی باہم ملنا چاہیں گے تو ایک کا تخت دوسرے کے پاس چلا جائے گا۔اورایک روایت میں ہے کہ ان کے پاس نہایت اعلیٰ درجہ کی سواریاں اور گھوڑے لائے جائیں گے اوران پرسوار ہوکر جہاں چاہیں گے جائیں گے۔

(الترغیب والترهیب، کتاب صفة الجنة والنار، فصل فی تزاورہم ومراکبہم، الحديث 115، ج4، ص304 ☆سنن الترمذی، کتاب صفة الجنة،باب ماجاء فیصفة خیل الجنة،الحديث2553، ج4، ص244)

سوال: جو جنت ودوزخ کا انکار کرے،اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: جنت ودوزخ حق ہیں،ان کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

(شرح العقائد النسفية، ص105 ☆الحديقة الندية، ج1، ص303)(الشفاء ج2، ص290)

سوال: کیا جنت ودوزخ اب بھی موجود ہیں؟

جواب: جنت ودوزخ کو بنے ہوئے ہزارہا سال ہوئے اوروہ اب موجود ہیں، یہ نہیں کہ اس وقت تک مخلوق نہ ہوئیں، قیامت کے دن بنائی جائیں گی۔

(شرح العقائد النسفية، ص105,106 ☆منح الروض الأزهر، ص98)

دوزخ کا بیان

سوال: دوزخ کیا ہے؟

جواب: یہ ایک مکان ہے کہ اُس قہار و جبار کے جلال وقہر کا مظہر ہے۔ جس طرح اُس کی رحمت ونعمت کی انتہا نہیں کہ انسانی خیالات وتصورات جہاں تک پہنچیں وہ اُس کی بے شمار نعمتوں سے ایک ذرہ ہے، اسی طرح اس کے غضب وقہر کی کوئی حد نہیں کہ ہر وہ تکلیف واذیت کہ تصور کی جائے، اس کے بے انتہا عذاب کا ایک ادنیٰ حصہ ہے۔

(بہار شریعت، حصہ 1، ص 163)

سوال: جس جہنمی کو سب سے کم درجہ عذاب ہوگا، اس کے ساتھ کیا کیا جائے گا؟

جواب: جس کو سب سے کم درجہ کا عذاب ہوگا، اسے آگ کی جوتیاں پہنا دی جائیں گی، جس سے اُس کا دماغ ایسا کھولے گا جیسے تانبے کی پتیلی کھولتی ہے، وہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ عذاب اسی پر ہو رہا ہے، حالانکہ اس پر سب سے ہلکا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب أہون أہل النار عذاباً، الحدیث 364، ص 134)

جس پر سب سے ہلکے درجہ کا عذاب ہوگا، اس سے اللہ عزوجل پوچھے گا: کہ اگر ساری زمین تیری ہو جائے تو کیا اس عذاب سے بچنے کے لیے تو سب فدیہ میں دیدے گا؟ عرض کرے گا: ہاں! فرمائے گا: کہ جب تُو پُشتِ آدم میں تھا تو ہم نے اِس سے بہت آسان چیز کا حکم دیا تھا کہ کفر نہ کرنا مگر تُو نے نہ مانا۔

(صحیح البخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب خلق آدم صلوات اللہ علیہ وذریتہ، ج 2، ص 413)

سوال: جہنم کی آگ کیسی ہے؟

جواب: یہ جو دنیا کی آگ ہے اُس آگ کے ستر جزوں میں سے ایک جزو ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب صفۃ الجنۃ ۔۔۔الخ، باب فی شدۃ حر نار جہنم، ص 1523)

جہنم کی آگ ہزار برس تک دھونکائی گئی، یہاں تک کہ سُرخ ہوگئی، پھر ہزار برس

اور، یہاں تک کہ سفید ہوگئی، پھر ہزار برس اور، یہاں تک کہ سیاہ ہوگئی، تو اب وہ نِری سیاہ ہے جس میں روشنی کا نام نہیں۔ (سنن الترمذی، کتاب صفة جهنم، باب منه ج4، ص266)

جبرئیل علیہ السلام نے قسم کھا کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اگر جہنم سے سوئی کے ناکے کی برابر کھول دیا جائے تو تمام زمین والے سب کے سب اس کی گرمی سے مر جائیں اور قسم کھا کر کہا کہ اگر جہنم کا کوئی داروغہ اہلِ دنیا پر ظاہر ہو تو زمین کے رہنے والے سب کے سب اس کی ہیبت سے مر جائیں اور بقسم بیان کیا کہ اگر جہنمیوں کی زنجیر کی ایک کڑی دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو کانپنے لگیں اور انہیں قرار نہ ہو، یہاں تک کہ نیچے کی زمین تک دھنس جائیں۔ (المعجم الأوسط للطبراني، ج2، ص78، الحديث2583)

یہ دنیا کی آگ خدا سے دعا کرتی ہے کہ اسے جہنم میں پھر نہ لے جائے، مگر تعجب ہے انسان سے کہ جہنم میں جانے کا کام کرتا ہے اور اُس آگ سے نہیں ڈرتا جس سے آگ بھی ڈرتی اور پناہ مانگتی ہے۔ (سنن ابن ماجه، أبواب الزهد، باب صفة النار، ج4، ص528)

سوال: جہنم کی گہرائی کتنی ہے؟

جواب: دوزخ کی گہرائی کو خدا ہی جانے کہ کتنی گہری ہے، حدیث میں ہے کہ اگر پتھر کی چٹان جہنم کے کنارے سے اُس میں پھینکی جائے تو ستر برس میں بھی تہ تک نہ پہنچے گی، اور اگر انسان کے سر برابر سیسہ کا گولا آسمان سے زمین کو پھینکا جائے تو رات آنے سے پہلے زمین تک پہنچ جائے گا، حالانکہ یہ پانچ سو برس کی راہ ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب صفة جهنم، باب ما جاء في صفة قعر جهنم، ج4، ص260,265)

سوال: جہنم میں کس قسم کے عذاب ہوں گے؟

جواب: اس میں طرح طرح کے عذاب ہوں گے، لوہے کے ایسے بھاری گُرزوں سے فرشتے ماریں گے کہ اگر کوئی گُرز زمین پر رکھ دیا جائے تو تمام جن و انس جمع ہو کر اُس کو اُٹھا نہیں سکتے۔ (المسند للإمام أحمد بن حنبل، الحديث11233، ج4، ص58)

بختی اونٹ کی گردن برابر بچھو اور اللہ عزوجل جانے کس قدر بڑے سانپ کہ اگر

ایک مرتبہ کاٹ لیں تو اس کی سوزش، درد، بے چینی ہزار برس تک رہے۔

(المسند للإمام أحمد بن حنبل، الحدیث 17729، ج6، ص217)

تیل کی جلی ہوئی تلچھٹ کی مثل سخت کھولتا پانی پینے کو دیا جائے گا، کہ منہ کے قریب ہوتے ہی اس کی تیزی سے چہرے کی کھال گر جائے گی۔ سر پر گرم پانی بہایا جائے گا۔ (پ15، سورۃ الکہف، آیت29☆پ17، سورۃالحج، آیت19)

جہنمیوں کے بدن سے جو پیپ بہے گی وہ پلائی جائے گی، خاردار تھوہڑ کھانے کو دیا جائے گا۔ (پ13، سورہ ابراھیم، آیت16☆پ25، سورۃالدخان، آیت43)

وہ ایسا ہوگا کہ اگر اس کا ایک قطرہ دنیا میں آئے تو اس کی سوزش و بدبو تمام اہلِ دنیا کی معیشت برباد کر دے۔ (سنن الترمذی، کتاب صفة جهنم،، ج4، ص263)

اور وہ گلے میں جا کر پھندا ڈالے گا۔ (تفسیر الطبری، ج12، ص289)

اس کے اتارنے کے لیے پانی مانگیں گے، اُن کو وہ کھولتا پانی دیا جائے گا کہ منہ کے قریب آتے ہی منہ کی ساری کھال گل کر اس میں گر پڑے گی، اور پیٹ میں جاتے ہی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور وہ شوربے کی طرح بہہ کر قدموں کی طرف نکلیں گی۔

(پ15، سورۃالکہف، آیت29) (سنن الترمذی، کتاب صفة جهنم، باب ماجاء فی صفة طعام أهل النار، الحدیث 2595، ج4، ص264)(تفسیر الطبری، ج7، ص430)

پیاس اس بلا کی ہوگی کہ اس پانی پر ایسے گریں گے جیسے تونس کے مارے ہوئے اونٹ۔ (البدور السافرۃ للسیوطی، باب طعام أهل النار وشرابهم، الحدیث 1446، ص428)

پھر کفار جان سے عاجز آ کر باہم مشورہ کر کے مالک علیہ الصلاۃ والسلام داروغہ جہنم کو پکاریں گے کہ اے مالک علیہ الصلاۃ والسلام! تیرا رب ہمارا قصہ تمام کر دے، مالک علیہ الصلاۃ والسلام ہزار برس تک جواب نہ دیں گے، ہزار برس کے بعد فرمائیں گے مجھ سے کیا کہتے ہو اُس سے کہو جس کی نافرمانی کی ہے!، ہزار برس تک رب العزت کو اُس کی رحمت کے ناموں سے پکاریں گے، وہ ہزار برس تک جواب نہ دے گا، اس کے بعد فرمائے گا تو یہ

فرمائے گا: دُور ہو جاؤ! جہنم میں پڑے رہو! مجھ سے بات نہ کرو! اُس وقت کفّار ہر قسم کی خیر سے نا اُمید ہو جائیں گے۔

(سنن الترمذی، کتاب صفة جهنم، باب ماجاء فی صفة طعام أهل النار، ج4، ص264)

اور گدھے کی آواز کی طرح چلاّ کر روئیں گے۔

(شرح السنة، کتاب الفتن، باب صفة النار وأهلها، الحدیث4316، ج7، ص566،565)

ابتداءً آنسو نکلیں گے، جب آنسو ختم ہو جائیں گے تو خون روئیں گے، روتے روتے گالوں میں خندقوں کی مثل گڑھے پڑ جائیں گے، رونے کا خون اور پیپ اس قدر ہو گا کہ اگر اس میں کشتیاں ڈالی جائیں تو چلنے لگیں۔

(سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب صفة النار، الحدیث4324، ج4، ص531)

سوال: جہنمیوں کی شکلیں کیسی ہوں گی اور ان کے جسم کے اعضاء کیسے ہوں گے؟

جواب: جہنمیوں کی شکلیں ایسی بری ہوں گی کہ اگر دنیا میں کوئی جہنمی اُسی صورت پر لایا جائے تو تمام لوگ اس کی بدصورتی اور بدبُو کی وجہ سے مر جائیں۔

(الترغیب والترهیب، کتاب صفة الجنة والنار، فصل فی عظم أهل النار الخ، ج4، ص263)

اور جسم ان کا ایسا بڑا کر دیا جائے گا کہ ایک شانہ سے دوسرے تک تیز سوار کے لیے تین دن کی راہ ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ج4، ص260)

ایک ایک داڑھ اُحد کے پہاڑ برابر ہوگی، کھال کی موٹائی بیالیس ذراع کی ہوگی، زبان ایک کوس دو کوس تک منہ سے باہر گھسٹتی ہوگی کہ لوگ اس کو روندیں گے، بیٹھنے کی جگہ اتنی ہوگی جیسے مکہ سے مدینہ تک اور وہ جہنم میں منہ سکوڑے ہوں گے کہ اوپر کا ہونٹ سمٹ کر بیچ سر کو پہنچ جائے گا اور نیچے کا لٹک کر ناف کو آ لگے گا۔

(المسند للإمام أحمد بن حنبل، الحدیث 8418، ج3، ص231☆سنن الترمذی، کتاب صفة جهنم، باب ما جاء فی عظم أهل النار، ج4، ص260.261.264)

ان مضامین سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کفار کی شکل جہنم میں انسانی شکل نہ ہوگی کہ یہ شکل اَحسنِ تقویم ہے۔ (پ30،سورۃ التین، آیت4)

اور یہ اللہ عزوجل کو محبوب ہے، کہ اُس کے محبوب کی شکل سے مشابہ ہے، بلکہ جہنمیوں کا وہ حُلیہ ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ (دقائق الأخبار، ص3☆معارج النبوۃ، رکن دوم، ص41)

سوال: جہنم کے اندر آخر میں کفار کے ساتھ کیا ہوگا؟

جواب: آخر میں کفّار کے لیے یہ ہوگا کہ اس کے قدبرابر آگ کے صندوق میں اُسے بند کریں گے، پھر اس میں آگ بھڑکائیں گے اور آگ کا قُفل (تالا) لگایا جائے گا، پھر یہ صندوق آگ کے دوسرے صندوق میں رکھا جائے گا اور ان دونوں کے درمیان آگ جلائی جائے گی اور اس میں بھی آگ کا قفل لگایا جائے گا، پھر اِسی طرح اُس کو ایک اور صندوق میں رکھ کر اور آگ کا قفل لگا کر آگ میں ڈال دیا جائے گا، تو اب ہر کافر یہ سمجھے گا کہ اس کے سوا اب کوئی آگ میں نہ رہا، اور یہ عذاب بالائے عذاب ہے اور اب ہمیشہ اس کے لیے عذاب ہے۔ (البعث والنشور للبیہقی، ج2، ص61، الحدیث524)

جب سب جنتی جنت میں داخل ہولیں گے اور جہنم میں صرف وہی رہ جائیں گے جن کو ہمیشہ کے لیے اس میں رہنا ہے، اس وقت جنت و دوزخ کے درمیان موت کو مینڈھے کی طرح لاکر کھڑا کریں گے، پھر مُنادی جنت والوں کو پکارے گا، وہ ڈرتے ہوئے جھانکیں گے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں سے نکلنے کا حکم ہو، پھر جہنمیوں کو پکارے گا، وہ خوش ہوتے ہوئے جھانکیں گے کہ شاید اس مصیبت سے رہائی ہو جائے، پھر ان سب سے پوچھے گا کہ اسے پہچانتے ہو؟ سب کہیں گے: ہاں! یہ موت ہے، وہ ذبح کردی جائے گی اور کہے گا: اے اہلِ جنت! ہمیشگی ہے، اب مرنا نہیں اور اے اہلِ نار! ہمیشگی ہے، اب موت نہیں، اس وقت اُن کے لیے خوشی پر خوشی ہے اور اِن کے لیے غم بالائے غم۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب صفۃ الجنۃ والنار، ج4، ص260، الحدیث6548)(سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب صفۃ النار، الحدیث4327، ج4، ص532)

تقدیر کا بیان

سوال: تقدیر کیا ہے؟

جواب: جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا، اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ دیا، اسے تقدیر کہتے ہیں۔ (الفقہ الأکبر، ص40)

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کے علم یا لکھ دینے نے انسان کو مجبور کر دیا ہے؟

جواب: ایسا نہیں کہ جیسا اُس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے، بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اُس نے لکھ دیا، زید کے ذمہ برائی لکھی اس لیے کہ زید برائی کرنے والا تھا، اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا وہ اُس کے لیے بھلائی لکھتا تو اُس کے علم یا اُس کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔

(شرح النووی، کتاب الإیمان، ج1، ص27☆فتاوی رضویہ، ج29، ص285)

سوال: تقدیر کے انکار کرنے والوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: تقدیر کے انکار کرنے والوں کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس اُمت کا مجوس بتایا ہے۔

(سنن أبی داود، کتاب السنۃ، باب الدلیل علی زیادۃ الإیمان ونقصانہ، ص1567)

سوال: تقدیر کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: تقدیر کی تین اقسام ہیں:

(1) مُبْرَمِ حقیقی، کہ علمِ الٰہی میں کسی شے پر معلّق نہیں۔ اس کی تبدیل ناممکن ہے، اکابر محبوبانِ خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو اُنھیں اس خیال سے واپس فرمادیا جاتا ہے۔

(2) معلّقِ محض، کہ ملائکہ کے صحیفوں میں کسی شے پر اُس کا معلّق ہونا ظاہر فرما دیا گیا ہے۔ اس تک اکثر اولیا کی رسائی ہوتی ہے، اُن کی دُعا سے ٹل جاتی ہے

(3) معلّق شبیہ بہ مُبْرَم، کہ صُحُفِ ملائکہ میں اُس کی تعلیق مذکور نہیں اور علمِ الٰہی میں

تعلیق ہے۔ اسے صُحفِ ملائکہ کے اعتبار سے مُبرَم بھی کہہ سکتے ہیں، اُس تک خواص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔ حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی کو فرماتے ہیں: میں قضائے مُبرَم کو رد کر دیتا ہوں۔ (مکتوبات إمام ربانی، فارسی، مکتوب نمبر 17، ج 1، ص 123,124)

سوال: تقدیر کے معاملات میں زیادہ غور وفکر کرنی چاہیے یا نہیں؟

جواب: قضا و قدر کے مسائل عام عقلوں میں نہیں آسکتے، ان میں زیادہ غور و فکر کرنا سببِ ہلاکت ہے، صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے۔ (المعجم الکبیر، الحدیث 1423، ج 2، ص 95)

ماوشما (ہم اور تم) کس گنتی میں! اتنا سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو مثلِ پتھر اور دیگر جمادات کے بے حس و حرکت نہیں پیدا کیا، بلکہ اس کو ایک نوعِ اختیار (ایک طرح کا اختیار) دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے، چاہے نہ کرے اور اس کے ساتھ ہی عقل بھی دی ہے کہ بھلے، بُرے، نفع، نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا کر دیے ہیں، کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے اُسی قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور اسی لئے اُس پر مؤاخذہ ہے۔ (منح الروض الأزہر، ص 42,43☆الحدیقۃ الندیۃ، ج 1، ص 262)

ایمان و کفر کا بیان

سوال: ایمان وکفر کسے کہتے ہیں؟

جواب: ایمان اسے کہتے ہیں کہ سچے دل سے اُن سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریاتِ دین ہیں اور کسی ایک ضرورتِ دینی کے انکار کو کفر کہتے ہیں، اگرچہ باقی تمام ضروریات کی تصدیق کرتا ہو۔

(شرح العقائد النسفیة، مبحث الایمان، ص120☆المسامرۃ والمسایرۃ، ص330)

سوال: ضروریات دین سے کیا مراد ہے؟

جواب: ضروریاتِ دین وہ مسائلِ دین ہیں جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں، جیسے اللہ عزوجل کی وحدانیت، انبیاء کی نبوت، جنت و نار، حشر ونشر وغیرہا، مثلاً یہ اعتقاد کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا۔ عوام سے مراد وہ مسلمان ہیں جو طبقہ علما میں نہ شمار کیے جاتے ہوں، مگر علما کی صحبت سے شرف یاب ہوں اور مسائلِ علمیہ سے ذوق رکھتے ہوں، نہ وہ کہ جو جنگل اور پہاڑوں کے رہنے والے ہوں جو کلمہ بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے، کہ ایسے لوگوں کا ضروریاتِ دین سے ناواقف ہونا اُس ضروری کو غیر ضروری نہ کردے گا، البتہ ان کے مسلمان ہونے کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ ضروریاتِ دین کے منکر نہ ہوں اور یہ اعتقاد رکھتے ہوں کہ اسلام میں جو کچھ ہے حق ہے، ان سب پر اِجمالاً ایمان لائے ہوں۔

(المسامرۃ والمسایرۃ، الکلام فی متعلق الایمان، ص 330☆الأشباہ والنظائر، الفن الثانی، کتاب السیر، ص 189☆البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین، ج 5، ص202☆الھندیة، کتاب السیر، الباب فی أحکام المرتدین، ج2، ص263☆الفتاوی الرضویة، ج1، ص181)

سوال: کیا مومن ہونے کے لیے صرف دل سے تصدیق کافی ہے یا زبان سے اقرار بھی ضروری ہے؟

جواب: اصلِ ایمان صرف تصدیق کا نام ہے، رہا اقرار، اس میں یہ تفصیل

ہے کہ اگر تصدیق کے بعد اس کو اظہار کا موقع نہ ملا تو عند اللہ (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) مومن ہے اور اگر موقع ملا اور اُس سے مطالبہ کیا گیا اور اقرار نہ کیا تو کافر ہے اور اگر مطالبہ نہ کیا گیا تو احکامِ دنیا میں کافر سمجھا جائے گا، نہ اُس کے جنازے کی نماز پڑھیں گے، نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں گے، مگر عند اللہ مومن ہے اگر کوئی امر خلافِ اسلام ظاہر نہ کیا ہو۔

(شرح العقائد النسفیۃ، مبحث الایمان، ص 120 تا 124☆النبراس، ص 250☆الدرالمختار، کتاب الجہاد، باب المرتد، ج6، ص 342☆فتاوی رضویہ، جلد 14، ص 124)

سوال: کیا اعمال بدن ایمان کا حصہ ہیں؟

جواب: اعمالِ بدن تو اصلاً جزوِ ایمان نہیں۔

(شرح العقائد النسفیۃ، مبحث الإیمان، ص 120)

سوال: اگر کسی کو اکراہ (مجبور) کیا گیا کہ وہ کلمہ کفر بولے، ورنہ قتل کر دیا جائے گا تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر معاذ اللہ کلمہ کفر جاری کرنے پر کوئی شخص مجبور کیا گیا، یعنی اُسے مار ڈالنے یا اُس کا عضو کاٹ ڈالنے کی صحیح دھمکی دی گئی کہ یہ دھمکانے والے کو اس بات کے کرنے پر قادر سمجھے تو ایسی حالت میں اس کو رخصت دی گئی ہے کہ زبان سے کلمہ کفر کہہ دے مگر شرط یہ ہے کہ دل میں وہی اطمینانِ ایمانی ہو جو پیشتر تھا، اور افضل جب بھی یہی ہے کہ قتل ہو جائے مگر کلمہ کفر نہ کہے۔ (رد المحتار، کتاب الجہاد، باب المرتد، ج6، ص 346)

سوال: کیا ایمان و کفر کے درمیان کوئی واسطہ ہے؟

جواب: ایمان و کفر میں واسطہ نہیں، یعنی آدمی یا مسلمان ہو گا یا کافر، تیسری صورت کوئی نہیں کہ نہ مسلمان ہو نہ کافر۔ (التفسیر الکبیر، ج6، ص 206)

سوال: کافر اصلی کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو اسلام نہ لائے اسے کافر کہتے ہیں۔

سوال: مرتد سے کیا مراد ہے؟

جواب: مرتد وہ شخص ہے کہ اسلام کے بعد کفر کی طرف پھر جائے یعنی کسی ایسے امر کا انکار کرے جو ضروریات دین سے ہے۔ اس کے اس فعل کو ارتداد کہتے ہیں۔

(الدر المختار، کتاب الجہاد، باب المرتد، ج 6 ص 344)

سوال: منافق کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو شخص زبان سے دعوی اسلام کرے اور دل میں اسلام کا منکر ہو، اسے منافق کہتے ہیں۔ اس کے اس فعل کو نفاق کہتے ہیں۔ (تفسیر الخازن، ج 1، ص 26)

سوال: مشرک سے کیا مراد ہے؟

جواب: جو شخص غیرِ خدا کو واجبُ الوجود یا عبادت کے لائق جانے وہ مشرک ہے اور یہ کفر کی سب سے بدتر قسم ہے۔ اس شخص کے اس فعل کو شرک کہتے ہیں۔

(شرح العقائد النسفیة، مبحث الأفعال کلها بخلق الله تعالی، ص 78)

سوال: کیا کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان ہے؟

جواب: جی ہاں! مرتکبِ کبیرہ مسلمان ہے، اور جنت میں بھی جائے گا، خواہ اللہ عزوجل اپنے محض فضل سے اس کی مغفرت فرمادے، یا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کے بعد، یا اپنے کیے کی کچھ سزا پا کر، اُس کے بعد کبھی جنت سے نہ نکلے گا۔

(العقائد لعمر النسفی، ص 221)

سوال: جو کسی کافر کے مرنے کے بعد اس کے لیے مغفرت کی دعا کرے، اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: جو کسی کافر کے لیے اُس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کرے، یا کسی مردہ مُرتد کو مرحوم یا مغفور، یا کسی مُردہ ہندو کو بیکنٹھ باشی کہے، وہ خود کافر ہے۔

(الفتاوی الرضویة، ج 21، ص 228)

سوال: کیا ایسے اعمال بھی ہیں جن کا کرنا کفر ہو؟

جواب: جی ہاں! بعض اعمال جو قطعاً منافیٔ ایمان ہوں اُن کے مرتکب کو کافر کہا جائے گا، جیسے بُت یا چاند سورج کو سجدہ کرنا اور قتلِ نبی یا نبی کی توہین یا مصحف شریف یا کعبہ

معظمہ کی توہین یہ باتیں یقیناً کُفر ہیں۔ (شرح العقائد النسفیۃ، ص 109,110)

یوہیں بعض اعمال کفر کی علامت ہیں، جیسے زُنّار باندھنا، سر پر چُوٹیا رکھنا، قَشْقَہ لگانا، ایسے افعال کے مرتکب کوفقہائے کرام کافر کہتے ہیں۔تو جب ان اعمال سے کفر لازم آتا ہےتو ان کے مرتکب کوازسرِ نو اسلام لانے اوراس کے بعد اپنی عورت سے تجدیدِ نکاح کا حکم دیا جائے گا۔

(منح الروض الأزہر للقاری، فصل فی الکفر صریحا و کنایۃ، ص185☆فتاوی رضویہ، جلد 24، ص 549 ☆العقود الدریۃ، باب الردۃ والتعزیر، ج1، ص101)

کفریہ کلمات کا بیان

سوال: آج کل جہالت عام ہے، لوگ جہالت کی وجہ سے بعض اوقات ایسے الفاظ بھی بول دیتے ہیں جو حرام بلکہ کفریہ ہوتے ہیں، ایسے کلمات سے بچنے کے لیے ان کا علم حاصل کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: حرام الفاظ اور کفریہ کلمات کے متعلق علم سیکھنا فرض ہے۔

(فتاوی شامی، ج1، ص107)

سوال: ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ فلاں کلمہ کفریہ ہے؟

جواب: اس کی پہچان کے لیے درج ذیل قواعد کو ذہن نشین کرلیں:

(1) اللہ تعالیٰ کو عاجز کہنا کفر ہے، لہذا ایسے کلمات کفریہ ہوں گے جن سے اللہ تعالیٰ کا عاجز ہونا معلوم ہو، جیسے کسی زبان دراز آدمی سے یہ کہنا کہ خدا تمھاری زبان کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتا میں کس طرح کروں یہ کفر ہے۔ یونہی ایک نے دوسرے سے کہا اپنی عورت کو قابو میں نہیں رکھتا، اس نے کہا عورتوں پر خدا کو تو قدرت ہے نہیں، مجھ کو کہاں سے ہوگی۔

(خلاصہ الفتاوی، کتاب الفاظ الکفر، ج4، ص384)

(2) خدا کے لیے مکان ثابت کرنا کفر ہے کہ وہ مکان سے پاک ہے یہ کہنا کہ اوپر خدا ہے نیچے تم یہ کلمہ کفر ہے۔

(الفتاوی الخانیۃ، کتاب السیر، باب مایکون کفرا...إلخ، ج2، ص470)

(3) اللہ تعالیٰ کے عذاب کو ہلکا جاننا کفر ہے، لہذا کسی سے کہا گناہ نہ کر، ورنہ خدا تجھے جہنم میں ڈالے گا اس نے کہا میں جہنم سے نہیں ڈرتا یا کہا خدا کے عذاب کی کچھ پروا نہیں۔ یا ایک نے دوسرے سے کہا تو خدا سے نہیں ڈرتا اُس نے غصہ میں کہا نہیں یا کہا خدا کیا کرسکتا ہے اس کے سوا کیا کرسکتا ہے کہ دوزخ میں ڈال دے یہ سب کفر کے کلمات ہیں۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج2، ص260,262)

(4) اللہ تعالیٰ پر اعتراض بھی کفر ہے، لہذا کسی مسکین نے اپنی محتاجی کو دیکھ کر یہ کہا

اے خدا! فلاں بھی تیرا بندہ ہے اس کو تو نے کتنی نعمتیں دے رکھی ہیں اور میں بھی تیرا بندہ ہوں مجھے کس قدر رنج و تکلیف دیتا ہے آخر یہ کیا انصاف ہے ایسا کہنا کفر ہے۔ یوہیں مصائب میں مبتلا ہو کر کہنے لگا تو نے میرا مال لیا اور اولاد لے لی اور یہ لیا وہ لیا اب کیا کرے گا اور کیا باقی ہے جو تو نے نہ کیا اس طرح بکنا کفر ہے۔

(الفتاوی الهندية، كتاب السير، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج2، ص275,262)

(5) انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی توہین کرنا، ان کی جناب میں گستاخی کرنا یا ان کو فواحش و بے حیائی کی طرف منسوب کرنا کفر ہے، مثلاً معاذ اللہ یوسف علیہ السلام کو زنا کی طرف نسبت کرنا۔

(الفتاوی الهندية، كتاب السير، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج2، ص263)

(6) جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام انبیا میں آخر نبی نہ جانے یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کسی چیز کی توہین کرے یا عیب لگائے، آپ کے موئے مبارک (بال مبارک) کو تحقیر سے یاد کرے، آپ کے لباس مبارک کو گندہ اور میلا بتائے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ناخن بڑے بڑے کہے یہ سب کفر ہے۔

یوہیں کسی نے یہ کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھانا تناول فرمانے کے بعد تین بار انگشت ہائے مبارک چاٹ لیا کرتے تھے، اس پر کسی نے کہا یہ ادب کے خلاف ہے یا کسی سنت کی تحقیر کرے، مثلاً داڑھی بڑھانا، مونچھیں کم کرنا، عمامہ باندھنا یا شملہ لٹکانا، ان کی اہانت کفر ہے جبکہ سنت کی توہین مقصود ہو۔

(الفتاوی الهندية، كتاب السير، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج2، ص263)

(7) جبرئیل یا میکائیل یا کسی فرشتہ کو جو شخص عیب لگائے یا توہین کرے کافر ہے۔ دشمن و مبغوض کو دیکھ کر یہ کہنا کہ ملک الموت آ گئے یا کہا اسے ویسا ہی دشمن جانتا ہوں جیسا ملک الموت کو، اس میں اگر ملک الموت کو برا کہنا ہے تو کفر ہے اور موت کی ناپسندیدگی کی بنا پر ہے تو کفر نہیں۔

(الفتاوی الهندية، كتاب السير، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج2، ص266)

(8) قرآن کی کسی آیت کو عیب لگانا یا اس کی توہین کرنا یا اس کے ساتھ مسخرہ پن کرنا کفر ہے مثلاً داڑھی مونڈانے سے منع کرنے پر اکثر داڑھی منڈے کہہ دیتے ہیں ﴿كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ﴾ جس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ کلّا صاف کرو یہ قرآن مجید کی تحریف وتبدیل بھی ہے اور اس کے ساتھ مذاق اور دل لگی بھی اور یہ دونوں باتیں کفر، اسی طرح اکثر باتوں میں قرآن مجید کی آیتیں بے موقع پڑھ دیا کرتے ہیں اور مقصود ہنسی کرنا ہوتا ہے جیسے کسی کو نماز جماعت کے لیے بلایا، وہ کہنے لگا میں جماعت سے نہیں بلکہ تنہا پڑھونگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى﴾۔

(الفتاوی الهندیة، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج2، ص266)

(9) اس قسم کی بات کرنا جس سے نماز کی فرضیت کا انکار سمجھا جاتا ہو یا نماز کی تحقیر ہوتی ہو کفر ہے، مثلاً کسی سے نماز پڑھنے کو کہا اس نے جواب دیا نماز پڑھتا تو ہوں مگر اس کا کچھ نتیجہ نہیں یا کہا تم نے نماز پڑھی کیا فائدہ ہوا یا کہا نماز پڑھ کے کیا کروں کس کے لیے پڑھوں ماں باپ تو مر گئے یا کہا بہت پڑھ لی اب دل گھبرا گیا یا کہا پڑھنا نہ پڑھنا دونوں برابر ہے۔ یونہی کوئی شخص صرف رمضان میں نماز پڑھتا ہے بعد میں نہیں پڑھتا اور کہتا یہ ہے کہ یہی بہت ہے یا جتنی پڑھی یہی زیادہ ہے کیونکہ رمضان میں ایک نماز ستر نماز کے برابر ہے ایسا کہنا کفر ہے، اس لیے کہ اس سے نماز کی فرضیت کا انکار معلوم ہوتا ہے۔

(الفتاوی الهندیة، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج2، ص267,268)

(10) اس قسم کی باتیں جن سے روزہ کی ہتک وتحقیر ہو کہنا کفر ہے، مثلاً روزہ رمضان نہیں رکھتا اور کہتا یہ ہے کہ روزہ وہ رکھے جسے کھانا نہ ملے یا کہتا ہے جب خدا نے کھانے کو دیا ہے تو بھوکے کیوں مریں۔

(بہار شریعت، حصہ9، ص465)

(11) علم دین اور علما کی توہین بے سبب یعنی محض اس وجہ سے کہ عالمِ علمِ دین ہے کفر ہے۔ یوہیں عالمِ دین کی نقل کرنا مثلاً کسی کو منبر وغیرہ کسی اونچی جگہ پر بٹھائیں اور اس سے مسائل بطور استہزا دریافت کریں پھر اسے تکیہ وغیرہ سے ماریں اور مذاق بنائیں یہ

کفر ہے۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج2، ص270)

(12) شرع کی توہین کرنا کفر ہے مثلاً کہے میں شرع ورع نہیں جانتا یا عالمِ دِین محتاط کا فتویٰ پیش کیا گیا اس نے کہا میں فتویٰ نہیں مانتا یا فتویٰ کو زمین پر پٹک دیا۔ کسی شخص کو شریعت کا حکم بتایا کہ اس معاملہ میں یہ حکم ہے اس نے کہا ہم شریعت پر عمل نہیں کرینگے ہم تو رسم کی پابندی کرینگے ایسا کہنا بعض مشایخ کے نزدیک کفر ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج2، ص272)

(13) مسلمان کو کلماتِ کفر کی تعلیم و تلقین کرنا کفر ہے اگرچہ کھیل اور مذاق میں ایسا کرے۔ کسی کو کفر کی تعلیم کی اور یہ کہا تو کافر ہوجا، تو وہ کفر کرے یا نہ کرے، یہ کہنے والا کافر ہوگیا۔ (بہار شریعت، حصہ9، ص465)

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ ''کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہیے، ہمیں کیا معلوم کہ اس کا خاتمہ کفر پر ہوگا'' ان کا یہ کہنا کیسا ہے؟

جواب: ایسا کہنا بالکل غلط ہے، قرآنِ عظیم نے کافر کو کافر کہا اور کافر کہنے کا حکم دیا: ﴿قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ﴾ اور اگر ایسا ہے تو مسلمان کو بھی مسلمان نہ کہو تمھیں کیا معلوم کہ اسلام پر مرے گا خاتمہ کا حال تو خدا جانے مگر شریعت نے کافر و مسلم میں امتیاز رکھا ہے۔

(بہار شریعت، حصہ9، ص455)

سوال: کہنا کچھ چاہتا ہے اور زبان سے کفریہ کلمہ نکل گیا، کیا حکم ہے؟

جواب: کہنا کچھ چاہتا تھا اور زبان سے کفر کی بات نکل گئی تو کافر نہ ہوا یعنی جبکہ اس امر سے اظہارِ نفرت کرے کہ سننے والوں کو بھی معلوم ہوجائے کہ غلطی سے یہ لفظ نکلا ہے اور اگر بات کی پچ کی (اپنی بات پر اڑ گیا) تو اب کافر ہوگیا کہ کفر کی تائید کرتا ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب الأسلام یکون بالفصل آلخ، ج6، ص353)

سوال: اگر دل میں کفری بات کا خیال پیدا ہوا اور اسے زبان سے کہنا برا جانتا ہے، کیا حکم ہے؟

جواب: کفری بات کا دل میں خیال پیدا ہوا اور زبان سے بولنا برا جانتا ہے تو یہ کفر نہیں بلکہ خالص ایمان کی علامت ہے کہ دل میں ایمان نہ ہوتا تو اسے برا کیوں جانتا۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج2، ص283)

سوال: اگر کفر بکا تو نکاح کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کفر قطعی ہو تو عورت نکاح سے نکل جائے گی پھر اسلام لانے کے بعد اگر عورت راضی ہو تو دوبارہ اس سے نکاح ہو سکتا ہے ورنہ جہاں پسند کرے نکاح کر سکتی ہے اس کا کوئی حق نہیں کہ عورت کو دوسرے کے ساتھ نکاح کرنے سے روک دے اور اگر اسلام لانے کے بعد عورت کو بدستور رکھ لیا دوبارہ نکاح نہ کیا تو قربت زنا ہوگی اور بچے ولد الزنا اور اگر کفر قطعی نہ ہو یعنی بعض علما کافر بتاتے ہوں اور بعض نہیں یعنی فقہا کے نزدیک کافر ہو اور متکلمین کے نزدیک نہیں تو اس صورت میں بھی تجدیدِ اسلام و تجدیدِ نکاح کا حکم دیا جائیگا۔

(الدر المختار، کتاب الجھاد، باب المرتد، ج6، ص377)

سوال: تجدیدِ ایمان کا طریقہ بتا دیجئے۔

جواب: جس کُفر سے توبہ مقصود ہے وہ اُسی وقت مقبول ہوگی جبکہ وہ اُس کُفر کو کُفر تسلیم کرتا ہو اور دل میں اُس کُفر سے نفرت و بیزاری بھی ہو۔ جو کُفر سرزد ہوا توبہ میں اُس کا تذکرہ بھی ہو۔ توبہ کے لیے یوں کہے: یا اللہ عزوجل! میں نے جو فلاں کفر بولا ہے اِس کُفر سے توبہ کرتا ہوں۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم (اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول ہیں)، اِس طرح مخصوص کُفر سے توبہ بھی ہوگئی اور تجدیدِ ایمان بھی۔

اگر مَعَاذَ اللہ عزوجل کئی کُفرِیات بکے ہوں اور یاد نہ ہو کہ کیا کیا بکا ہے تو یوں کہے: یا اللہ عزوجل! مجھ سے جو جو کُفرِیات صادِر ہوئے ہیں میں ان سے توبہ کرتا ہوں، پھر کلمہ پڑھ لے۔ (اگر کلمہ شریف کا ترجمہ معلوم ہے تو زَبان سے ترجَمہ دُہرانے کی حاجت نہیں)۔

اگر یہ معلوم ہی نہیں کہ کفر بکا بھی ہے یا نہیں تب بھی اگر احتیاطاً توبہ کرنا چاہیں تو اسطرح کہئے: یا اللہ عزوجل! اگر مجھ سے کوئی کفر ہو گیا ہو تو میں اُس سے توبہ کرتا ہوں۔ یہ کہنے کے بعد کلمہ پڑھ لیجئے۔

سوال: تجدیدِ نکاح کیسے کیا جائے؟

جواب: اس کیلئے لوگوں کو اکٹھا کرنا ضروری نہیں۔ نِکاح نام ہے ایجاب و قبول کا۔ ہاں بوقتِ نِکاح بطورِ گواہ کم از کم دو مرد مسلمان یا ایک مرد مسلمان اور دو مسلمان عورتوں کا حاضر ہونا لازمی ہے۔ خُطبہ نکاح شرط نہیں بلکہ مُستَحَب ہے۔ خُطبہ یاد نہ ہو تو اعوذُ باللہ اور بسم اللہ شریف کے بعد سورہ فاتحہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ کم از کم دس درہم یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی (موجودہ وزن کے حساب سے 30 گرام 618 ملی گرام چاندی) یا اُس کی رقم مہر واجب ہے۔ اب مذکورہ گواہوں کی موجودگی میں آپ "ایجاب" کیجئے یعنی عورت سے کہیے: میں نے 3000 پاکستانی روپے مہر کے بدلے آپ سے نکاح کیا۔ عورت کہے: میں نے قبول کیا۔" نکاح ہو گیا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عورت "ایجاب" کرے اور مرد کہے: میں نے قبول کیا"، نکاح ہو گیا۔ بعدِ نکاح اگر عورت چاہے تو مہر مُعاف بھی کر سکتی ہے۔ مگر مرد بلا حاجت شرعی عورت سے مَہر مُعاف کرنے کا سُوال نہ کرے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان

سوال: صحابی کسے کہتے ہیں؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس مسلمان نے ایمان کی حالت میں دیکھا اور ایمان ہی پر اس کا خاتمہ ہوا، اس بزرگ ہستی کو صحابی کہتے ہیں۔

(فتح الباری، کتاب فضائل اصحاب النبی، ج8، ص3)

سوال: صحابہ کے بارے میں ہمارا کیا اعتقاد ہونا چاہیے؟

جواب: تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اہلِ خیر اور عادل ہیں، ان کا جب ذکر کیا جائے تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔

(شرح العقائد النسفیۃ، ص62 ☆منح الروض الأزہر للقاری، أفضلیۃ الصحابۃ بعد الخلفاء، ص71)

سوال: کسی صحابی کے ساتھ (معاذ اللہ) بغض رکھنا کیسا ہے؟

جواب: کسی صحابی کے ساتھ سوءِ عقیدت بدمذہبی و گمراہی و استحقاقِ جہنم ہے، کہ وہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بغض ہے، ایسا شخص رافضی ہے، اگرچہ چاروں خلفا کو مانے اور اپنے آپ کو سُنّی کہے، مثلاً حضرت امیر معاویہ اور اُن کے والدِ ماجد حضرت ابوسفیان اور والدہ ماجدہ حضرت ہندہ، اسی طرح حضرت سیّدنا عَمرو بن عاص، و حضرت مغیرہ بن شعبہ و حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم، حتیٰ کہ حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے قبلِ اسلام حضرت سیّدنا سید الشہدا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا اور بعدِ اسلام أخبث الناس خبیث مُسَیلِمہ کذّاب ملعون کو واصلِ جہنم کیا۔ وہ خود فرمایا کرتے تھے: کہ میں نے خیر الناس و شر الناس کو قتل کیا، اِن میں سے کسی کی شان میں گستاخی گمراہی ہے اور اِس کا قائل رافضی، اگرچہ حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی توہین کے مثل نہیں ہو سکتی، کہ ان کی توہین، بلکہ ان کی خلافت سے انکار ہی فقہائے کرام کے نزدیک کفر ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب من سبّ أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث 3888، ج5، ص463 ☆أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، الجزء الخامس، رقم

الترجمۃ 5442، ص 454☆فتح القدیر، باب الإمامۃ، ج 1، ص 304)

سوال: کیا کوئی ولی کسی صحابی کے رتبہ کو پہنچ سکتا ہے؟

جواب: کوئی ولی کتنے ہی بڑے مرتبہ کا ہو، کسی صحابی کے رتبہ کو نہیں پہنچتا۔

(المرقاۃ، کتاب الفتن، تحت الحدیث 5401، ج 9، ص 282☆ الفتاوی الرضویۃ، ج 29، ص 357)

سوال: صحابہ کرام علیہم الرضوان کے جو آپس اختلافات ہوئے، ان میں پڑنا اور ایک کی طرفداری کرتے ہوئے دوسرے کو برا کہنا کیسا ہے؟

جواب: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باہم جو واقعات ہوئے، ان میں پڑنا حرام، حرام، سخت حرام ہے، مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ سب حضرات آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں۔ (بہار شریعت، حصہ 1، ص 254)

سوال: کیا تمام صحابہ جنتی ہیں؟

جواب: جی ہاں! تمام صحابہ کرام جنتی ہیں، وہ جہنم کی بھنک (ہلکی آواز بھی) نہ سنیں گے اور ہمیشہ اپنی من مانتی مرادوں میں رہیں گے، محشر کی وہ بڑی گھبراہٹ انھیں غمگین نہ کرے گی، فرشتے ان کا استقبال کریں گے کہ یہ ہے وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا، یہ سب مضمون قرآنِ عظیم کا ارشاد ہے۔ (پ 17، سورۃ الأنبیاء، آیت 101 تا 103)

سوال: صحابہ کرام علیہم الرضوان کی لغزشوں پر ان کی گرفت کرنا کیسا ہے؟

جواب: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، انبیاء نہ تھے، فرشتہ نہ تھے کہ معصوم ہوں۔ ان میں بعض کے لیے لغزشیں ہوئیں، مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔ اللہ عزوجل نے ''سورہ حدید'' میں جہاں صحابہ کی دو قسمیں فرمائیں، مومنین قبلِ فتحِ مکہ اور بعدِ فتحِ مکہ اور اُن کو اِن پر تفضیل دی اور فرمادیا: ﴿وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى﴾ ترجمہ: سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا۔ ساتھ ہی ارشاد فرمادیا: ﴿وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ﴾ ترجمہ: اللہ خوب جانتا ہے، جو کچھ تم کرو گے۔ (پ 27، سورۃ الحدید، آیت 10)

تو جب اُس نے اُن کے تمام اعمال جان کر حکم فرما دیا کہ ان سب سے ہم جنّتِ بے عذاب وکرامت وثواب کا وعدہ فرما چکے تو دوسرے کو کیا حق رہا کہ اُن کی کسی بات پر طعن کرے ۔؟! کیا طعن کرنے والا اللہ عزوجل سے جدا اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔

(التفسیر الکبیر، ج5، ص242,243☆فتاوی رضویہ، ج29، ص100,101,264,336,361,363)

سوال: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اہلسنت کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا (دَعْہُ فَاِنَّہٗ قَدْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔

(صحیح بخاری،ج1،ص531،قدیمی کتب خانہ، کراچی)

اور اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ تمام صحابہ اہل حق، اہل خیر اور عادل ہیں۔

سوال: کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجتہد صحابی ہیں؟

جواب: جی ہاں! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجتہد تھے، اُن کے مجتہد ہونے کا بیان صحیح بخاری شریف میں موجود حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث پاک میں ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل أصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، باب ذکر معاویۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، الحدیث3765، ج2، ص505)

سوال: حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مابین جو اختلاف ہوا، اس بارے اہل سنت کا کیا نظریہ ہے؟

جواب: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجتہد تھے اور مجتہد سے صواب و خطا دونوں صادر ہوتے ہیں۔ مگر مجتہد کی خطا پر عند اللہ اصلاً مؤاخذہ نہیں۔ حضرت امیر

معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت سیّدنا امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے خلاف خطا اجتہادی تھا اور فیصلہ وہ جو خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مولیٰ علی کی ڈِگری اور امیرِ معاویہ کی مغفرت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(شرح العقائد النسفیة، مبحث المجتهد قد یخطیء ویصیب، ص 175☆منح الروض الأزهر للقاریء، المجتهد فی العقلیات یخطیء ویصیب، ص133☆البدایة والنهایة، ج5، ص633)

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام آئے تو حضرت امیر معاویہ کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ کہا جائے۔

جواب: یہ جو بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ جب حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ساتھ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا جائے تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ کہا جائے، محض باطل و بے اصل ہے۔ علمائے کرام نے صحابہ کے اسمائے طیبہ کے ساتھ مطلقاً "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کہنے کا حکم دیا ہے، یہ استثنائی شریعت گڑھنا ہے۔

(نسیم الریاض، القسم الثانی فیما یجب علی الأنام من حقوقه صلی الله تعالٰی علیه وسلم، ج5، ص93)

خلفائے راشدین

سوال: خلفائے راشدین سے مراد کون ہیں؟

جواب: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ برحق و امام مطلق حضرت سیدنا ابو بکر صدیق، پھر حضرت عمرِ فاروق، پھر حضرت عثمان غنی، پھر حضرت مولیٰ علی پھر چھ مہینے کے لیے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوئے، ان حضرات کو خلفائے راشدین اور اِن کی خلافت کو خلافتِ راشدہ کہتے ہیں، کہ انھوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی نیابت کا پورا حق ادا فرمایا۔

(منح الروض الازہر، ص28☆فیض القدیر، ج4، ص664)

سوال: خلفائے اربعہ (چار خلفاء) میں افضلیت کی ترتیب کیا ہے؟

جواب: انبیاء و مرسلین کے بعد سب سے افضل صدیق اکبر ہیں، پھر عمر فاروق اعظم، پھر عثمان غنی، پھر مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ان کی خلافت فضلیت کی ترتیب پر ہے، یعنی جو عند اللہ افضل و اعلیٰ و اکرم تھا وہی پہلے خلافت پاتا گیا، نہ کہ افضلیت بر ترتیب خلافت۔

(شرح العقائد النسفیۃ، مبحث أفضل البشر بعد نبینا إلخ، ص149,150)

سوال: جو شخص مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیخین کریمین (ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے افضل بتائے، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: جو شخص مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو صدیق یا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتائے گمراہ بدمذہب ہے۔

(فتاوی بزازیہ، کتاب السیر، ج6، ص319☆فتح القدیر، باب الامامۃ، ج1، ص304)

سوال: خلفائے اربعہ کے بعد صحابہ میں کون افضل ہے؟

جواب: خلفائے اربعہ راشدین کے بعد بقیہ عشرہ مبشَّرہ و حضرات حسنین و اصحابِ بدر و احد و اصحابِ بیعۃ الرضوان کے لیے افضلیت ہے، اور یہ سب قطعی جنتی ہیں۔

(شرح المسلم للنووی، کتاب فضائل الصحابۃ، ص275☆پ17، سورۃ الأنبیاء، آیت 101تا103)

سوال: خلافتِ راشدہ کتنا عرصہ رہی؟

جواب: منہاجِ نبوت پر خلافتِ حقہ راشدہ تیس سال رہی، کہ سیّدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھ مہینے پر ختم ہوگئی، پھر امیر المؤمنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت راشدہ ہوئی اور آخر زمانہ میں حضرت سیّدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔

(النبراس، ص 308 ☆المستدرک للحاکم، کتاب الفتن والملاحم، الحدیث 8702، ج5، ص 766،767 ☆منح الروض الازہر، ص65)

سوال: صحابہ میں شیخین اور ختنین کن صحابہ کو کہتے ہیں؟

جواب: شیخین ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اور ختنین عثمان غنی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کہتے ہیں۔

سوال: سب سے پہلے اسلامی بادشاہ کون ہیں؟

جواب: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوّل ملوکِ اسلام ہیں۔

(منح الروض الأزہر للقاری، ص68)

اسی کی طرف توراتِ مقدس میں اشارہ ہے کہ: ((مَوْلِدُہٗ بِمَکَّۃَ وَمُھَاجَرُہٗ بِطَیْبَۃَ وَمُلْکُہٗ بِالشَّامِ)) ترجمہ: وہ نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں پیدا ہوگا اور مدینہ کو ہجرت فرمائے گا اور اس کی سلطنت شام میں ہوگی۔

(المستدرک علی الصحیحین، ومن کتاب آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج2، ص678، دار الکتب العلمیہ بیروت)

تو امیرِ معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے، مگر کس کی! محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سلطنت ہے۔ سیّدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک فوجِ جرار جاں نثار کے ساتھ عین میدان میں بالقصد و بالاختیار ہتھیار رکھ دیے اور خلافت امیرِ معاویہ کو سپرد کر دی اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمالی اور اس صلح کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پسند فرمایا اور اس کی بشارت دی کہ امام حسن کی نسبت فرمایا: ((اِنَّ ابْنِی ھٰذَا سَیِّدٌ لَعَلَّ اللہَ اَنْ یُّصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ)) ترجمہ: میرا یہ بیٹا سیّد ہے، میں امید

فرماتا ہوں کہ اللہ عزوجل اس کے باعث دو بڑے گروہِ اسلام میں صلح کرادے۔

(صحیح بخاری، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسن بن علی، ج3، ص186، دار طوق النجاۃ)

تو امیرِ معاویہ پر معاذ اللہ فِسق وغیرہ کا طعن کرنے والا حقیقۃً حضرت امام حسن مجتبیٰ، بلکہ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، بلکہ اللہ تعالیٰ پر طعن کرتا ہے۔

(المعتمد المستند، حاشیۃ نمبر 319، ص192)

اھل بیت اطھار رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سوال: اہل بیت سے مراد کون ہیں؟

جواب: جمہور علماء کے نزدیک اہل بیت سے مراد امہات المؤمنین، حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حسنین کریمین بلکہ تمام بنی ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں۔

(سوانح کربلا، ص82☆خطبات محرم، ص224)

سوال: جو اہل بیت سے محبت نہ رکھے، وہ کیسا ہے؟

جواب: اہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مقتدایانِ اہلِ سنّت ہیں، جو ان سے محبت نہ رکھے، مردود وملعون خارجی ہے۔ (بہار شریعت، حصہ1، ص362)

سوال: حضرت خدیجہ الکبریٰ، حضرت عائشہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے بارے میں اہل سنت کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ، وام المؤمنین عائشہ صدیقہ، وحضرت سیّدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن قطعی جنتی ہیں اور انھیں اور بقیہ بَناتِ مکرّمات و ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو تمام صحابیات پر فضیلت ہے۔

(الجامع الصغیر، ص104، الحدیث 1660☆صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، فضائل خدیجۃ أم المؤمنین، الحدیث 2434، ص1323☆صحیح البخاری، کتاب فضائل أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب فاطمۃ رضی اللہ عنہا، ج2، ص550)

سوال: جو شخص حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت کا انکار کرے، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما یقیناً اعلیٰ درجہ شہدائے کرام سے ہیں، ان میں کسی کی شہادت کا منکر گمراہ، بددین، خاسر ہے۔ (بہار شریعت، حصہ1، ص 361)

سوال: اہل بیت اطہار کے فضائل بیان کردیں؟

جواب: اہل بیت اطہار کے کچھ فضائل درج ذیل ہیں:

(1) ان کے حق میں آیت تطہیر نازل ہوئی، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ ترجمہ: اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں خوب پاک کر دے۔

(سورۃ الاحزاب، آیت 33)

(2) ان سے محبت کرنے کا قرآن مجید میں فرمایا گیا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ﴾ ترجمہ: اے محبوب! فرما دیجئے کہ تبلیغ رسالت پر میں تم سے کچھ اجر طلب نہیں کرتا مگر اپنے قرابت داروں کی محبت۔

(3) اہل بیت اطہار کو زکوۃ اور دیگر صدقاتِ واجبہ دینا اور ان حضرات طیبات کا اسے لینا حرام ہے اگرچہ وہ غنی نہ ہوں کیوں کہ یہ لوگوں کا میل ہیں۔ حدیث پاک میں ہے ((إِنَّ هَذِهِ الصَّدَقَاتِ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ، وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ، وَلَا لِآلِ مُحَمَّدٍ)) ترجمہ: یہ صدقات لوگوں کے میل ہیں اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل کے لیے حلال نہیں۔

(صحیح مسلم، باب ترک استعمال آل النبی۔۔الخ، ج2، ص754، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(4) اہل بیت حسب نسب میں سب انسانوں سے افضل ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((قَالَ لِي جِبْرِيلُ: يَا مُحَمَّدُ قَلَّبْتُ الْأَرْضَ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا، فَلَمْ أَجِدْ وَلَدَ أَبٍ خَيْرًا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ)) ترجمہ: مجھ سے جبریل علیہ السلام نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے زمین کے مشرق و مغرب کو الٹ پلٹ کر دیکھا، میں نے بنی ہاشم سے بڑھ کر کسی باپ کے بیٹوں کو نہ پایا۔

(فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل، ج2، ص628، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

(5) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رشتہ داری اور نسب کے علاوہ قیامت

کے دن ہر رشتہ داری اور نسب منقطع ہو جائے گا۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا((اِنَّهٗ يُقْطَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْاَنْسَابُ اِلَّا نَسَبِي وَسَبَبِي))ترجمہ:قیامت کے دن تمام نسب منقطع ہو جائیں گے سوائے میرے نسب اور سبب کے۔

(المعجم الکبیرللطبرانی،عبید اللہ بن ابی رافع عن المسور،ج20،ص25،مکتبہ ابن تیمیہ،القاہرہ)

سوال:امہات المؤمنین کن کالقب ہے؟

جواب:حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کالقب امہات المؤمنین (مومنین کی مائیں) ہے،ان میں ہر ایک کو جدا جدا''ام المؤمنین'' کہا جاتا ہے یعنی ایمان والوں کی ماں۔

سوال:امہات المؤمنین کی تعداد کتنی ہے اور ان کے اسماء مبارکہ کیا ہیں؟

جواب:امہات المؤمنین کی تعداد گیارہ تک پہنچتی ہے،ان کے نام درج ذیل ہیں:

(1)حضرت خدیجۃ الکبریٰ (2)حضرت سودہ بنت زمعہ(3)حضرت عائشہ بنت صدیق اکبر(4)حضرت حفصہ بنت فاروق اعظم(5)حضرت زینب بنت خزیمہ (6)حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ(7)حضرت زینب بنت جحش (8)حضرت جویریہ بنت الحارث(9)حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان(10)حضرت صفیہ بنت حُیَی(11)حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

سوال:حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کتنے صاحبزادے ہیں؟

جواب:حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تین صاحبزادے ہیں(1)حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ،ان کی والدہ ماجدہ حضرت ماریہ خاتون ہیں۔(2)حضرت قاسم رضی اللہ عنہ(3)حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ جن کا لقب طیب وطاہر ہے،یہ دونوں صاحبزادے حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے ہیں۔

سوال:حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں کتنی ہیں؟

جواب :حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں ہیں، اور چاروں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہیں، ان کے اسماء درج ذیل ہیں:

(1) حضرت زینب رضی اللہ عنہا ، جو حضرت قاسم سے چھوٹی، اور باقی سب اولاد سے بڑی ہیں، ان کا نکاح مکہ ہی میں ابوالعاص بن ربیع سے ہوا تھا، جنہوں نے جنگ بدر کے بعد اسلام قبول کیا۔(2) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ، یہ حضرت زینب سے چھوٹی ہیں۔(3) حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا، یہ حضرت رقیہ سے چھوٹی ہیں، ان دونوں کا نکاح یک بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔(4) حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ، یہ حضرت ام کلثوم سے چھوٹی ہیں، ان کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

سوال: یزید پلید کے بارے میں اہل سنت کا کیا نظریہ ہے؟

جواب : یزید پلید فاسق فاجر مرتکب کبائر تھا، ہاں! یزید کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے میں علمائے اہلِ سنّت کے تین قول ہیں اور ہمارے امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک سکوت، یعنی ہم اسے فاسق فاجر کہنے کے سوا، نہ کافر کہیں، نہ مسلمان۔

(الفتاوی الرضویۃ، کتاب السیر، ج14، ص591☆النبراس، ص230,232)

سوال : جو شخص کہے کہ ہمیں امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے معاملہ میں دخل نہیں دینا چاہیے، ہمارے وہ بھی شہزادے، وہ بھی شہزادے، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب : معاذ اللہ یزید سے اور ریحانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا نسبت...؟! آج کل جو بعض گمراہ کہتے ہیں کہ: ہمیں ان کے معاملہ میں کیا دخل؟ ہمارے وہ بھی شہزادے، وہ بھی شہزادے۔ ایسا بکنے والا مردود، خارجی، ناصبی مستحقِ جہنم ہے۔

(بہار شریعت، حصہ 1، ص261)

ولایت کا بیان

سوال: ولایت کیا ہے؟

جواب: ولایت ایک قربِ خاص ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل وکرم سے عطا فرماتا ہے۔ (بہار شریعت، حصہ 1، ص264)

سوال: کیا آدمی مشقت والے اعمال سے ولایت حاصل کرسکتا ہے؟

جواب: ولایت وَہبی شے ہے (یعنی خدا کا عطیہ ہے)، نہ یہ کہ اَعمالِ شاقہ سے آدمی خود حاصل کرلے، البتہ غالباً اعمالِ حسنہ اِس عطیہ الٰہی کے لیے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتداءً مل جاتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج 21، ص206)

سوال: کیا ولایت بے علم کو مل سکتی ہے؟

جواب: ولایت بے علم کو نہیں اہل علم کو ملتی ہے، خواہ علم بطورِ ظاہر حاصل کیا ہو، یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر اللہ عزوجل نے اس پر علوم منکشف کردیے ہوں۔

(الفتوحات المکیۃ، ج3، ص92)

سوال: کس امت کے اولیاء سب سے افضل ہیں؟

جواب: تمام اولیائے اوّلین وآخرین سے اولیائے محمدیّین یعنی اِس اُمّت کے اولیاء افضل ہیں۔ (الیواقیت والجواہر، المبحث السابع والأربعون، الجزء الثانی، ص348)

سوال: اس امت میں سب سے افضل کون سے اولیاء ہیں؟

جواب: تمام اولیائے محمدیّین میں سب سے زیادہ معرفت وقربِ الٰہی میں خلفائے اَربعہ رضی اللہ تعالٰی عنہم ہیں اور اُن میں ترتیب وہی ترتیب افضلیت ہے، سب سے زیادہ معرفت وقرب صدیقِ اکبر کو ہے، پھر فاروقِ اعظم، پھر ذوالنورین، پھر مولیٰ مرتضیٰ کو رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔ (المعتمد المستند، حاشیۃ نمبر316، ص191 ☆ الحدیقۃ الندیۃ، ج1، ص293)

سوال: کیا شریعت اور طریقت الگ الگ راہیں ہیں؟

جواب: طریقت منافی شریعت نہیں۔ وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے، بعض

جاہل مُتصوِّف (صوفی بننے والے) جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں: کہ طریقت اور ہے شریعت اور، محض گمراہی ہے اوراس زُعمِ باطل کے باعث اپنے آپ کوشریعت سے آزاد سمجھنا صریح کفرو الحاد ہے۔ (إحياء العلوم، كتاب قواعد العقائد، الفصل الثاني ، ج1، ص138,139)

سوال: کیا کوئی ولی شریعت کی پابندی سے آزاد ہوسکتا ہے؟

جواب: اَحکامِ شرعیّہ کی پابندی سے کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو، سبکدوش نہیں ہوسکتا۔ (شرح العقائد النسفية، مبحث لا يبلغ ولي درجة الأنبياء ، ص166)

بعض جہال جو یہ بک دیتے ہیں کہ شریعت راستہ ہے، راستہ کی حاجت اُن کو ہے جومقصود تک نہ پہنچے ہوں، ہم تو پہنچ گئے۔ سیّد الطائفہ حضرت جُنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں فرمایا: صَدَقُوا لَقَدْ وَصَلُوا وَلٰكِنْ إِلٰى أَيْنَ؟ إِلَى النَّارِ۔ ترجمہ: وہ سچ کہتے ہیں، بیشک پہنچے، مگر کہاں؟ جہنم کو۔ (اليواقيت والجواهر، المبحث السادس والعشرون ،ص206)

سوال: کیا مجذوب کے لئے بھی یہی حکم ہے؟

جواب: اگر مجذوبیت سے عقلِ تکلیفی زائل ہوگئی ہو، جیسے غشی والا تو اس سے قلمِ شریعت اُٹھ جائے گا، مگر یہ بھی سمجھ لو! جو اس قسم کا ہوگا شریعت کا مقابلہ کبھی نہ کرے گا۔

(اليواقيت والجواهر،ص207☆ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ دوم، ص240)

سوال: اللہ تعالیٰ نے اولیاءِ کرام کو کیا طاقت دی ہے؟

جواب: اولیائے کرام کو اللہ عزوجل نے بہت بڑی طاقت دی ہے، ان میں جو اصحابِ خدمت ہیں، اُن کو تصرّف کا اختیار دیا جاتا ہے، سیاہ، سفید کے مختار بنادیئے جاتے ہیں، یہ حضرات نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے نائب ہیں، ان کو اختیارات وتصرفات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت میں ملتے ہیں۔

(تفسیر عزیزی، تحت الآیہ: وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ، ص206☆اليواقيت والجواهر،ص348,349)

سوال: کیا اولیاء پر علومِ غیبیہ منکشف ہوتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! علومِ غیب ان پر منکشف ہوتے ہیں، ان میں بہت کو ما

کَانَ وَمَا یَکُوْن (جو ہو چکا اور جو ہونے والا ہے) اور تمام لوحِ محفوظ پر اطلاع دی جاتی ہے، مگر یہ سب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطہ وعطا سے ہے، بے وِساطت رسول کوئی غیرِ نبی کسی غیب پر مُطَّلع نہیں ہوسکتا۔

(تفسیرات أحمدیہ، پ 21، سورہ لقمان ،تحت الآیۃ 34، ص608,609☆الطبقات الکبری المسمّاۃ بـ "لواقح الأنوار فی طبقات الأخیار "للشعرانی، الجزء الأول، ص 208☆إرشاد الساری، کتاب تفسیر القرآن، تحت الحدیث 4697، ج10، ص369☆الفتاوی الرضویۃ، ج29، ص472)

سوال: کراماتِ اولیاء کے منکر کا کیا حکم ہے؟

جواب: کراماتِ اولیا حق ہیں، اِس کا منکر گمراہ ہے۔

(منح الروض الأزہر للقاری،، ص79)

سوال: اولیاء سے کس قسم کی کرامات کا صدور ہوسکتا ہے؟

جواب: مُردہ زندہ کرنا، مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو شِفا دینا مشرق سے مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا، غرض تمام خوارقِ عادات، اولیاء سے ممکن ہیں، سوا اس معجزہ کے جس کی بابت دوسروں کے لیے ممانعت ثابت ہو چکی ہے۔ جیسے قرآنِ مجید کے مثل کوئی سورت لے آنا یا دنیا میں بیداری میں اللہ عزوجل کے دیدار یا کلامِ حقیقی سے مشرف ہونا، جو اپنے یا کسی ولی کے لیے اس کا دعویٰ کرے، کافر ہے۔

(بہجۃ الأسرار، ذکر فصول من کلامہ مرصعا بشیء ، إلخ، ص 123,124☆شرح العقائد النسفیۃ، مبحث کرامات الأولیا، حق، ص146 تا149 ☆روح المعانی ، الجزء الثالث والعشرون، ص20)

سوال: اولیاء سے استمداد (مدد طلب کرنا) کیسا ہے؟ اور ان کو دور و نزدیک سے پکارنا کیسا؟

جواب: اِن سے اِستمداد و اِستِعانت محبوب ہے، یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں چاہے وہ کسی جائز لفظ کے ساتھ ہو۔ اسی طرح اِن کو دُور و نزدیک سے پکارنا اسلاف (بزرگوں) کا طریقہ ہے۔ رہا ان کو فاعلِ مستقل جاننا، یہ وہابیہ کا فریب ہے؛

مسلمان کبھی ایسا خیال نہیں کرتا، مسلمان کے فعل کو خواہ مخواہ قبیح صورت پر ڈھالنا وہابیت کا خاصہ ہے۔ (المدخل، فی زیارۃ القبور، ج1، ص184 ☆ أشعة اللمعات، كتاب الجنائز، ص762)

سوال: اولیاء کے مزارات پر حاضری دینا کیسا ہے؟

جواب : اِن کے مزارات پر حاضری مسلمان کے لیے سعادت و باعثِ برکت ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج29، ص282)

سوال: کیا اولیاء کرام قبروں میں زندہ ہوتے ہیں؟

جواب : جی ہاں! اولیائے کرام اپنی قبروں میں حیاتِ اَبدی کے ساتھ زندہ ہیں، اِن کے عِلم و اِدراک و سمع و بَصر پہلے کی بہ نسبت بہت زیادہ قوی ہو جاتے ہیں۔

(تفسیر روح البیان، ج3، ص439 ☆ فتاوی رضویہ، ج9، ص431)

سوال: اولیاء کو ایصالِ ثواب کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

جواب : اِنھیں ایصالِ ثواب، نہایت مُوجِب برکات و امرِ مستحب ہے، اِسے عُرفاً براہِ ادب نذر و نیاز کہتے ہیں جیسے بادشاہ کو نذر دینا، یہ نذرِ شرعی نہیں، اِن میں خصوصاً گیارھویں شریف کی فاتحہ نہایت عظیم برکت کی چیز ہے۔ عُرسِ اولیائے کرام یعنی قرآن خوانی، و فاتحہ خوانی، و نعت خوانی، و وعظ، و ایصالِ ثواب اچھی چیز ہے۔ رہے گناہوں کے کام وہ تو ہر حالت میں مذموم ہیں اور مزاراتِ طیبہ کے پاس اور زیادہ مذموم۔

(جد الممتار، حاشية الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن على رد المحتار، ج3، ص285)

سوال: پیر کس کو بنانا چاہیے؟

جواب: پیری کے لیے چار شرطیں ہیں، قبل از بیعت اُن کا لحاظ ضروری ہے:

(1) سُنّی صحیح العقیدہ ہو۔ (2) اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکے۔ (3) فاسق مُعلِن نہ ہو۔ (4) اُس کا سلسلہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو۔ (سبع سنابل، سنبلہ دوم، ص39,40 ☆ فتاوی رضویہ، ج21، ص492)

کتاب الطهارة

نجاستوں کا بیان

سوال:نجاست کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب:نجاست کی دو قسمیں ہیں:(1)نجاستِ حقیقیہ(2)نجاستِ حکمیہ۔ حقیقیہ وہ جونظر آئے اور حکمیہ وہ جو نظر نہ آئے۔

(بدائع الصنائع،ج1،ص3،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

سوال:نجاست حکمیہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب:نجاست حکمیہ کو حدث بھی کہتے ہیں،اس کی دو قسمیں ہیں:

(1) حدث اصغر (بے وضو ہونا)(2)حدث اکبر(بے غسل ہونا)۔ان سے پاکی حاصل کرنے کوطہارت صغریٰ اورطہارت کبریٰ کہتے ہیں۔

(بدائع الصنائع،ج1،ص3،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

سوال:نجاست حقیقیہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب:اس کی بھی دو قسم ہے:(1)غلیظہ(2)خفیفہ۔

جس کا حکم سخت ہے اس کوغلیظہ کہتے ہیں،جس کا حکم ہلکا ہے اس کوخفیفہ کہتے ہیں۔

(مراقی الفلاح،ج1،ص64،المکتبۃ العصریہ،بیروت)

سوال:نجاستِ غلیظہ اگر کپڑے یابدن پرلگ جائے تو اس کا حکم کیا ہے؟

جواب:نَجاستِ غلیظہ کپڑے یابدن پرلگ جائے تو اس کے احکام درج ذیل ہیں:

(1)اگرایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو اس کا پاک کرنا فرض ہے،بے پاک کیے نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں اور قصداً پڑھی تو گناہ بھی ہوا اور اگر بہ نیتِ اِستخفاف ہے تو کفر ہوا۔

(2)اور اگر درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے کہ بے پاک کیے نماز پڑھی تو مکروہ تحریمی ہوئی یعنی ایسی نماز کا اِعادہ واجب ہے اور قصداً پڑھی تو گنہگار بھی ہوا۔

(3) اور اگر درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنّت ہے، کہ بے پاک کیے نماز ہوگئی مگر خلافِ سنّت ہوئی اور اس کا اِعادہ بہتر ہے۔

(درمختار، ج1، ص316، بہار شریعت، حصہ2، ص389)

سوال: ایک درہم سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس کی دو صورتیں ہیں:

(1) اگر نجاست **گاڑھی** ہو جیسے پاخانہ، لید، گوبر تو درہم سے مراد اس کا وزن ہے اور درہم کا وزن شریعت میں اس جگہ ساڑھے چار ماشے ہے۔

(2) اور اگر نجاست **پتلی** ہو جیسے آدمی کا پیشاب اور شراب تو درہم سے مراد اس کی لمبائی چوڑائی ہے اور شریعت نے اس کی مقدار ہتھیلی کی گہرائی کے برابر بتائی یعنی ہتھیلی خوب پھیلا کر ہموار رکھیں اور اس پر آہستہ سے اتنا پانی ڈالیں کہ اس سے زِیادہ پانی نہ رک سکے، اب پانی کا جتنا پھیلاؤ ہے اتنا بڑا درہم سمجھا جائے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ باب الاول، فصل الاول، ج1، 45)

سوال: نجاستِ خفیفہ کا حکم کیا ہے؟

جواب: نجاستِ خفیفہ کا یہ حکم ہے کہ کپڑے کے حصہ یا بدن کے جس عُضْو میں لگی ہے، اگر اس کی چوتھائی سے کم ہے (مثلاً دامن میں لگی ہے تو دامن کی چوتھائی سے کم، آستین میں اس کی چوتھائی سے کم۔ یوہیں ہاتھ میں ہاتھ کی چوتھائی سے کم ہے) تو معاف ہے کہ اس سے نماز ہو جائے گی اور اگر پوری چوتھائی (یا اس سے زیادہ) میں ہو تو بے دھوئے نماز نہ ہوگی۔

(درمختار، ج1، ص321)

سوال: اگر نجاستِ غلیظہ یا خفیفہ کسی پانی وغیرہ میں گر جائے تو کیا حکم ہوگا؟

جواب: نجاست اگر کسی پتلی چیز جیسے پانی یا سرکہ میں گرے تو چاہے غلیظہ ہو یا خفیفہ، کُل ناپاک ہو جائے گی اگرچہ ایک قطرہ گرے جب تک وہ پتلی چیز حدِ کثرت پر یعنی دَہ دردَہ نہ ہو

سوال: نجاست غلیظہ کون سی چیزیں ہیں؟

جواب: نجاستِ غلیظہ درج ذیل چیزیں ہیں:

(1) انسان کے بدن سے جو ایسی چیز نکلے کہ اس سے غُسل یا وُضو واجب ہو نَجاستِ غلیظہ ہے، جیسے پاخانہ، پیشاب، بہتا خون، پیپ، منہ بھر قے، حَیض و نِفاس و اِستحاضہ کا خون، مَنی، مَذی، وَدی۔

دُکھتی آنکھ سے جو پانی نکلے نَجاست غلیظہ ہے۔ یوہیں ناف یا پِستان سے درد کے ساتھ پانی نکلے نَجاستِ غلیظہ ہے۔

(2) خشکی کے ہر جانور کا بہتا خون۔

(3) مردار کا گوشت اور چربی۔

(4) حرام چوپائے جیسے کتا، شیر، لومڑی، بلّی، چوہا، گدھا، خچر، ہاتھی، سوَر کا پاخانہ اور پیشاب۔

(5) گھوڑے کی لید اور ہر حلال چوپایہ کا پاخانہ جیسے گائے بھینس کا گوبر، بکری اونٹ کی مینگنی اور جو پرند کہ اونچا نہ اُڑے اس کی بِیٹ، جیسے مرغی اور بَطّ۔

(6) ہر قسم کی شراب۔

(7) سُوَر کا گوشت اور ہڈی اور بال اگرچہ ذبح کیا گیا ہو یہ سب نَجاستِ غلیظہ ہیں۔

(8) ہاتھی کے سُونڈ کی رطوبت اور شیر، کتے، چیتے اور دوسرے درندے چوپایوں کا لُعاب نَجاستِ غلیظہ ہے۔ (ہندیہ ملخصاً، کتاب الطہارۃ باب الاول، فصل الاول ج1، 46)

سوال: دودھ پیتے بچے کے پیشاب کا کیا حکم ہے؟

جواب: دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی کا پیشاب نَجاستِ غلیظہ ہے۔ یہ جو اکثر عوام میں مشہور ہے کہ دودھ پیتے بچوں کا پیشاب پاک ہے محض غلط ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب للطہارۃ باب الاول، فصل الاول ج1، ص4 ☆ فتاوی رضویہ، ج1، ص445)

سوال: نجاستِ خفیفہ کون سی چیزیں ہیں؟

جواب: نجاستِ خفیفہ درج ذیل چیزیں ہیں:

(1) جن جانوروں کا گوشت حلال ہے (جیسے گائے، بیل، بھینس، بکری، اونٹ وغیرہا) ان کا پیشاب۔

(2) گھوڑے کا پیشاب۔

(3) اور جس پرندے کا گوشت حرام ہے، خواہ شکاری ہو یا نہیں جیسے کوّا، چیل، شِکرا، باز، اس کی بیٹ نَجاستِ خفیفہ ہے۔

(نورالایضاح، فصل فی الانجاس والطهارة عنها، ج1، ص41)

سوال: حلال پرندوں کی بیٹ کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو پرندے حلال اُونچے اُڑتے ہیں جیسے کبوتر، مرغابی وغیرہا ان کی بیٹ پاک ہے۔

سوال: نجاستِ غلیظہ اور خفیفہ مل جائیں تو کیا حکم ہے؟

جواب: نَجاستِ غلیظہ خفیفہ میں مِل جائے تو کُل غلیظہ ہے۔

(درمختار، ج1، ص321)

سوال: اگر مختلف جگہوں پر نجاست غلیظہ یا خفیفہ لگی تو کیا حکم ہے؟

جواب: کسی کپڑے یا بدن پر چند جگہ نَجاستِ غلیظہ لگی اور کسی جگہ درہم کے برابر نہیں مگر مجموعہ درہم کے برابر ہے، تو درہم کے برابر سمجھی جائے گی اور زائد ہے تو زائد، نَجاستِ خفیفہ میں بھی مجموعہ ہی پر حکم دیا جائے گا۔ (بہار شریعت، حصہ2، ص393)

سوال: مچھلی اور پانی کے دیگر جانوروں کا خون پاک ہے یا ناپاک؟ نیز کھٹمل اور مچھر کے خون کا کیا حکم ہے؟

جواب: مچھلی اور پانی کے دیگر جانوروں کا خون پاک ہے، اسی طرح کھٹمل اور مچھر کا خون بھی پاک ہے۔

(درمختار، ج1، ص320)

سوال: پیشاب کی باریک چھینٹیں سوئی کی نوک کے برابر اگر کپڑے یا بدن پر لگ جائیں تو کیا حکم ہے؟ اور اگر یہ کپڑا پانی میں پڑ گیا تو پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: پیشاب کی نہایت باریک چھینٹیں سوئی کی نوک برابر کسی بدن یا کپڑے پر پڑ جائیں تو کپڑا اور بدن پاک رہے گا۔ اور جس کپڑے پر پیشاب کی ایسی ہی باریک چھینٹیں پڑ گئیں، اگر وہ کپڑا پانی میں پڑ گیا تو پانی بھی ناپاک نہ ہوگا۔

(درمختار، ج1، ص322)

سوال: جیب میں پیشاب یا خون کی شیشی ہے، اس حال میں نماز پڑھی تو کیا حکم ہے؟ اور اگر جیب میں ایسا انڈا ہے جس کی زردی خون ہو چکی ہے تو کیا حکم ہے؟

جواب: جیب میں پیشاب یا خون کی شیشی ہے، اس حال میں نماز پڑھی تو نماز نہ ہوگی، اور جیب میں انڈا ہے اور اس کی زردی خون ہو چکی ہے تو نماز ہو جائے گی۔

(غنية المتملی، فصل فی الآسار، ص197)

سوال: ناپاک چیز کا دھواں کپڑے یا بدن کو لگے تو کیا حکم ہے؟

جواب: ناپاک چیز کا دھواں کپڑے یا بدن کو لگے تو ناپاک نہیں۔ یوہیں ناپاک چیز کے جلانے سے جو بخارات اُٹھیں ان سے بھی نجس نہ ہوگا اگرچہ ان سے پورا کپڑا ابھیگ جائے، ہاں اگر نجاست کا اثر (رنگ، بو یا ذائقہ) اس میں ظاہر ہو تو نجس ہو جائے گا۔ اُپلے کا دُھواں روٹی میں لگا تو روٹی ناپاک نہ ہوئی۔ (درمختار مع ردالمحتار، ج1، ص325)

سوال: پاخانہ سے مکھیاں اڑ کر کپڑے پر بیٹھیں، کیا حکم ہے؟

جواب: پاخانہ پر سے مکھیاں اُڑ کر کپڑے پر بیٹھیں کپڑا نجس نہ ہوگا۔

(المحیط البرہانی، کتاب الطہارات، الفصل السابع فی النجاسات وأحکامہا، ج1، ص216)

سوال: راستے کا کیچڑ پاک ہے یا ناپاک؟

جواب: راستہ کی کیچڑ پاک ہے جب تک اس کا نجس ہونا معلوم نہ ہو، تو اگر پاؤں یا کپڑے میں لگی اور بے دھوئے نماز پڑھ لی ہو گئی مگر دھو لینا بہتر ہے۔ اسی طرح

سڑک پر پانی چھڑکا جارہا تھا، زمین سے چھینٹیں اُڑ کر کپڑے پر پڑیں، کپڑا نجس نہ ہوا مگر دھو لینا بہتر ہے۔ (درمختار مع ردالمحتار، ج1، ص324)

سوال : آدمی کی تھوڑی سی کھال یا ناخن جسم سے جدا ہو کر پانی میں پڑ جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب : آدمی کی کھال اگرچہ ناخن برابر تھوڑے پانی (یعنی دَہ دردَہ سے کم) میں پڑ جائے، وہ پانی ناپاک ہو گیا اور ناخن گر جائے تو ناپاک نہیں۔

(منیۃ المصلی، بیان النجاسۃ، ص108)

سوال : کتا بدن یا کپڑے کو چھو جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب : کُتّا بدن یا کپڑے سے چھو جائے، تو اگرچہ اس کا جسم تر ہو بدن اور کپڑا پاک ہے، ہاں اگر اس کے بدن پر نجاست لگی ہو تو اور بات ہے یا اس کا لُعاب لگے تو ناپاک کر دے گا۔ (فتاوی رضویہ، ج4، ص401)

سوال : کسی مسلمان کے کپڑے میں نجاست لگی دیکھی تو کیا اسے بتانا ضروری ہے؟

جواب : کسی دوسرے مسلمان کے کپڑے میں نَجاست لگی دیکھی اور غالب گمان ہے کہ اس کو خبر کرے گا تو پاک کر لے گا تو خبر کرنا واجب ہے۔

(درمختار، فصل فی الاستنجاء، ج1، ص350)

سوال : کفار اور فساق کے استعمالی کپڑوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب : فاسقوں کے استعمالی کپڑے جن کا نجس ہونا معلوم نہ ہو پاک سمجھے جائیں گے مگر بے نمازی کے پاجامے وغیرہ میں اِحتِیاط یہی ہے کہ رومالی پاک کر لی جائے کہ اکثر بے نمازی پیشاب کر کے ویسے ہی پاجامہ باندھ لیتے ہیں اور کفار کے ان کپڑوں کے پاک کر لینے میں تو بہت خیال کرنا چاہیے۔ (بہار شریعت، حصہ2، ص405)

ناپاک چیزوں کوپاک کرنے کے طریقے

سوال: ناپاک بدن یا کپڑے کس کس چیز سے پاک کر سکتے ہیں؟

جواب: ناپاک بدن یا کپڑے کو پانی اور ہر رقیق بہنے والی چیز سے جس سے نَجاست دور ہو جائے دھو کر پاک کر سکتے ہیں، مثلاً سرکہ اور گلاب کہ ان سے نَجاست دور ہو سکتی ہے تو بدن یا کپڑا ان سے دھو کر پاک کر سکتے ہیں۔ (فتاوی ہندیہ، ج1، ص41)

ہاں بغیر ضرورت گلاب اور سرکہ وغیرہ سے پاک کرنا ناجائز ہے کہ فضول خرچی ہے۔ (بہار شریعت، حصہ2، ص397)

سوال: مستعمل پانی یا چائے سے کپڑا دھونے سے پاک ہو جائے گا؟

جواب: جی ہاں! مستعمل پانی اور چائے سے پاک ہو جائے گا۔

(درمختار، ج1، ص309 ☆ بہار شریعت، حصہ2، ص397)

سوال: دودھ، شوربے اور تیل سے کپڑا پاک ہو جائے گا؟

جواب: دودھ اور شوربا اور تیل سے دھونے سے پاک نہ ہوگا کہ ان سے نَجاست دور نہ ہوگی۔ (تبیین الحقائق، کتاب الطہارۃ، باب الأنجاس، ج1، ص194)

سوال: نجاست اگر دلدار ہو (جیسے پاخانہ، گوبر، خون وغیرہ) تو اس کو کتنی مرتبہ دھونے سے کپڑا پاک ہوگا؟

جواب: نَجاست اگر دَلدار ہو (جیسے پاخانہ، گوبر، خون وغیرہ) تو دھونے میں گنتی کی کوئی شرط نہیں بلکہ اس کو دور کرنا ضروری ہے، اگر ایک بار دھونے سے دور ہو جائے تو ایک ہی مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا اور اگر چار پانچ مرتبہ دھونے سے دور ہو تو چار پانچ مرتبہ دھونا پڑے گا۔ (فتاوی ہندیہ، ج1، ص41)

ہاں اگر تین مرتبہ سے کم میں نَجاست دور ہو جائے تو تین بار پورا کر لینا مستحب ہے۔ (بہار شریعت، حصہ2، ص397)

سوال: دلدار نجاست کپڑے پر تھی، اس کو دھویا، نجاست دور ہو گئی مگر اس کا اثر

(رنگ یا بو) باقی ہے تو کیا حکم ہے؟

جواب :اگر نجاست دور ہوگئی مگر اس کا کچھ اثر رنگ یا بُو باقی ہے تو اسے بھی زائل کرنا لازم ہے؛ ہاں اگر اس کا اثر دقت (مشکل) سے جائے تو اثر دور کرنے کی ضرورت نہیں، تین مرتبہ دھولیا پاک ہو گیا، صابون یا گرم پانی سے دھونے کی حاجت نہیں۔

(فتاوی ہندیہ، ج1، ص42)

سوال: اگر کپڑے پر پتلی نجاست لگ گئی تو کپڑا کیسے پاک ہوگا؟

جواب :اگر نجاست رقیق ہو تو تین مرتبہ دھونے اور تینوں مرتبہ قوت کے ساتھ نچوڑنے سے پاک ہوگا اور قوت کے ساتھ نچوڑنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ شخص اپنی طاقت بھر اس طرح نچوڑے کہ اگر پھر نچوڑے تو اس سے کوئی قطرہ نہ ٹپکے، اگر کپڑے کا خیال کر کے اچھی طرح نہیں نچوڑا تو پاک نہ ہوگا۔ (فتاوی ہندیہ، ج1، ص42)

سوال :اگر دھونے والے نے اچھی طرح نچوڑ لیا مگر کوئی دوسرا شخص جو طاقت میں اس سے زِیادہ ہے نچوڑے تو دو ایک بوند ٹپک سکتی ہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب:اگر دھونے والے نے اچھی طرح نچوڑ لیا مگر ابھی ایسا ہے کہ اگر کوئی دوسرا شخص جو طاقت میں اس سے زِیادہ ہے نچوڑے تو دو ایک بوند ٹپک سکتی ہے، تو اس کے حق میں پاک اور دوسرے کے حق میں ناپاک ہے۔ اس دوسرے کی طاقت کا اعتبار نہیں، ہاں اگر یہ دھوتا اور اسی قدر نچوڑتا تو پاک نہ ہوتا۔ (درمختار، ج1، ص331.332)

سوال :دودھ پیتے بچے اور بچی کا پیشاب کپڑے میں لگ گیا تو کیا اسی طرح پاک ہوگا؟

جواب:دودھ پیتے بچے اور بچی دونوں کے پیشاب کا بھی یہی حکم ہے کہ ان کا پیشاب کپڑے میں لگا ہے، تو تین بار دھونا اور نچوڑنا پڑے گا۔ (بہار شریعت، ج1، ص399)

سوال: جو چیز نچوڑنے کے قابل نہیں، اس کو کیسے پاک کریں گے؟

جواب :جو چیز نچوڑنے کے قابل نہیں ہے (جیسے چٹائی، قالین وغیرہ) اس کو

دھو کر چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہو جائے، یو ہیں دو مرتبہ اور دھوئیں، تیسری مرتبہ جب پانی ٹپکنا بند ہو گیا وہ چیز پاک ہو گئی اسے ہر مرتبہ کے بعد سُوکھانا ضروری نہیں۔ یو ہیں جو کپڑا اپنی نازکی کے سبب نچوڑنے کے قابل نہیں اسے بھی یو ہیں پاک کیا جائے۔

(البحر الرائق، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج1، ص413)

سوال: اگر چیز ایسی ہو کہ جس میں نجاست جذب نہ ہوتی ہو، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ایسی چیز ہو کہ اس میں نَجاست جذب نہ ہوتی ہو، جیسے چینی کے برتن، یا مٹی کا پرانا استعمالی چکنا برتن یا لوہے، تانبے، پیتل وغیرہ دھاتوں کی چیزیں تو اسے فقط تین بار دھو لینا کافی ہے، اس کی بھی ضرورت نہیں کہ اسے اتنی دیر تک چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہو جائے۔ (البحر الرائق، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج1، ص414)

سوال: کیا یہ ضروری ہے کہ لگا تار تین بار دھویا جائے؟

جواب: یہ ضروری نہیں کہ ایک دم تینوں بار دھوئیں، بلکہ اگر مختلف وقتوں بلکہ مختلف دنوں میں یہ تعداد پوری کی جب بھی پاک ہو جائے گا۔

(فتاوی ہندیہ، كتاب الطهارة، الباب السابع، الفصل الاول، ج1، ص43)

سوال: کپڑے پر ناپاک تیل لگ گیا، تو کب پاک ہوگا؟

جواب: کپڑے یا بدن میں ناپاک تیل لگا تھا، تین مرتبہ دھو لینے سے پاک ہو جائے گا اگر چہ تیل کی چکنائی موجود ہو، اس تکلف کی ضرورت نہیں کہ صابون یا گرم پانی سے دھوئے۔

سوال: اگر دری یا کوئی ناپاک کپڑا بہتے پانی میں رات بھر پڑا رہا، تو کیا پاک ہو جائے گا؟

جواب: دری یا کوئی ناپاک کپڑا بہتے پانی میں رات بھر پڑا رہا پاک ہو جائے گا اور اصل یہ ہے کہ جتنی دیر میں یہ ظن غالب ہو جائے کہ پانی نَجاست کو بہا لے گیا تو پاک ہو گیا، کہ بہتے پانی سے پاک کرنے میں نچوڑنا شرط نہیں۔

سوال: کپڑے کا کوئی حصہ ناپاک ہوگیا اور یاد نہیں کہ وہ کون سی جگہ ہے تو کیا حکم ہے؟

جواب: کپڑے کا کوئی حصہ ناپاک ہوگیا اور یہ یاد نہیں کہ وہ کون سی جگہ ہے، تو بہتر یہی ہے کہ پورا ہی دھوڈالیں اور اگر اندازے سے سوچ کر اس کا کوئی حصہ دھولے جب بھی پاک ہوجائے گا اور جو بلا سوچے ہوئے کوئی ٹکڑا دھولیا جب بھی پاک ہے مگر اس صورت میں اگر چند نمازیں پڑھنے کے بعد معلوم ہو کہ نجس حصہ نہیں دھویا گیا تو پھر دھوئے اور نمازوں کا اعادہ کرے اور جو سوچ کر دھولیا تھا اور بعد کو غلطی معلوم ہوئی تو اب دھولے اور نمازوں کے اعادہ کی حاجت نہیں۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب السابع، ج1، ص43)

سوال: کیا کچھ ایسی چیزیں بھی ہیں جنہیں دھونا نہیں پڑتا، صرف پونچھنے سے پاک ہوجاتی ہیں؟

جواب: جی ہاں! لوہے کی چیزیں جیسے چُھری، چاقو، تلوار وغیرہ (جس میں نہ زنگ ہو نہ نقش ونگار) نجس ہوجائیں، تو صرف اچھی طرح پونچھ ڈالنے سے پاک ہوجائیں گی اور اس صورت میں نَجاست کے دَلدار یا پتلی ہونے میں کچھ فرق نہیں۔

یوہیں چاندی، سونے، پیتل، گلٹ اور ہر قسم کی دھات کی چیزیں پونچھنے سے پاک ہوجاتی ہیں بشرطیکہ نقشی نہ ہوں اور اگر نقشی ہوں یا لوہے میں زنگ ہو تو دھونا ضروری ہے پونچھنے سے پاک نہ ہوں گی۔

اسی طرح آئینہ اور شیشے کی تمام چیزیں اور چینی کے برتن یا مٹی کے روغنی برتن یا پالش کی ہوئی لکڑی غرض وہ تمام چیزیں جن میں مسام نہ ہوں کپڑے یا پتّے سے اس قدر پونچھ لی جائیں کہ اثر بالکل جاتا رہے پاک ہوجاتی ہیں۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب السابع، ج1، ص43)

سوال: منی کپڑے یا بدن میں لگ گئی تو کیا دھوئے بغیر بھی کپڑا پاک کرنے کی کوئی صورت ہے؟

جواب: جی ہاں! مَنی کپڑے یا بدن میں لگ کر خشک ہوگئی تو فقط مَل کر جھاڑنے اور صاف کرنے سے کپڑا اور بدن پاک ہو جائے گا اگرچہ مَلنے کے بعد اس کا کچھ اثر کپڑے میں باقی رہ جائے۔ جس کپڑے کو مَل کر پاک کرلیا، اگر وہ پانی سے بھیگ جائے تو ناپاک نہ ہوگا۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب السابع، ج1، ص44)

اس مسئلہ میں مرد وعورت اور تندرست و مریضِ جریان سب کی مَنی کا ایک حکم ہے۔ (درمختار ورد المحتار، باب الانجاس، ج1، ص333)

سوال: اگر منی تر ہے یا اس میں پیشاب مل گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر منی کپڑے میں لگی ہے اور اب تک تر ہے یا ساتھ پیشاب بھی لگ گیا، تو دھونے سے پاک ہوگا مَلنا کافی نہیں۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب السابع، ج1، ص44)

سوال: موزے اور جوتے کو دھونے کے علاوہ کیسے پاک کر سکتے ہیں؟

جواب: موزے یا جوتے میں دَلدار نَجاست لگی، جیسے پاخانہ، گوبر، مَنی تو اگرچہ وہ نجاست تر ہو کھرچنے اور رگڑنے سے پاک ہو جائیں گے۔ اور اگر مثل پیشاب کے کوئی پتلی نَجاست لگی ہو اور اس پر مٹی یا راکھ یا ریتا وغیرہ ڈال کر رگڑ ڈالیں جب بھی پاک ہو جائیں گے اور اگر ایسا نہ کیا یہاں تک کہ وہ نَجاست سُوکھ گئی تو اب بے دھوئے پاک نہ ہوں گے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب السابع، ج1، ص44)

سوال: ناپاک زمین کیسے پاک ہوگی؟

جواب: ناپاک زمین اگر خشک ہو جائے اور نَجاست کا اثر یعنی رنگ و بو جاتا رہے پاک ہوگئی، خواہ وہ ہوا سے سوکھی ہو یا دھوپ یا آگ سے مگر اس سے تیمم کرنا جائز نہیں، نماز اس پر پڑھ سکتے ہیں۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب السابع، ج1، ص44)

سوال: کیا گھاس، دیوار، درخت وغیرہ بھی خشک ہونے سے پاک ہو جائیں گے؟

جواب: درخت اور گھاس اور دیوار اور ایسی اینٹ جو زمین میں جڑی ہو، یہ سب خشک ہو جانے سے پاک ہو گئے اور اگر اینٹ جڑی ہوئی نہ ہو تو خشک ہونے سے پاک نہ ہوگی بلکہ دھونا ضروری ہے۔ یوہیں درخت یا گھاس سوکھنے سے پیشتر کاٹ لیں تو طہارت کے لیے دھونا ضروری ہے۔اسی طرح اگر پتھر ایسا ہو جو زمین سے جدا نہ ہو سکے تو خشک ہونے سے پاک ہے ورنہ دھونے کی ضرورت ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب السابع ،ج 1، ص 44)

سوال: گھی میں چوہا گر کر مر گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: جمے ہوئے گھی میں چوہا گر کر مر گیا تو چوہے کے آس پاس سے نکال ڈالیں، باقی پاک ہے کھا سکتے ہیں اور اگر پتلا ہے تو سب ناپاک ہو گیا اس کا کھانا جائز نہیں، البتہ اس کام میں لا سکتے ہیں جس میں استعمالِ نجاست ممنوع نہ ہو، تیل کا بھی یہی حکم ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب السابع ،ج 1، ص 45)

سوال: ناپاک تیل کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: اس کو پاک کرنے کے درج ذیل طریقے ہیں:

(1) ناپاک تیل کی جتنی مقدار ہے اتنا ہی پانی اس میں ڈال کر خوب ہلائیں، پھر اوپر سے تیل نکال لیں اور پانی پھینک دیں، یوہیں تین بار کریں۔

(2) یا اس برتن میں نیچے سوراخ کر دیں کہ پانی بہہ جائے اور تیل رہ جائے، یوں بھی تین مرتبہ میں پاک ہو جائے گا۔

(3) یا یوں کریں کہ اتنا ہی پانی ڈال کر اس تیل کو پکائیں یہاں تک کہ پانی جل جائے اور تیل رہ جائے ایسا ہی تین دفعہ میں پاک ہو جائے گا۔

(4) اور یوں بھی کہ پاک تیل یا پانی دوسرے برتن میں رکھ کر اس ناپاک اور اس پاک دونوں کی دھار ملا کر اوپر سے گرائیں مگر اس میں یہ ضرور خیال رکھیں کہ ناپاک کی دھار اس کی دھار سے کسی وقت جدا نہ ہو، نہ اس برتن میں کوئی قطرہ ناپاک کا پہلے سے پہنچا ہو نہ

بعد کو ورنہ پھر ناپاک ہو جائے گا۔

(5) اور ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ پرنالے کے نیچے کوئی برتن رکھیں اور چھت پر سے پاک تیل یا پانی کے ساتھ اس طرح ملا کر بہائیں کہ پرنالے سے دونوں دھاریں ایک ہو کر گریں سب پاک ہو جائے گا۔

بہتی ہوئی عام چیزیں، گھی وغیرہ کے پاک کرنے کے بھی یہی طریقے ہیں اور اگر گھی جما ہو، اسے پگھلا کر انھیں طریقوں میں سے کسی طریقہ پر پاک کریں۔

(فتاوی رضویہ، ج4، ص378تا380)

سوال: جو چیزیں خود نجس ہیں، کیا پاک ہو سکتی ہیں؟

جواب: جو چیزیں ایسی ہیں کہ وہ خود نجس ہیں جن کو ناپاکی اور نجاست کہتے ہیں جیسے شراب وغیرہ، ایسی چیزیں جب تک اپنی اصل کو چھوڑ کر کچھ اور نہ ہو جائیں پاک نہیں ہو سکتیں، شراب جب تک شراب ہے نجس ہی رہے گی اور سرکہ ہو جائے تو اب پاک ہے۔

(بہار شریعت، ج1، حصہ2، ص396)

سوال: نجس جانور اگر نمک کی کان میں گر کر نمک ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: نجس جانور نمک کی کان میں گر کر نمک ہو گیا تو وہ نمک پاک و حلال ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب السابع، ج1، ص45)

سوال: اُپلے کی راکھ کا کیا حکم ہے؟

جواب: اُپلے کی راکھ پاک ہے اور اگر راکھ ہونے سے قبل بُجھ گیا تو ناپاک۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب السابع، ج1، ص44)

استنجاء کا بیان

سوال :استنجاء خانہ میں داخل ہونے سے پہلے کون سی دعا پڑھے اور پہلے کون سا قدم اندر رکھے؟

جواب:استنجاء خانہ کے باہر یہ پڑھ لے:بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔ پھر بایاں قدم پہلے داخل کرے۔

(درمختار و ردالمحتار، کتاب الطھارۃ، فصل الاستنجاء، ج1، ص345)

سوال:استنجاء خانہ سے نکلتے وقت کون سا قدم پہلے باہر نکالے اور نکلنے کے بعد کون سی دعا پڑھے؟

جواب: نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر نکالے اور نکل کر غُفْرَانَكَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّیْ مَا یُؤْذِیْنِیْ وَاَمْسَكَ عَلَیَّ مَا یَنْفَعُنِیْ کہے۔

سوال:استنجاء کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا کیسا ہے؟

جواب:پاخانہ یا پیشاب کرتے وقت یا طہارت کرنے میں نہ قِبلہ کی طرف منہ ہو نہ پیٹھ اور یہ حکم عام ہے چاہے مکان کے اندر ہو، یا میدان میں اور اگر بھول کر قبلہ کی طرف منہ یا پُشت کر کے بیٹھ گیا، تو یاد آتے ہی فوراً رُخ بدل دے اس میں امید ہے کہ اس کے لیے مغفرت فرما دی جائے۔

(درمختار و ردالمحتار، کتاب الطھارۃ، فصل الاستنجاء، ج1، ص341)

سوال :کیا بچے کو پاخانہ یا پیشاب کرواتے وقت اس کا منہ بھی قبلہ کی طرف نہیں کر سکتے؟

جواب:بچّے کو پاخانہ پیشاب کروانے والے کو مکروہ ہے کہ اس بچّے کا منہ قِبلہ کو ہو، یہ کروانے والا گنہگار ہوگا۔

(درمختار و ردالمحتار، کتاب الطھارۃ، فصل الاستنجاء، ج1، ص342)

سوال:پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت چاند اور سورج کی طرف منہ اور پیٹھ کرنا

کیسا ہے؟

جواب: پاخانہ، پیشاب کرتے وقت سورج اور چاند کی طرف نہ منہ ہو، نہ پیٹھ۔ یوہیں ہَوا کے رُخ پیشاب کرنا ممنوع ہے۔

(درمختار و ردالمحتار، کتاب الطھارۃ، فصل الاستنجاء، ج1، ص342)

سوال: کس کس جگہ پیشاب اور پاخانہ کرنا مکروہ ہے؟

جواب: درج ذیل جگہوں میں پیشاب اور پاخانہ کرنا مکروہ ہے:

(1) کنویں یا حوض یا چشمہ کے کنارے (2) پانی میں اگرچہ بہتا ہوا ہو (3) گھاٹ پر (4) پھلدار درخت کے نیچے (5) اس کھیت میں جس میں زراعت موجود ہو (6) سایہ میں جہاں لوگ اٹھتے بیٹھتے ہوں (7) مسجد اور عید گاہ کے پہلو میں (8) قبرستان میں (9) راستہ میں (10) جس جگہ مویشی بندھے ہوں (11) جس جگہ وضو یا غُسل کیا جاتا ہو۔

(درمختار و ردالمحتار، کتاب الطھارۃ، فصل الاستنجاء، ج1، ص342.343)

سوال: کھڑے ہوکر، لیٹ کر یا ننگے ہوکر پیشاب کرنا کیسا ہے؟

جواب: کھڑے ہوکر یا لیٹ کر یا ننگے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطھارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ و أحکامھا، الفصل الثالث، ج1، ص50)

سوال: پیشاب اور پاخانہ کرنے کے آداب کیا ہیں؟

جواب: ننگے سر پاخانہ، پیشاب کو جانا یا اپنے ہمراہ ایسی چیز لے جانا جس پر کوئی دُعا یا اللہ و رسول یا کسی بزرگ کا نام لکھا ہو ممنوع ہے۔ یوہیں کلام کرنا مکروہ ہے۔ جب تک بیٹھنے کے قریب نہ ہو کپڑا بدن سے نہ ہٹائے اور نہ حاجت سے زیادہ بدن کھولے، پھر دونوں پاؤں کشادہ کرکے بائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھے اور کسی مسئلہ دینی میں غور نہ کرے کہ یہ باعثِ محرومی ہے اور چھینک یا سلام یا اذان کا جواب زبان سے نہ دے اور اگر چھینکے تو زبان سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہ کہے، دل میں کہہ لے اور بغیر ضرورت اپنی

شرمگاہ کی طرف نظر نہ کرے اور نہ اس نجاست کو دیکھے جو اس کے بدن سے نکلی ہے اور دیر تک نہ بیٹھے کہ اس سے بواسیر کا اندیشہ ہے اور پیشاب میں نہ تھوکے، نہ ناک صاف کرے، نہ بلاضرورت کھنکارے، نہ بار بار اِدھر اُدھر دیکھے، نہ بیکار بدن چھوئے، نہ آسمان کی طرف نگاہ کرے بلکہ شرم کے ساتھ سر جھکائے رہے۔

جب فارغ ہو جائے تو مرد بائیں ہاتھ سے اپنے آلہ کو جڑ کی طرف سے سر کی طرف سونتے کہ جو قطرے رُکے ہوئے ہیں نکل جائیں، پھر ڈھیلوں سے صاف کر کے کھڑا ہو جائے اور سیدھے کھڑے ہونے سے پہلے بدن چھپا لے جب قطروں کا آنا موقوف ہو جائے، تو کسی دوسری جگہ طہارت کے لیے بیٹھے اور پہلے تین تین بار دونوں ہاتھ دھو لے۔

پھر داہنے ہاتھ سے پانی بہائے اور بائیں ہاتھ سے دھوئے اور پانی کا لوٹا اونچا رکھے کہ چھینٹیں نہ پڑیں اور پہلے پیشاب کا مقام دھوئے پھر پاخانہ کا مقام اور طہارت کے وقت پاخانہ کا مقام سانس کا زور نیچے کو دے کر ڈھیلا رکھیں اور خوب اچھی طرح دھوئیں کہ دھونے کے بعد ہاتھ میں بُو باقی نہ رہ جائے، پھر کسی پاک کپڑے سے پونچھ ڈالیں اور اگر کپڑا پاس نہ ہو تو بار بار ہاتھ سے پونچھیں کہ برائے نام تری رہ جائے اور اگر وسوسہ کا غلبہ ہو تو رومالی پر پانی چھڑک لیں۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطھارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ و أحکامھا، الفصل الثالث، ج 1، ص 50)

سوال: کیا ڈھیلوں سے استنجاء کرنا ضروری ہے؟

جواب: آگے یا پیچھے سے جب نجاست نکلے تو ڈھیلوں سے استنجا کرنا سنّت ہے اور اگر صرف پانی ہی سے طہارت کر لی تو بھی جائز ہے مگر مستحب یہ ہے کہ ڈھیلے لینے کے بعد پانی سے طہارت کرے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطھارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ و أحکامھا، الفصل الثالث، ج 1، ص 48)

سوال: کیا صرف ڈھیلوں سے طہارت حاصل ہو جائے گی؟

جواب: صرف ڈھیلوں سے طہارت اس وقت ہوگی کہ نَجاست سے مخرج کے آس پاس کی جگہ ایک درہم سے زِیادہ آلودہ نہ ہو اور اگر درہم سے زِیادہ سَن جائے تو دھونا فرض ہے مگر ڈھیلے لینا اب بھی سنّت رہے گا۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطھارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ و أحکامھا، الفصل الثالث، ج1، ص48)

سوال: ڈھیلوں سے طہارت حاصل کرنے میں کتنی تعداد سنّت ہے؟

جواب: ڈھیلوں کی کوئی تعداد مُعیّن سنّت نہیں بلکہ جتنے سے صفائی ہو جائے، تو اگر ایک سے صفائی ہو گئی سنّت ادا ہو گئی اور اگر تین ڈھیلے لیے اور صفائی نہ ہوئی سنّت ادا نہ ہوئی، البتہ مستحب یہ ہے کہ طاق ہوں اور کم سے کم تین ہوں تو اگر ایک یا دو سے صفائی ہو گئی تو تین کی گنتی پوری کرے اور اگر چار سے صفائی ہو تو ایک اور لے کہ طاق ہو جائیں۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطھارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ و أحکامھا، الفصل الثالث، ج1، ص48)

سوال: کیا کنکر، پتھر اور کپڑے وغیرہ سے بھی استنجاء ہو جائے گا؟

جواب: کنکر، پتھر، پھٹا ہوا کپڑا یہ سب ڈھیلے کے حکم میں ہیں، ان سے بھی صاف کر لینا بلا کراہت جائز ہے، دیوار سے بھی استنجا سکھا سکتا ہے مگر دوسرے کی دیوار نہ ہو۔ اگر دوسرے کی یا وقف کی دیوار ہے تو مکروہ ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الطھارۃ، فصل الاستنجاء، مطلب: إذا دخل المستنجی ...الخ، ج1، ص337)

سوال: کن چیزوں سے استنجاء کرنا مکروہ ہے؟

جواب: ہڈی اور کھانے اور گوبر اور پکی اینٹ اور ٹھیکری اور شیشہ اور کوئلے اور جانور کے چارے سے اور ایسی چیز سے جس کی کچھ قیمت ہو، اگرچہ ایک آدھ روپیہ ہی سہی، ان چیزوں سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔ اسی طرح کاغذ سے استنجا منع ہے، اگرچہ اس پر کچھ لکھا نہ ہو یا ابوجہل جیسے کافر کا نام لکھا ہو۔

(درمختار وردالمحتار، کتاب الطھارۃ، فصل الاستنجاء، إذا دخل المستنجی، ج1، ص339.340)

سوال: دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا کیسا ہے؟

جواب : دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا مکروہ ہے، اگر کسی کا بایاں ہاتھ بیکار ہو گیا تو اسے دائیں ہاتھ سے جائز ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطھارۃ، الباب السابع في النجاسۃ و أحکامھا، الفصل الثالث، ج 1، ص 50)

سوال : پیشاب کرنے کے بعد جسے یہ احتمال ہو کہ ابھی قطرہ آئے گا، اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: پیشاب کے بعد جس کو یہ احتمال ہے کہ کوئی قطرہ باقی رہ گیا یا پھر آئے گا، اس پر اِستبرا (یعنی پیشاب کرنے کے بعد ایسا کام کرنا کہ اگر قطرہ رُکا ہو تو گر جائے) واجب ہے، استبرا ٹہلنے سے ہوتا ہے یا زمین پر زور سے پاؤں مارنے یا دہنے پاؤں کو بائیں اور بائیں کو دہنے پر رکھ کر زور کرنے یا بلندی سے نیچے اترنے یا نیچے سے بلندی پر چڑھنے یا کھنکارنے یا بائیں کروٹ پر لیٹنے سے ہوتا ہے اور استبرا اس وقت تک کرے کہ دل کو اطمینان ہو جائے، ٹہلنے کی مقدار بعض علماء نے چالیس قدم رکھی مگر صحیح یہ ہے کہ جتنے میں اطمینان ہو جائے اور یہ استبرا کا حکم مردوں کے لیے ہے، عورت فارغ ہونے کے بعد تھوڑی دیر وقفہ کر کے طہارت کر لے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطھارۃ، الباب السابع في النجاسۃ و أحکامھا، الفصل الثالث، ج 1، ص 49)

سوال: لُنجھا آدمی ہو تو اسے استنجاء کون کروائے؟

جواب : مرد لُنجھا ہو تو اس کی بیوی استنجا کرا دے اور عورت ایسی ہو تو اس کا شوہر اور اگر شوہر کی بیوی نہ ہو یا عورت کا شوہر نہ ہو تو کسی اور رشتہ دار بیٹا، بیٹی، بھائی، بہن سے استنجا نہیں کرا سکتے بلکہ معاف ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطھارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ و أحکامھا، الفصل الثالث، ج 1، ص 49)

سوال: آبِ زمزم شریف سے استنجاء کرنا کیسا ہے؟

جواب : ڈھیلے سے استنجاء خشک کرنے کے بعد زمزم شریف سے استنجا پاک کرنا مکروہ ہے، اور ڈھیلا نہ لیا ہو تو ناجائز۔

(ردالمحتار، کتاب الطھارۃ، باب المیاہ، ج 1، ص 180 ☆ فتاوی رضویہ، ج 4، ص 575)

حیض ونفاس کا بیان

سوال: حیض، نفاس اور استحاضہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: بالغہ عورت کے آگے کے مقام سے جو خون عادی طور پر نکلتا ہے اُسے حَیض کہتے ہیں اور (اگر عادۃ نہ ہو بلکہ) بیماری سے ہو تو اسے اِستحاضہ اور بچہ پیدا ہونے کے بعد ہو تو نِفاس کہتے ہیں۔

(فتاوی ہندیہ ملخصاً، کتاب الطھارۃ، الفصل الاول فی الحیض، ج1، ص36.37)

سوال: حیض کی مدت کتنی ہے؟

جواب: حَیض کی مدت کم سے کم تین دن تین راتیں یعنی پورے 72 گھنٹے، ایک منٹ بھی اگر کم ہے تو حَیض نہیں (بلکہ استحاضہ ہے) اور زِیادہ سے زِیادہ دس دن دس راتیں ہے۔

(فتاوی ہندیہ ،کتاب الطھارۃ، الفصل الاول فی الحیض، ج1، ص36)

سوال: حیض کا خون اگر دس دن سے زیادہ آیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: دس رات دن سے کچھ بھی زِیادہ خون آیا تو اگر یہ حَیض پہلی مرتبہ اسے آیا ہے تو دس دن تک حَیض ہے بعد کا اِستحاضہ اور اگر پہلے اُسے حَیض آ چکے ہیں اور عادت دس دن سے کم کی تھی تو عادت سے جتنا زِیادہ ہو اِستحاضہ ہے۔ اسے یوں سمجھو کہ اس کو پانچ دن کی عادت تھی اب آیا دس دن تو کل حَیض ہے اور بارہ دن آیا تو پانچ دن حَیض کے باقی سات دن اِستحاضہ کے اور ایک حالت مقرر نہ تھی بلکہ کبھی چار دن کبھی پانچ دن تو پچھلی بار جتنے دن تھے وہی اب بھی حَیض کے ہیں باقی اِستحاضہ۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطھارۃ، الفصل الاول فی الحیض، ج1، ص37)

سوال: عورت کو کتنی عمر میں حیض آنا شروع ہوتا ہے؟

جواب: کم سے کم نو برس کی عمر سے حَیض شروع ہوگا اور انتہائی عمر حَیض آنے کی پچپن سال ہے۔ اس عمر والی عورت کو آئسہ اور اس عمر کو سن ایاس کہتے ہیں۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطھارۃ، الفصل الاول فی الحیض، ج1، ص36)

سوال: دوحیضوں کے درمیان کم سے کم کتنا فاصلہ ضروری ہے؟

جواب: دوحَیضوں کے درمیان کم سے کم پورے پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے۔ یوہیں نِفاس وحَیض کے درمیان بھی پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے تو اگر نِفاس ختم ہونے کے بعد پندرہ دن پورے نہ ہوئے تھے کہ خون آیا تو یہ اِستحاضہ ہے۔

(درمختار وردالمحتار، کتاب الطہارۃ، باب الحیض، ج1، ص285)

سوال: نفاس کی کتنی مدت ہے؟

جواب: نِفاس میں کمی کی جانب کوئی مدت مقرر نہیں، نصف سے زِیادہ بچہ نکلنے کے بعد ایک آن بھی خون آیا تو وہ نِفاس ہے اور زِیادہ سے زِیادہ اس کا زمانہ چالیس دن رات ہے اور نِفاس کی مدت کا شمار اس وقت سے ہوگا کہ آدھے سے زِیادہ بچہ نکل آیا۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، ج1، ص37)

سوال: حیض ونفاس والی عورت کوکون سے امور منع ہیں؟

جواب: حَیض ونِفاس والی عورت کودرج ذیل امور کا کرنا ناجائزوحرام ہے:

(1) نماز پڑھنا (2) روزہ رکھنا (3) قرآنِ مجید کودیکھ کر پڑھنا (4) اسی طرح قرآن پاک زبانی پڑھنا (5) قرآن پاک کا چھونا بلکہ کاغذ کے پرچے پرکوئی سورۃ یا آیت لکھی ہو اس کا بھی چھونا حرام ہے۔ (6) مسجد میں داخل ہونا (7) طواف کرنا۔ (8) ہم بستری یعنی جماع۔

(نور الایضاح، ص38☆بہار شریعت ملخصاً، حصہ2، ص379)

سوال: ان دنوں جوفرض نمازیں اورروزے چھوٹے، کیابعدمیں ان کی قضا کرنی پڑے گی؟

جواب: ان دِنوں میں نمازیں معاف ہیں ان کی قضا بھی نہیں اورروزوں کی قضااوردنوں میں رکھنا فرض ہے۔

(نور الایضاح، ص38)

سوال: حیض ونفاس والی عورت کون سے امور کرسکتی ہے؟

جواب: درج ذیل امور کرسکتی ہے:

(1) قرآنِ مجید کے علاوہ اَور تمام اذکار کلمہ شریف، درود شریف وغیرہ پڑھنا بلا کراہت جائز بلکہ مستحب ہے اوران چیزوں کو وُضو یا کُلّی کر کے پڑھنا بہتر اور ویسے ہی پڑھ لیا جب بھی حَرَج نہیں اوران کے چھونے میں بھی حَرَج نہیں۔ (2) ایسی عورت کو اذان کا جواب دینا جائز ہے۔ (3) جزدان (غلاف) میں قرآنِ مجید ہو تو اُس جزدان کے چھونے میں حَرَج نہیں۔ (4) معلّمہ کو حَیض یا نِفاس ہوا تو ایک ایک کلمہ سانس توڑ توڑ کر پڑھائے اور ہجے کرانے میں کوئی حَرَج نہیں۔

(ہندیہ، کتاب الطہارۃ، ج1، ص37 ☆ بہار شریعت، حصہ1، ص379)

سوال : حالتِ نفاس میں عورت کو چالیس سے کم دنوں میں خون بند ہوگیا تو کیا نماز روزہ کرے گی؟

جواب : اکثر عورتوں میں یہ رواج ہے کہ جب تک چلّہ پورا نہ ہولے اگرچہ نِفاس ختم ہولیا ہو، نہ نماز پڑھتی ہیں، نہ اپنے کو نماز کے قابل جانتی ہیں، یہ محض جہالت ہے جس وقت نِفاس ختم ہوا اسی وقت سے نہا کر نماز شروع کر دیں۔

(فتاوی رضویہ، ج4، ص355.356)

سوال : کیا استحاضہ کی حالت میں بھی نماز و روزہ معاف ہے اور عورت سے صحبت حرام ہے؟

جواب : اِستحاضہ میں نہ نماز معاف ہے نہ روزہ، نہ ایسی عورت سے صحبت حرام۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الفصل الرابع، ج1، ص37)

وضو کا بیان

سوال: وضو میں کتنے اور کون سے فرض ہیں؟

جواب: وضو میں چار فرض ہیں: (1) چہرہ دھونا (2) کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا دھونا (3) چوتھائی سر کا مسح کرنا (4) ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں کا دھونا۔

(ماخوذ از پ6، سورۃ المائدہ، آیت6)

سوال: کسی عضو کو دھونے کے کیا معنیٰ ہیں؟

جواب: کسی عُضْوْ کے دھونے کے یہ معنیٰ ہیں کہ اس عُضْوْ کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہ جائے۔ بھیگ جانے یا تیل کی طرح پانی چُپڑ لینے یا ایک آدھ بوند بہ جانے کو دھونا نہیں کہیں گے نہ اس سے وُضو یا غُسل ادا ہو۔ (فتاوی رضویہ، ج1، ص218)

اس امر کا لحاظ بہت ضروری ہے لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے اور نمازیں اکارت جاتی ہیں۔

سوال: چہرہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: لمبائی میں شروع پیشانی (جہاں عادۃً بال اگتے ہیں وہاں) سے نیچے ٹھوڑی تک اور چوڑائی میں ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک۔ (نور الایضاح، ص20)

سوال: داڑھی کے نیچے جو جلد ہے، کیا اس کا دھونا فرض ہے؟

جواب: داڑھی کے بال اگر گھنے نہ ہوں تو جلد کا دھونا فرض ہے اور اگر گھنے ہوں تو گلے کی طرف دبانے سے جس قدر چہرے کے گردے میں آئیں ان کا دھونا فرض ہے اور جڑوں کا دھونا فرض نہیں اور جو حلقے سے نیچے ہوں ان کا دھونا ضرور نہیں اور اگر کچھ حصہ میں گھنے ہوں اور کچھ چھدرے، تو جہاں گھنے ہوں وہاں بال اور جہاں چھدرے ہیں اس جگہ جلد کا دھونا فرض ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج1، ص214، 446)

سوال: وضو کی سنتیں بیان کردیں۔

جواب: وضو میں درج ذیل سنتیں ہیں:

(1) وضو پر ثواب پانے کے لیے حکمِ الٰہی بجا لانے کی نیت سے وُضو کرنا (2) بسم اللہ سے شروع کرنا (3) ابتداء میں دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین تین بار دھونا (4) مسواک کرنا (5) تین مرتبہ کلی کرنا (6) تین مرتبہ ناک میں پانی چڑھانا اور ان دونوں میں مبالغہ کرنا (7) داڑھی کا خلال کرنا (8) ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا (9) جو اعضاء دھونے ہیں ان کو تین مرتبہ دھونا (10) پُورے سر کا ایک بار مسح کرنا (11) کانوں کا مسح کرنا (12) ترتیب کہ پہلے منہ، پھر ہاتھ دھوئیں، پھر سر کا مسح کریں، پھر پاؤں دھوئیں۔ (13) پے در پے وضو کرنا یعنی پہلے والا عضو سوکھنے نہ پائے کہ دوسرا عضو دھو لینا۔

(نور الایضاح ملخصاً، ص22☆بہار شریعت ملخصاً، حصہ2، ص292تا296)

سوال: مسواک کے کچھ آداب بیان کردیں۔

جواب: (1) کم سے کم تین تین مرتبہ داہنے بائیں، اوپر نیچے کے دانتوں میں مِسواک کرے، اس طرح کہ پہلے داہنی جانب کے اوپر کے دانت مانجھے، پھر بائیں جانب کے اوپر کے دانت، پھر داہنی جانب کے نیچے کے، پھر بائیں جانب کے نیچے کے۔ (2) ہر مرتبہ مِسواک کو دھولے، یوہیں فارغ ہونے کے بعد دھو ڈالے (3) مِسواک نہ بہت نرم ہو نہ سخت ہو (4) اور پیلو یا زیتون یا نیم وغیرہ کڑوی لکڑی کی ہو۔ میوے یا خوشبودار پھول کے درخت کی نہ ہو۔ (5) چھنگلیا کے برابر موٹی ہو (6) زیادہ سے زیادہ ایک بالشت لمبی ہو اور اتنی چھوٹی بھی نہ ہو کہ مِسواک کرنا دشوار ہو۔ جو مِسواک ایک بالشت سے زیادہ ہو اس پر شیطان بیٹھتا ہے۔ (7) مِسواک جب قابلِ استعمال نہ رہے تو اسے دفن کردیں یا کسی جگہ اِحتیاط سے رکھ دیں کہ کسی ناپاک جگہ نہ گرے کہ ایک تو وہ آلہ ادائے سنت ہے اس کی تعظیم چاہیئے، دوسرے آبِ دَہنِ مسلم ناپاک جگہ ڈالنے سے خود محفوظ رکھنا چاہیئے، اسی لیے پاخانہ میں تھوکنے کو علمانے نامناسب لکھا ہے۔ (8) مِسواک داہنے ہاتھ سے کرے اور اس طرح ہاتھ میں لے کہ چھنگلیا مِسواک کے نیچے اور بیچ کی تین انگلیاں اوپر اور انگوٹھا سرے پر نیچے ہو اور مُٹھی نہ باندھے۔ (9) دانتوں کی چوڑائی میں مِسواک کرے لمبائی میں نہیں

چت لیٹ کر مسواک نہ کرے۔(10)مسواک زمین پر پڑی نہ چھوڑ دے بلکہ کھڑی رکھے اور ریشہ کی جانب اوپر ہو۔(11)اگر مسواک نہ ہو تو اُنگلی یا سنگین کپڑے سے دانت مانجھ لے۔یوہیں اگر دانت نہ ہوں تو اُنگلی یا کپڑا مسوڑوں پر پھیر لے۔

(درمختار و ردالمحتار ملخصاً،ج1،ص113تا115☆بہار شریعت ملخصاً،حصہ2،ص294)

سوال:وضو کے مستحبات بیان کر دیں۔

جواب:وضو کے مستحباب درج ذیل ہیں:

(1)وضو کرتے وقت اونچی جگہ پر قبلہ رو بیٹھنا(2)وضو کرنے میں بغیر ضرورت دوسرے سے مدد نہ لینا(3)دورانِ وضو دنیوی گفتگو نہ کرنا(4)پانی بہاتے وقت اعضا پر ہاتھ پھیرنا خاص کر سردیوں میں۔(5)دل کے ساتھ زبان سے بھی نیت کرنا(6)وضو کے بارے میں وارد شدہ دعائیں پڑھنا(7)ہر عضو دھونے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا(8)کانوں کا مسح کرتے وقت بھیگی چھنگلیا کانوں کے سوراخ میں داخل کرنا(9)اگر پہنی ہوئی انگوٹھی کھلی ہو تو اسے حرکت دینا(اگر کھلی نہ ہو،تنگ ہو تو حرکت دینا ضروری ہے)(10)کلی اور ناک میں دائیں ہاتھ سے پانی چڑھانا جبکہ ناک کی صفائی بائیں ہاتھ سے کرنا(11)غیر معذور کے لیے وقت داخل ہونے سے پہلے وضو کرنا(12)وضو کے بعد کلمۂ شہادت پڑھنا۔(نور الایضاح ملخصا،ص23☆بہار شریعت ملخصا،حصہ2،ص296تا300)

سوال:سر کے مسح کا مستحب طریقہ کیا ہے؟

جواب:مسحِ سر میں مستحب طریقہ یہ ہے کہ انگوٹھے اور کلمے کی اُنگلی کے سوا ایک ہاتھ کی باقی تین اُنگلیوں کا سرا،دوسرے ہاتھ کی تینوں اُنگلیوں کے سرے سے ملائے اور پیشانی کے بال یا کھال پر رکھ کر گُدّی تک اس طرح لے جائے کہ ہتھیلیاں سر سے جدا رہیں وہاں سے ہتھیلیوں سے مسح کرتا واپس لائے اور کلمہ کی اُنگلی کے پیٹ سے کان کے اندرونی حصہ کا مسح کرے اور انگوٹھے کے پیٹ سے کان کی بیرونی سَطح کا اور اُنگلیوں کی پُشت سے گردن کا مسح۔

(بہار شریعت،حصہ2،ص298)

سوال: وُضو کے مکروہات بیان کر دیں۔

جواب: وُضو کے مکروہات درج ذیل ہیں:

(1) وُضو کے لیے نجس جگہ بیٹھنا۔ (2) نجس جگہ وُضو کا پانی گرانا۔ (3) اعضائے وُضو سے لوٹے وغیرہ میں قطرہ ٹپکانا۔ (4) قبلہ کی طرف تھوک یا کھنکار ڈالنا یا کُلّی کرنا۔ (5) بے ضرورت دنیا کی بات کرنا۔ (6) زیادہ پانی خرچ کرنا۔ (7) اتنا کم خرچ کرنا کہ سنت ادا نہ ہو۔ (8) منہ پر پانی مارنا۔ (9) منہ پر پانی ڈالتے وقت پھونکنا۔ (10) گلے کا مسح کرنا۔ (11) بائیں ہاتھ سے کُلّی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا۔ (12) داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔ (13) تین جدید پانیوں سے تین بار سر کا مسح کرنا۔ (14) دھوپ کے گرم پانی سے وُضو کرنا۔ ہر سنت کا ترک مکروہ ہے۔ یوہیں ہر مکروہ کا ترک سنت۔

(درمختار و ردالمحتار، ج 1، ص 131 تا 133 ☆ بہار شریعت، حصہ 2، ص 300.301)

سوال: وضو توڑنے والی چیزیں کون سی ہیں؟

جواب: درج ذیل چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے:

(1) پاخانہ، پیشاب، وَدِی، مَذِی، مَنی، کیڑا، پتھری مرد یا عورت کے آگے یا پیچھے سے نکلیں۔ (2) مرد یا عورت کے پیچھے سے ہَوا خارِج ہو۔ (3) شرمگاہ کے علاوہ جسم کے کسی حصے سے بہتی نجاست نکلے (4) کھانے، پانی یا صفرا (کڑوے پانی) کی منہ بھر قے۔ (منہ بھر کے یہ معنے ہیں کہ اسے بے تکلف نہ روک سکتا ہو۔) (5) منہ سے خون نکلا اگر تھوک پر غالب ہے وُضو توڑ دے گا ورنہ نہیں۔ (غلبہ کی شناخت یہ ہے کہ تھوک کا رنگ اگر سرخ ہو جائے تو خون غالب سمجھا جائے اور اگر زرد ہو تو مغلوب۔) (6) ایسی غفلت والی نیند جس میں مقعد نہ جمی ہو۔ (7) بے ہوشی (8) جنون (9) نشہ (10) بالغ کا رکوع وسجود والی نماز میں جاگنے کی حالت میں قہقہہ (11) مباشرتِ فاحشہ یعنی عضوِ تناسل کا مرد یا عورت کی شرمگاہ کے ساتھ انتشار کی حالت میں بلا حائل مس کرنا۔ (12) بہتے خون کی قے

وضو توڑ دیتی ہے جب تھوک سے مغلوب نہ ہو اور جما ہوا خون ہے تو وضو نہیں جائے گا جب تک منہ بھر نہ ہو۔

(فتاوی ہندیہ ملخصاً باب فی الوضوء الفصل الخامس ج1 ص 9 تا 13) (بہار شریعت ملخصاً ، ص 303 تا 309)

سوال: ستر کھلنے یا دوسرے کا ستر دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: عوام میں جو مشہور ہے کہ گھٹنا یا اور ستر کھلنے یا اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے وضو جاتا رہتا ہے محض بے اصل بات ہے۔ ہاں وضو کے آداب سے ہے کہ ناف سے زانو کے نیچے تک سب ستر چھپا ہو بلکہ استنجے کے بعد فوراً ہی چھپا لینا چاہیے کہ بغیر ضرورت ستر کھلا رہنا منع ہے اور دوسروں کے سامنے ستر کھولنا حرام ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج1، ص 352)

سوال: بے وضو قرآن چھونا یا پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: بے وضو شخص کو قرآنِ مجید کا چھونا حرام ہے۔ (نور الایضاح، ص 39)

اور بے چھوئے زبانی یا دیکھ کر پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔

موزوں پر مسح کا بیان

سوال: اگر کسی نے موزے پہنے ہوں، تو کیا وہ پاؤں دھونے کے بجائے موزوں پر مسح کر سکتا ہے؟

جواب: جو مرد یا عورت موزہ پہنے ہوئے ہو وہ اگر وُضو میں بجائے پاؤں دھونے کے مسح کرے جائز ہے۔ (نور الایضاح، ص35)

اور بہتر پاؤں دھونا ہے بشرطیکہ مسح جائز سمجھے۔ (بہار شریعت، حصہ2، ص363)

سوال: موزوں پر مسح کرنے کے لیے کیا شرائط ہیں؟

جواب: اس کے لیے چند شرطیں ہیں:

(1) موزے ایسے ہوں کہ ٹخنے چھپ جائیں اس سے زیادہ ہونے کی ضرورت نہیں اور اگر دو ایک اُنگل کم ہو جب بھی مسح درست ہے، ایڑی نہ کھلی ہو۔

(2) پاؤں سے چپٹا ہو، کہ اس کو پہن کر آسانی کے ساتھ خوب چل پھر سکیں۔

(3) چمڑے کا ہو یا صرف تلا چمڑے کا اور باقی کسی اور دبیز چیز کا (جس میں پانی رس کر نہ جا سکے)۔ (بلکہ اگر پورا کسی دبیز چیز کا ہے تو فتویٰ اس پر ہے کہ اس پر بھی مسح ہو جائے گا۔ جدالممتار) لہٰذا ہندوستان میں جو عموماً سوتی یا اُونی موزے پہنے جاتے ہیں اُن پر مسح جائز نہیں ان کو اتار کر پاؤں دھونا فرض ہے۔

(4) وُضو کر کے پہنا ہو خواہ پورا وُضو کر کے پہنا یا صرف پاؤں دھو کر پہنا اور بعد میں وُضو پورا کر لیا۔

(5) کوئی موزہ پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر پھٹا نہ ہو یعنی چلنے میں تین اُنگل بدن ظاہر نہ ہوتا ہو۔ (ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الخامس، الفصل الاول، ج1، ص33)

سوال: ایک دفعہ موزے پہننے کے بعد کب تک ان پر مسح کر سکتے ہیں؟

جواب: اس کی مدت مقیم کے لیے ایک دن رات ہے اور مسافر کے واسطے تین دن اور تین راتیں۔ موزہ پہننے کے بعد پہلی مرتبہ جو حدث ہوا اس وقت سے اس کا شمار

مثلاً صبح کے وقت موزہ پہنا اور ظہر کے وقت پہلی بار حدث ہوا تو مقیم دوسرے دن کی ظہر تک مسح کرے اور مسافر چوتھے دن کی ظہر تک۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، ج1، ص33)

سوال: موزوں پر مسح کا طریقہ ہے؟

جواب: موزوں پر مسح کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو تر کرنے کے بعد دہنے ہاتھ کی تین انگلیاں، دہنے پاؤں کی پُشت کے سرے پر اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں پاؤں کی پُشت کے سرے پر رکھ کر پنڈلی کی طرف کم سے کم بقدر تین انگل کے کھینچ لی جائے اور سنّت یہ ہے کہ پنڈلی تک پہنچائے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الخامس، الفصل الاول، ج1، ص34)

سوال: موزوں پر مسح کے فرض کتنے ہیں؟

جواب: مسح میں فرض دو ہیں: (1) ہر موزہ کا مسح ہاتھ کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر ہونا۔ (2) موزے کی پیٹھ پر ہونا۔ (نور الایضاح، باب المسح علی الخفین، ص36)

سوال: مسح کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے؟

جواب: (1) جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے ان سے مسح بھی جاتا رہتا ہے۔

(2) مدت پوری ہوجانے سے مسح جاتا رہتا ہے اور اس صورت میں صرف پاؤں دھولینا کافی ہے پھر سے پورا وضو کرنے کی حاجت نہیں اور بہتر یہ ہے کہ پورا وضو کرلے۔

(3) موزے اتار دینے سے مسح ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ ایک ہی اتارا ہو۔ (4) موزے پہن کر پانی میں چلا کہ ایک پاؤں کا آدھے سے زِیادہ حصہ دُھل گیا یا اور کسی طرح سے موزے میں پانی چلا گیا اور آدھے سے زِیادہ پاؤں دھل گیا تو مسح جاتا رہا۔ (نور الایضاح، ص36)

سوال: جن پر غسل فرض ہو، کیا وہ بھی پاؤں دھونے کے بجائے موزوں پر مسح کرسکتے ہیں؟

جواب: جس پر غُسل فرض ہے وہ مَوزوں پر مسح نہیں کرسکتا۔

(درمختار، باب المسح علی الخفین، ج1، ص266)

غسل کابیان

سوال: غسل میں کتنے فرض ہیں؟

جواب: غسل میں تین فرض ہیں:

(1) **کُلّی کرنا**: یعنی منہ کے ہر پُرزے گوشے ہونٹ سے حَلق کی جڑ تک ہر جگہ پانی بہ جائے۔ اکثر لوگ کہ تھوڑا سا پانی منہ میں لے کر اُگل دینے کو کُلّی کہتے ہیں اگرچہ زبان کی جڑ اور حَلق کے کنارے تک نہ پہنچے یوں غُسل نہ ہوگا، نہ اس طرح نہانے کے بعد نماز جائز بلکہ فرض ہے کہ داڑھوں کے پیچھے، گالوں کی تہہ میں، دانتوں کی جڑ اور کھڑکیوں میں، زبان کی ہر کروٹ میں، حَلق کے کنارے تک پانی بہے۔

(2) **ناک میں پانی ڈالنا**: یعنی دونوں نتھنوں کا جہاں تک نَرم جگہ ہے دھلنا کہ پانی کو سُونگھ کر اوپر چڑھائے، بال برابر جگہ بھی دھلنے سے رہ نہ جائے ورنہ غُسل نہ ہوگا۔ ناک کے اندر رِینٹھ سُوکھ گئی ہے تو اس کا چھُڑانا فرض ہے۔ نیز ناک کے بالوں کا دھونا بھی فرض ہے۔

(3) **تمام ظاہر بدن پر پانی بہہ جانا**: سر کے بالوں سے پاؤں کے تلووں تک جِسم کے ہر پُرزے ہر رُونگٹے پر پانی بہہ جانا۔ (فتاوی رضویہ ملخصاً، ج1، ص439تا445)

سوال: غُسل کا سنت طریقہ کیا ہے؟

جواب: غُسل کا سنت طریقہ درج ذیل ہے:

غُسل کی نیت کر کے پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک تین مرتبہ دھوئے پھر استنجے کی جگہ دھوئے خواہ نَجاست ہو یا نہ ہو پھر بدن پر جہاں کہیں نَجاست ہو اس کو دور کرے پھر نماز کا سا وُضو کرے مگر پاؤں نہ دھوئے، ہاں اگر چوکی یا تختے یا پتھر پر نہائے تو پاؤں بھی دھولے پھر بدن پر تیل کی طرح پانی چُپَڑ لے خصوصاً سردیوں میں پھر تین مرتبہ دہنے مونڈھے پر پانی بہائے پھر بائیں مونڈھے پر تین بار پھر سر پر اور تمام بدن پر تین بار پھر غُسل کی جگہ سے الگ ہو جائے، اگر وُضو کرنے میں پاؤں نہیں دھوئے تھے تو اب دھولے اور نہانے میں

قبلہ رُخ نہ ہو اور تمام بدن پر ہاتھ پھیرے اور ملے اور ایسی جگہ نہائے کہ کوئی نہ دیکھے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ناف سے گھٹنے تک کے اعضا کا سِتر تو ضروری ہے، اور کسی قسم کا کلام نہ کرے۔ نہ کوئی دعا پڑھے۔ بعد نہانے کے رومال سے بدن پونچھ ڈالے تو حرج نہیں۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارہ، الباب الثانی فی الغسل، الفصل الثانی، ج 1، ص 14)

سوال: بہتے پانی میں نہانے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: اگر بہتے پانی مثلاً دریا یا نہر میں نہایا تو تھوڑی دیر اس میں رکنے سے تین بار دھونے اور ترتیب اور وُضو یہ سب سنّتیں ادا ہو گئیں، اس کی بھی ضرورت نہیں کہ اعضا کو تین بار حرکت دے اور تالاب وغیرہ ٹھہرے پانی میں نہایا تو اعضا کو تین بار حرکت دینے یا جگہ بدلنے سے تَثلِیث یعنی تین بار دھونے کی سنّت ادا ہو جائے گی۔ بارش میں کھڑا ہو گیا تو یہ بہتے پانی میں کھڑے ہونے کے حکم میں ہے۔ بہتے پانی میں وُضو کیا تو وہی تھوڑی دیر اس میں عُضْو کو رہنے دینا اور ٹھہرے پانی میں حرکت دینا تین بار دھونے کے قائم مقام ہے۔

(درمختار وردالمحتار، کتاب الطہارۃ، سنن الغسل، ج 1، ص 156)

سوال: کیا غسل اور وضو کے لیے پانی کی مقدار معین ہے؟

جواب: سب کے لیے غُسل یا وُضو میں پانی کی ایک مقدار مُعیّن نہیں، جس طرح عوام میں مشہور ہے محض باطل ہے ایک لمبا چوڑا، دوسرا دبلا پتلا، ایک کے تمام اعضا پر بال، دوسرے کا بدن صاف، ایک گھنی داڑھی والا، دوسرا بے ریش، ایک کے سر پر بڑے بڑے بال، دوسرے کا سر منڈا، وعلیٰ ھذا القیاس سب کے لیے ایک مقدار کیسے ممکن ہے۔

(بہار شریعت، حصہ 2، ص 320)

سوال: غسل واجب ہونے کے اسباب کیا ہیں؟

جواب: غسل واجب ہونے کے درج ذیل اسباب ہیں:

(1) مَنی کا اپنی جگہ سے شَہوت کے ساتھ جدا ہو کر عُضْو سے نکلنا۔

(2) احتلام ہونا۔

(3) حَشفہ یعنی سرِ ذَکر کا عورت کے آگے یا پیچھے یا مرد کے پیچھے داخل ہونا دونوں پر غُسل واجب کرتا ہے، شَہوت کے ساتھ ہو یا بغیر شہوت، انزال ہو یا نہ ہو بشرطیکہ دونوں مکلّف ہوں۔

(4) حَیض سے فارغ ہونا۔

(5) نِفاس کا ختم ہونا۔ (نور الایضاح ملخصاً، فصل فیما یوجب الاغتسال، ص 27)

سوال: غُسل کرنا کب سنت ہے؟

جواب: جمعہ، عید، بقر عید، عرفہ کے دن اور احرام باندھتے وقت غُسل کرنا سنّت ہے۔ (تنویر الابصار و درمختار، ج1، ص168.169)

سوال: غُسل کرنا کب مستحب ہے؟

جواب: درج ذیل صورتوں میں غُسل مستحب ہے:

(1) وقوفِ عرفات کے لیے (2) وقوفِ مزدلفہ کے لیے (3) حاضریٔ حرم کے لیے (4) حاضریٔ سرکارِ اعظم کے لیے (5) طواف کے لیے (6) دُخولِ مِنیٰ کے لیے (7) جَمروں پر کنکریاں مارنے کے لیے تینوں دن (8) شبِ براءت میں (9) شبِ قدر میں (10) عَرفہ کی رات میں (11) مجلسِ میلاد شریف اور دیگر مجالسِ خیر کی حاضری کے لیے (12) مردہ نہلانے کے بعد (13) مجنون کو جنون جانے کے بعد (14) غشی سے افاقہ کے بعد (15) نشہ جاتے رہنے کے بعد (16) گناہ سے توبہ کرنے کے لیے (17) نیا کپڑا پہننے کے لیے (18) سفر سے آنے والے کے لیے (19) استحاضہ کا خون بند ہونے کے بعد (20) نمازِ کسوف و خسوف و اِستِسقاء کے لیے (21) خوف و تاریکی اور سخت آندھی کے لیے (22) بدن پر نجاست لگی اور یہ معلوم نہ ہوا کہ کس جگہ ہے۔

(تنویر الابصار و درمختار، ج1، ص169)

سوال: جس پر چند غُسل ہوں، کیا وہ الگ الگ غُسل کرے گا؟

جواب: جس پر چند غُسل ہوں سب کی نیت سے ایک غُسل کرلیا سب ادا

ہو گئے سب کا ثواب ملے گا۔ (بہارِ شریعت، حصہ 2، ص 325)

سوال: جس پر غسل واجب ہوا سے کیا کرنا چاہیے؟

جواب: جس پر غسل واجب ہے اسے چاہیے کہ نہانے میں تاخیر نہ کرے۔ حدیث میں ہے جس گھر میں جنب ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

(سنن أبي داود، كتاب الطهارة، باب الجنب يؤخر الغسل، ج1، ص 109)

اور اگر اتنی دیر کر چکا کہ نماز کا آخر وقت آ گیا تو اب فوراً نہانا فرض ہے، اب تاخیر کرے گا تو گنہگار ہو گا اور کھانا کھانا یا عورت سے جماع کرنا چاہتا ہے تو وُضو کر لے یا ہاتھ منہ دھولے، کلی کر لے اور اگر ویسے ہی کھا پی لیا تو گناہ نہیں مگر مکروہ ہے اور محتاجی لاتا ہے اور بے نہائے یا بے وُضو کیے جماع کر لیا تو بھی کچھ گناہ نہیں مگر جس کو احتلام ہوا بے نہائے اس کو عورت کے پاس جانا نہ چاہیے۔ (بہارِ شریعت، حصہ 2، ص 325)

سوال: جس پر غسل واجب ہو، اسے کون سے کام کرنا حرام ہیں؟

جواب: جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس کو مسجد میں جانا، طواف کرنا، قرآن مجید چھونا اگرچہ اس کا سادہ حاشیہ یا جلد یا چولی چھوئے یا بے چھوئے دیکھ کر یا زبانی پڑھنا یا کسی آیت کا لکھنا یا آیت کا تعویذ لکھنا یا ایسا تعویذ چھونا یا ایسی انگوٹھی چھونا یا پہننا جیسے مُقطّعات کی انگوٹھی سب حرام ہے۔

(درمختار و ردالمحتار، ج1، ص 172.173 ☆ بہار شریعت، حصہ 2، ص 326)

سوال: قرآن مجید جزدان میں ہو تو جزدان کو ہاتھ لگانا کیسا ہے، اور رومال سے قرآن مجید پکڑنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر قرآنِ عظیم جُزدان میں ہو تو جزدان پر ہاتھ لگانے میں حرج نہیں، یوہیں رومال وغیرہ کسی ایسے کپڑے سے پکڑنا جو نہ اپنا تابع ہو نہ قرآنِ مجید کا تو جائز ہے، کُرتے کی آستین، دوپٹے کی آنچل سے یہاں تک کہ چادر کا ایک کونا اس کے مونڈھے پر ہے دوسرے کونے سے چھونا حرام ہے کہ یہ سب اس کے تابع ہیں جیسے چولی قرآن مجید

کے تابع ہوتی ہے۔ (درمختار ورد المحتار، ج1، ص173 ☆ بہارِ شریعت، حصہ2، ص326)

سوال: جنبی (جس پر غسل واجب ہو)، حائضہ اور بے وضو شخص کے لیے قرآن کے ترجمہ کو چھونے اور پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: قرآن کا ترجمہ فارسی یا اردو یا کسی اور زبان میں ہو اس کے بھی چھونے اور پڑھنے میں قرآنِ مجید ہی کا سا حکم ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ2، ص327)

سوال: جنبی، حائضہ اور بے وضو شخص کے لیے فقہ، تفسیر اور حدیث کی کتابوں کو چھونا کیسا ہے؟

جواب: ان سب کو فقہ وتفسیر وحدیث کی کتابوں کا چھونا مکروہ ہے اور اگر ان کو کسی کپڑے سے چھوا اگرچہ اس کو پہنے یا اوڑھے ہوئے ہو تو حَرَج نہیں مگر مَوضعِ آیت پر ان کتابوں میں بھی ہاتھ رکھنا حرام ہے۔ (درمختار ورد المحتار ملخصاً، ج1، ص176.177)

سوال: جنبی اور حائضہ کو درود شریف، دعائیں پڑھنا اور اذان کا جواب دینا کیسا ہے؟

جواب: درود شریف اور دعاؤں کے پڑھنے میں انھیں حَرَج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ وُضو یا کُلی کر کے پڑھیں۔ ان کو اذان کا جواب دینا بھی جائز ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب السادس، الفصل الرابع، ج1، ص38)

پانی کا بیان

سوال: کس پانی سے وضو اور غسل جائز ہے؟

جواب: بارش، سمندر، دریا، کوئیں، برف، اولے اور چشمے کے پانی سے وضو اور غسل جائز ہے۔ (نور الایضاح، کتاب الطہارۃ، باب المیاہ، ص 13)

سوال: استعمال کے اعتبار سے پانی کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: اس اعتبار سے پانی کی پانچ قسمیں ہیں:

(1) **طاہر مطہر غیر مکروہ**، یہ ماءِ مطلق ہے، جو خود بھی پاک ہے اور پاک کرنے والا بھی ہے یعنی اس سے وضو اور غسل ہو سکتے ہیں، اس کے استعمال میں کراہیت بھی نہیں۔

(2) **طاہر مطہر مکروہ**، جو قلیل (دہ دردہ سے کم) ہو اور اس میں سے بلی نے پی لیا ہو، یہ خود بھی پاک اور پاک کرنے والا بھی ہے یعنی اس سے وضو و غسل ہو جائے گا مگر اس کا استعمال مکروہ ہے۔

(3) **طاہر غیر مطہر**، جو خود پاک ہے مگر پاک کرنے والا نہیں یعنی اس سے وضو اور غسل نہیں ہو سکتا، جیسے ماءِ مستعمل، پھل، پھول اور درخت وغیرہ کا پانی۔

(4) **ماءِ نجس (ناپاک پانی)**، جس میں نجاست گر گئی ہو اگر قلیل ہے تو مطلق طور پر ناپاک ہو جائے گا اور اگر ماءِ کثیر ہے یا جاری پانی ہے تو نجاست کا اثر (رنگ یا بو یا ذائقہ) اس میں آ جائے تو ناپاک ہوگا۔ اس سے وضو و غسل نہیں ہو سکتا۔

(5) **ماءِ مشکوک**، جس سے گدھے یا خچر نے پیا ہو۔ اگر صاف پانی مل جائے تو اس سے وضو و غسل جائز نہیں اور اگر صاف پانی نہ ملے تو اس سے وضو کرنے کے بعد تیمم کرے پھر نماز پڑھے۔ (نور ایضاح، کتاب الطہارۃ، باب المیاہ، ص 13)

سوال: جاری پانی کی کیا تعریف ہے؟

جواب: جاری پانی وہ ہے کہ اس میں تنکا ڈال دیں تو بہا لے جائے۔ یہ خود پاک اور پاک کرنے والا ہے۔ (در مختار و رد المحتار، باب المیاہ، ج 1، ص 187)

سوال: جاری پانی میں نجاست گر جائے تو کب ناپاک ہوگا؟

جواب: جاری پانی نَجاست پڑنے سے ناپاک نہ ہوگا جب تک وہ نجس اس کے رنگ یا بو یا ذائقہ کو نہ بدل دے، اگر نجس چیز سے رنگ یا بو یا مزہ بدل گیا تو ناپاک ہو گیا۔ (درمختار وردالمحتار، باب المیاہ، ج1،ص185)

سوال: ماءِ کثیر اور ماءِ قلیل کی کیا تعریف ہے؟

جواب: جو دَہ دردَہ یا اس سے زیادہ ہو وہ کثیر ہے جو اس سے کم ہو وہ قلیل ہے۔

(نور الایضاح، ص14)

سوال: دَہ دردَہ کی کیا تعریف ہے؟

جواب: دس ہاتھ لمبا، دس ہاتھ چوڑا جو حوض ہو اسے دَہ دردَہ اور بڑا حوض کہتے ہیں۔ یو ہیں بیس ہاتھ لمبا، پانچ ہاتھ چوڑا، یا پچیس ہاتھ لمبا، چار ہاتھ چوڑا، غرض کل لمبائی چوڑائی سو ہاتھ ہو اور اگر گول ہو تو اس کی گولائی تقریباً ساڑھے پینتیس ہاتھ ہو۔ جو اس سے کم ہو وہ تھوڑا پانی ہے اگرچہ اس کی گہرائی کتنی زیادہ کیوں نہ ہو۔

(درمختار وردالمحتار، ج1،ص192.193)

سوال: ماءِ کثیر کب ناپاک ہوگا؟

جواب: اس کے احکام جاری پانی کی طرح ہیں یعنی نجاست پڑنے سے رنگ یا بو یا ذائقہ بدل جائے تو ناپاک ہو جائے گا ورنہ پاک رہے گا۔ (درمختار، ج1،ص190)

سوال: ماءِ مستعمل کون سا پانی ہے؟

جواب: پانی درج ذیل صورتوں میں مستعمل ہو جاتا ہے یعنی وضو اور غسل کے قابل نہیں رہتا:

(1) جو پانی وضو یا غسل کرنے میں بدن سے گرا وہ ماءِ مستعمل ہے۔

(2) یو ہیں اگر بے وضو شخص کا ہاتھ یا انگلی یا پَورا یا ناخن یا بدن کا کوئی ٹکڑا جو وضو میں دھویا جاتا ہو بقصد یا بلا قصد دَہ دردَہ سے کم پانی میں بے دھوئے ہوئے پڑ جائے تو وہ

پانی مستعمل ہو گیا۔

(3) اسی طرح جس شخص پر نہانا فرض ہے اس کے جسم کا کوئی بے دُھلا ہوا حصہ پانی سے چھو جائے تو وہ پانی مستعمل ہو گیا۔ اگر دُھلا ہوا ہاتھ یا بدن کا کوئی حصہ پڑ جائے تو حرج نہیں۔ (فتاوی رضویہ، ج2، ص43)

(4) اگر ہاتھ دھلا ہوا ہے مگر پھر دھونے کی نیت سے ڈالا اور یہ دھونا ثواب کا کام ہو جیسے کھانے کے لیے یا وضو کے لیے تو یہ پانی مستعمل ہو گیا یعنی وُضو اور غسل کے کام کا نہ رہا اور اس کو پینا بھی مکروہ ہے۔ (بہار شریعت، حصہ2، ص333)

سوال: اگر بے غسل یا بے وضو شخص نے مجبوراً پانی میں ہاتھ وغیرہ ڈال دیا تو؟

جواب: اگر ضرورتاً ہاتھ پانی میں ڈالا جیسے پانی بڑے برتن میں ہے کہ اسے جھکا نہیں سکتا، نہ کوئی چھوٹا برتن ہے کہ اس سے نکالے تو ایسی صورت میں بِقدرِ ضرورت ہاتھ پانی میں ڈال کر اس سے پانی نکالے یا کوئیں میں رسّی ڈول گر گیا اور بے گُھسے نہیں نکل سکتا اَور پانی بھی نہیں کہ ہاتھ پاؤں دھو کر گُھسے، تو اس صورت میں اگر پاؤں ڈال کر ڈول رسّی نکالے گا مُستَعمل نہ ہوگا۔ (فتاوی رضویہ، ج2، ص117)

سوال: ماء مستعمل اچھے پانی میں مل جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: مستعمل پانی اگر اچھے پانی میں مل جائے مثلاً وُضو یا غُسل کرتے وقت قطرے لوٹے یا بالٹی میں ٹپکے، تو اگر اچھا پانی زیادہ ہے تو یہ وُضو اور غُسل کے کام کا ہے ورنہ سب بے کار ہو گیا، یعنی جو زیادہ ہے اس کا حکم لگے گا۔

(نور الایضاح، ص14، فتاوی رضویہ، ج2، ص220)

سوال: مستعمل پانی کو وضو و غسل کے قابل کیسے بنایا جا سکتا ہے؟

جواب: پانی میں ہاتھ پڑ گیا یا اَور کسی طرح مستعمل ہو گیا اور یہ چاہیں کہ یہ کام کا ہو جائے تو اچھا پانی اس سے زیادہ اس میں مِلا دیں، نیز اس کا یہ طریقہ بھی ہے کہ اس میں ایک طرف سے پانی ڈالیں کہ دوسری طرف سے بہ جائے سب کام کا ہو جائے گا۔ اس

دوسرے طریقے سے ناپاک پانی کو بھی پاک کر سکتے ہیں۔ (فتاوی رضویہ، ج2، ص220)

سوال: جو پانی دھوپ سے گرم ہو گیا ہو اس سے وضو و غسل کرنا کیسا ہے؟

جواب: جو پانی گرم ملک میں گرم موسم میں سونے چاندی کے سوا کسی اور دھات کے برتن میں دھوپ میں گرم ہو گیا، تو جب تک گرم ہے اس سے وُضو اور غُسل نہ چاہیے، نہ اس کو پینا چاہیے بلکہ بدن کو کسی طرح پہنچانا نہ چاہیے، یہاں تک کہ اگر اس سے کپڑا بھیگ جائے تو جب تک ٹھنڈا نہ ہولے اس کے پہننے سے بچیں کہ اس پانی کے استعمال میں اندیشۂ بَرَص ہے پھر بھی اگر وُضو یا غُسل کر لیا تو ہو جائے گا۔ (فتاوی رضویہ، ج2، ص464)

سوال: نابالغ کے بھرے ہوئے پانی سے وضو و غسل کرنا کیسا ہے؟

جواب: نابالغ کا بھرا ہوا پانی کہ شرعاً اس کی مِلک ہو جائے، اسے پینا یا وُضو یا غُسل یا کسی کام میں لانا اس کے ماں باپ یا جس کا وہ نوکر ہے اس کے سوا کسی کو جائز نہیں اگرچہ وہ اجازت بھی دے دے، اگر وُضو کر لیا تو وُضو ہو جائے گا اور گنہگار ہو گا، یہاں سے مُعلّمین کو سبق لینا چاہیے کہ اکثر وہ نابالغ بچوں سے پانی بھروا کر اپنے کام میں لایا کرتے ہیں، اسی طرح بالغ کا بھرا ہوا بغیر اجازت صرف کرنا بھی حرام ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج2، ص527)

سوال: جس پانی میں نجاست پڑ گئی اس پانی کا کیا کریں؟

جواب: نَجاست نے پانی کا مزہ، بُو، رنگ بدل دیا تو اس کو اپنے استعمال میں لانا بھی ناجائز اور جانوروں کو پلانا بھی، گارے وغیرہ کے کام میں لا سکتے ہیں مگر اس گارے مٹی کو مسجد کی دیوار وغیرہ میں صرف کرنا جائز نہیں۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث، الفصل الثانی، ج1، ص25)

جوٹھے پانی کا بیان

سوال: کسی پانی کو انسان یا کسی جانور نے جوٹھا کر دیا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ماءِ قلیل میں سے کسی انسان یا جانور نے پی لیا ہو تو اس کی چار قسمیں ہیں:

(1) **طاہر مطہر** (پاک اور پاک کرنے والا)، یہ وہ پانی ہے جس میں سے انسان، یا گھوڑے یا کسی حلال جانور نے پیا ہو۔

(2) **نجس**، اس کا استعمال جائز نہیں، یہ وہ پانی ہے جس سے خنزیر، کتے یا کسی بھی درندے جیسا کہ شیر، چیتے وغیرہ نے پیا ہو۔

(3) **مکروہ**، صحیح پانی کے ہوتے ہوئے اس کا استعمال مکروہ ہے، یہ وہ پانی ہے جس سے بلی، چوہے، چھوٹی پھرنے والی اور غلیظ میں منہ ڈالنے والی مرغی اور شکاری پرندے جیسا کہ شکرا، باز وغیرہ نے پیا ہو۔ اچھا پانی ہوتے ہوئے مکروہ پانی سے وضو و غسل مکروہ اور اگر اچھا پانی موجود نہیں تو کوئی حرج نہیں۔

(4) **مشکوک**، یہ وہ پانی ہے جس سے گدھے یا خچر نے پیا ہو، اچھا پانی ہوتے ہوئے مشکوک سے وضو و غسل جائز نہیں اور اگر اچھا پانی نہ ہو تو اسی سے وضو و غسل کر لے اور تیمم بھی اور بہتر یہ ہے کہ وضو پہلے کر لے اور اگر عکس کیا یعنی پہلے تیمم کیا پھر وضو جب بھی حرج نہیں اور اگر وضو کیا اور تیمم نہ کیا یا تیمم کیا اور وضو نہ کیا تو نماز نہ ہوگی۔

(نور الایضاح، فصل فی بیان احکام السؤر، ص 15، 14)

سوال: انسان کا جوٹھا پاک ہے تو کیا جنبی اور حیض و نفاس والی عورت کا جوٹھا بھی پاک ہے؟

جواب: انسان چاہے جنب ہو یا حیض و نفاس والی عورت اس کا جھوٹا پاک ہے۔ اس سے وضو اور غسل جائز ہیں مگر جنبی نے بغیر کلی کیے پانی پیا تو اس جھوٹے پانی سے وضو اور غسل ناجائز ہے کہ وہ مستعمل ہوگیا۔

(بہار شریعت، حصہ 2، ص 343)

سوال: کیا کافر کا جوٹھا بھی پاک ہے؟

جواب: کافر کا جھوٹا بھی پاک ہے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، ج 1، ص 23)

مگر اس سے بچنا چاہیے جیسے تھوک، رینٹھ، کھنکار کہ پاک ہیں مگر ان سے آدمی گھن کرتا ہے اس سے بہت بدتر کافر کے جھوٹے کو سمجھنا چاہیے۔

(بہار شریعت، حصہ 2، ص 341)

سوال: کسی آدمی کے منہ سے خون نکلا، اس نے فوراً پانی پیا تو پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: کسی کے منہ سے اتنا خون نکلا کہ تھوک میں سرخی آ گئی اور اس نے فوراً پانی پیا تو یہ جھوٹا ناپاک ہے اور سرخی جاتی رہنے کے بعد اس پر لازم ہے کہ کُلّی کر کے منہ پاک کرے اور اگر کُلّی نہ کی اور چند بار تھوک کا گزر موضعِ نجاست پر ہوا خواہ نگلنے میں یا تھوکنے میں یہاں تک کہ نجاست کا اثر نہ رہا تو طہارت ہوگئی اسکے بعد اگر پانی پیے گا تو پاک رہے گا اگرچہ ایسی صورت میں تھوک نگلنا سخت ناپاک بات اور گناہ ہے۔

(فتاوی ہندیہ، الباب الثالث فی المیاہ، الفصل الثانی، کتاب الطہارۃ، ج 1، ص 23)

سوال: شرابی کے جوٹھے کا کیا حکم ہے؟

جواب: معاذ اللہ شراب پی کر فوراً پانی پیا تو نجس ہو گیا اور اگر اتنی دیر ٹھہرا کہ شراب کے اجزا تھوک میں مل کر حلق سے اتر گئے تو ناپاک نہیں مگر شرابی اور اس کے جوٹھے سے بچنا ہی چاہیے۔ شراب خوار کی مونچھیں بڑی ہوں کہ شراب مونچھوں میں لگی تو جب تک ان کو پاک نہ کرے جو پانی پیے گا وہ پانی اور برتن دونوں ناپاک ہو جائیں گے۔

(فتاوی ہندیہ، الباب الثالث فی المیاہ، الفصل الثانی، کتاب الطہارۃ، ج 1، ص 23)

سوال: مرد کو غیر عورت اور عورت کو غیر مرد کا جوٹھا پینا کیسا ہے؟

جواب: مرد کو غیر عورت کا اور عورت کو غیر مرد کا جوٹھا اگر معلوم ہو کہ فلانی یا فلاں کا جوٹھا ہے بطورِ لذّت کھانا پینا مکروہ ہے مگر اس کھانے، پانی میں کوئی کراہت نہیں آئی۔

(فتاوی ہندیہ، الباب الثالث فی المیاہ، الفصل الثانی، کتاب الطہارۃ، ج 1، ص 23)

اور اگر معلوم نہ ہو کہ کس کا ہے یا لذت کے طور پر کھایا پیا نہ گیا تو کوئی حرج نہیں بلکہ بعض صورتوں میں بہتر ہے جیسے باشرع عالم یا دیندار پیر کا جوٹھا کہ اسے تبرک جان کر لوگ کھاتے پیتے ہیں۔ (بہار شریعت، حصہ 2، ص 341)

سوال: کتے نے برتن میں منہ ڈالا تو برتن کیسے پاک ہوگا؟

جواب: کُتّے نے برتن میں منہ ڈالا تو اگر وہ چینی یا دھات کا ہے یا مٹی کا روغنی یا استعمالی چکنا تو تین بار دھونے سے پاک ہو جائے گا ورنہ ہر بار سُکھا کر۔ ہاں چینی میں بال ہو یا اور برتن میں دراڑ ہو تو تین بار سُکھا کر پاک ہوگا فقط دھونے سے پاک نہ ہوگا۔

(فتاوی رضویہ، ج4، ص559)

سوال: بلی ہاتھ چاٹنا شروع کر دے تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: اگر کسی کا ہاتھ بلّی نے چاٹنا شروع کیا تو چاہیے کہ فوراً کھینچ لے یوہیں چھوڑ دینا کہ چاٹتی رہے مکروہ ہے اور چاہیے کہ ہاتھ دھو ڈالے بے دھوئے اگر نماز پڑھ لی تو ہو گئی مگر خلافِ اَولیٰ ہوئی۔ (فتاوی ہندیہ، الباب الثالث، کتاب الطہارۃ، ج1، ص24)

سوال: پانی میں رہنے والے جانوروں کے جوٹھے کا کیا حکم ہے؟

جواب: پانی کے رہنے والے جانور کا جوٹھا پاک ہے خواہ ان کی پیدائش پانی میں ہو یا نہیں۔ (فتاوی ہندیہ، الباب الثالث، الفصل الثانی، کتاب الطہارۃ، ج1، ص23)

سوال: کن جانوروں کا پسینہ اور لعاب پاک ہے اور کن کا ناپاک؟

جواب: جن کا جوٹھا ناپاک ہے ان کا پسینہ اور لعاب بھی ناپاک ہے اور جن کا جوٹھا پاک ان کا پسینہ اور لعاب بھی پاک اور جس کا جھوٹا مکروہ اس کا لعاب اور پسینہ بھی مکروہ۔ (فتاویٰ ہندیہ، الباب الثالث فی المیاہ، الفصل الثانی، کتاب الطہارۃ، ج1، ص23)

کنوئیں کا بیان

سوال: کنوئیں سے کل پانی نکالنے کا حکم کب ہوتا ہے؟

جواب: درج ذیل صورتوں میں کنوئیں سے کل پانی نکالا جائے گا:

(1) نجاست گر جائے اگر چہ قلیل مقدار میں ہو جیسا کہ پیشاب یا شراب کا قطرہ۔

(2) خنزیر گر جائے، اگر چہ زندہ نکل آئے، اگر چہ اس کا منہ پانی میں نہ پڑا ہو۔

(3) آدمی، بکری یا کتا یا کوئی بھی ان کے برابر یا ان سے بڑا جانور کنوئیں میں گر کر مر جائے یا مر کر کنوئیں میں گر جائے۔

(4) دموی (خون والا) جانور اگر چہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ مرغی، بلی وغیرہ گر کر مرنے کے بعد پھول یا پھٹ جائے۔ (نورالایضاح، فی تطھیر الآبار، ص15)

سوال: بیس سے تیس ڈول کب نکالے جائیں گے؟

جواب: چوہا، چھچھوندر، چڑیا، چھپکلی، گرگٹ یا ان کے برابر یا ان سے چھوٹا کوئی دموی جانور کنوئیں میں گر کر مر گیا تو بیس (20) سے تیس (30) ڈول تک پانی نکالا جائے گا۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطھارۃ، الباب الثالث فی المیاہ، الفصل الأول، ج1، ص19)

سوال: چالیس سے ساٹھ ڈول کب نکالے جائیں گے؟

جواب: کبوتر، مرغی، بلی یا اس جتنا کوئی بھی جانور گر کر مرے تو چالیس (40) سے ساٹھ (60) ڈول تک پانی نکالا جائے گا۔ (درمختار، فصل فی البئر، ج1، ص216)

سوال: مینگنیاں، گوبر یا لید کنوئیں میں گر جائیں تو کیا حکم ہے؟

جواب: مینگنیاں، گوبر اور لید اگر چہ ناپاک ہیں مگر کنوئیں میں گر جائیں تو بوجہ حرج ان کا قلیل معاف رکھا گیا ہے، پانی کی ناپاکی کا حکم نہ دیا جائے گا۔

(غنیۃ المتملی، فصل فی البئر، ص162)

سوال: اگر ایک سے زیادہ چوہے گر کر مر جائیں تو کیا حکم ہے؟

جواب: دو چوہے گِر کر مر جائیں تو وہی بیس سے تیس ڈول تک نکالا جائے اور تین، چار یا پانچ ہوں تو چالیس سے ساٹھ تک اور چھ ہوں تو کُل پانی نکالا جائے گا۔

(درمختار، ج1، ص217)

سوال: دو بلیاں گِر کر مر جائیں تو کیا حکم ہے؟

جواب: دو بلّیاں مر جائیں تو سارا پانی نکالا جائے۔ (درمختار، ج1، ص217)

سوال: بے وضو یا جنبی (بے غُسل شخص) کنوئیں میں اترے تو کیا حکم ہے؟

جواب: بے وُضو اور جس شخص پر غُسل فرض ہو اگر بلا ضرورت کوئیں میں اتریں اور اُن کے بدن پر نَجاست نہ لگی ہو تو بیس ڈول نکالا جائے اور اگر ڈول نکالنے کے لیے اُترا تو کچھ نہیں۔

(ردالمحتار، فصل فی البئر، ج1، ص213)

سوال: کوئی جانور کنوئیں میں گرا اور زندہ نکل آیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: خنزیر (سوّر) کے سوا اگر اور کوئی جانور کنوئیں میں گرا اور زندہ نکل آیا اور اس کے جِسم میں نَجاست لگی ہونا یقینی معلوم نہ ہو، اور پانی میں اس کا منہ نہ پڑا تو پانی پاک ہے، اس کا استعمال جائز، مگر اِحتیاطاً بیس (20) ڈول نکالنا بہتر ہے اور اگر اس کے بدن پر نَجاست لگی ہونا یقینی معلوم ہو تو کل پانی نکالا جائے اور اگر اس کا منہ پانی میں پڑا تو اس کے لُعاب اور جھوٹے کا جو حکم ہے وہی حکم اس پانی کا ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاہ، الفصل الأول، ج1، ص19)

سوال: جوتا یا گیند کنوئیں میں گر گئی تو کیا حکم ہے؟

جواب: جوتا یا گیند کنوئیں میں گر گئی اور نجس ہونا یقینی ہے کُل پانی نکالا جائے ورنہ بیس (20) ڈول، محض نجس ہونے کا خیال معتبر نہیں۔

(الحدیقۃ الندیۃ، الصنف الثانی من الصنفین، ج2، ص674)

سوال: رسّی اور ڈول کیسے پاک ہوگا؟

جواب: جس کنوئیں کا پانی ناپاک ہو گیا اس میں سے جتنا پانی نکالنے کا حکم ہے

نکال لیا گیا تو اب وہ رسی ڈول جس سے پانی نکالا ہے پاک ہو گیا، دھونے کی ضرورت نہیں۔ (درمختار وردالمحتار، فصل فی البئر، ج1، ص212)

سوال: کل پانی نکالنے سے کیا مراد ہے؟

جواب: کل پانی نکالنے کے یہ معنی ہیں کہ اتنا پانی نکال لیا جائے کہ اب ڈول ڈالیں تو آدھا بھی نہ بھرے، اس کی مٹی نکالنے کی ضرورت نہیں نہ دیوار دھونے کی حاجت، کہ وہ پاک ہو گئی۔ (درمختار، فصل فی البئر، ج1، ص212)

سوال: جتنا پانی نکالنے کا حکم ہے وہ نکالنے کے ساتھ ساتھ گرا ہوا جانور بھی نکالنا پڑے گا؟

جواب: یہ جو حکم دیا گیا ہے کہ اتنا اتنا پانی نکالا جائے اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ چیز جو اس میں گری ہے اس کو اس میں سے نکال لیں پھر اتنا پانی نکالیں، اگر وہ اسی میں پڑی رہی تو کتنا ہی پانی نکالیں، بیکار ہے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاہ، الفصل الأول، ج1، ص19)

سوال: ڈول سے کتنا بڑا ڈول مراد ہے؟

جواب: جس کنوئیں کا ڈول مُعَیَّن ہو تو اسی کا اعتبار ہے اس کے چھوٹے بڑے ہونے کا کچھ لحاظ نہیں اور اگر اس کا کوئی خاص ڈول نہ ہو تو لیا ہو کہ ایک صاع پانی اس میں آجائے۔

سوال: اگر کنوئیں سے مرا ہوا جانور نکلا، اس کے گرنے کا وقت معلوم نہیں، تو کنواں کب سے ناپاک مانا جائے گا؟

جواب: وقت معلوم نہیں تو جس وقت دیکھا گیا اس وقت سے نجس قرار پائے گا۔ اگرچہ پھولا پھٹا ہو اس سے قبل پانی نجس نہیں اور پہلے جو وضو یا غُسل کیا یا کپڑے دھوئے کچھ حرج نہیں تیسیراً اسی پر عمل ہے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاہ، الفصل الأول، ج1، ص20)

تیمم کا بیان

سوال: تیمم کی اجازت کسے ہے؟

جواب: جس کا وُضو نہ ہو یا نہانے کی ضرورت ہو اور پانی پر قدرت نہ ہو تو وُضو وغُسل کی جگہ تیمم کرے۔(فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع، الفصل الأول، ج1، ص28)

سوال: پانی پر قدرت نہ پانے کی صورتیں کون سی ہیں؟

جواب: پانی پر قدرت نہ ہونے کی چند صورتیں ہیں:

(1) ایسی بیماری ہو کہ وُضو یا غُسل سے اس کے زِیادہ ہونے یا دیر میں اچھا ہونے کا صحیح اندیشہ ہو۔

(2) وہاں چاروں طرف ایک ایک میل تک پانی کا پتا نہیں۔

(3) اتنی سردی ہو کہ نہانے سے مرجانے یا بیمار ہونے کا قوی اندیشہ ہو اور لحاف وغیرہ کوئی ایسی چیز اس کے پاس نہیں جسے نہانے کے بعد اوڑھے اور سردی کے ضرر سے بچے، نہ آگ ہے جسے تاپ سکے تو تیمم جائز ہے۔

(4) دشمن کا خوف کہ اگر اس نے دیکھ لیا تو مار ڈالے گا یا مال چھین لے گا یا اس غریب نادار کا قرض خواہ ہے کہ اسے قید کرادے گا یا اس طرف سانپ ہے وہ کاٹ کھائے گا یا شیر ہے کہ پھاڑ کھائے گا یا کوئی بدکار شخص ہے اور یہ عورت یا امرد ہے جس کو اپنی بے آبروئی کا گمان صحیح ہے تو تیمم جائز ہے۔

(5) جنگل میں ڈول رسی نہیں کہ پانی بھرے تو تیمم جائز ہے۔

(6) پیاس کا خوف یعنی اس کے پاس پانی ہے مگر وُضو یا غُسل کے صرف میں لائے تو خود یا دوسرا مسلمان یا اپنا یا اس کا جانور اگرچہ وہ کتا جس کا پالنا جائز ہے، پیاسا رہ جائے گا اور اپنی یا ان میں کسی کی پیاس خواہ فی الحال موجود ہو یا آئندہ اس کا صحیح اندیشہ ہو کہ وہ راہ ایسی ہے کہ دور تک پانی کا پتا نہیں، تو تیمم جائز ہے۔

(7) پانی گراں ہونا یعنی وہاں کے حساب سے جو قیمت ہونی چاہیے اس سے دو

چند (ڈبل) مانگتا ہے تو تیمم جائز ہے اور اگر قیمت میں اتنا فرق نہیں تو تیمم جائز نہیں بشرطیکہ اس کے پاس پانی خریدنے کے لیے حاجتِ ضروریہ سے زائد پیسے موجود ہوں۔

(8) یہ گمان کہ پانی تلاش کرنے میں قافلہ نظروں سے غائب ہو جائے گا یا ریل چھوٹ جائے گی۔

(9) یہ گمان کہ وُضو یا غُسل کرنے میں عیدین کی نماز جاتی رہے گی خواہ یوں کہ امام پڑھ کر فارغ ہو جائے گا یا زوال کا وقت آ جائے گا دونوں صورتوں میں تیمم جائز ہے۔

(10) غیر ولی کو نمازِ جنازہ فوت ہو جانے کا خوف ہو تو تیمم جائز ہے، ولی کو جائز نہیں کہ اس کا لوگ انتظار کریں گے اور لوگ بے اس کی اجازت کے پڑھ بھی لیں تو یہ دوبارہ پڑھ سکتا ہے۔

(فتاوی ہندیہ ملخصاً، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع، الفصل الأول، ج1، ص27تا29)

سوال: یہ معلوم کیسے ہوگا کہ وضو یا غُسل سے بیماری بڑھ جائے گی؟

جواب: اس نے خود آزمایا ہو کہ جب وُضو یا غُسل کرتا ہے تو بیماری بڑھتی ہے یا یوں کہ کسی مسلمان اچھے لائق حکیم نے جو ظاہراً فاسق نہ ہو کہہ دیا ہو کہ پانی نقصان کرے گا۔ محض خیال ہی خیال بیماری بڑھنے کا ہو تو تیمم جائز نہیں۔ یوں ہی کافر یا فاسق یا معمولی طبیب کے کہنے کا اعتبار نہیں۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع، ج1، ص28)

سوال: اگر پانی نہ ملے تو کیا تلاش کرنا ضروری ہے؟ اگر تلاش کیے بغیر تیمم کر کے پڑھ لی تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس کی تین صورتیں ہیں:

(1) اگر یہ گمان ہو کہ ایک میل کے اندر پانی ہوگا تو تلاش کر لینا ضروری ہے۔ بے تلاش کیے تیمم جائز نہیں پھر بغیر تلاش کیے تیمم کر کے نماز پڑھ لی اور تلاش کرنے پر پانی مل گیا تو وُضو کر کے نماز کا اعادہ لازم ہے اور اگر نہ ملا تو ہوگئی۔

(2) اگر غالب گمان یہ ہے کہ میل کے اندر پانی نہیں ہے تو تلاش کرنا ضرور

نہیں پھر اگر تیمم کر کے نماز پڑھ لی اور نہ تلاش کیا نہ کوئی ایسا ہے جس سے پُوچھے اور بعد کو معلوم ہوا کہ پانی یہاں سے قریب ہے تو نماز کا اعادہ نہیں مگر یہ تیمّم اب جاتا رہا اور اگر کوئی وہاں تھا مگر اس نے پوچھا نہیں اور بعد کو معلوم ہوا کہ پانی قریب ہے تو اعادہ چاہیے۔

(3) اور اگر قریب میں پانی ہونے اور نہ ہونے کسی کا گمان نہیں تو تلاش کر لینا مستحب ہے اور بغیر تلاش کیے تیمم کر کے نماز پڑھ لی ہو گئی۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع، الفصل الأول، ج 1، ص 29)

سوال: آبِ زمزم کی موجودگی میں تیمم کر سکتے ہیں؟

جواب: ساتھ میں زم زم شریف ہے جو لوگوں کے لیے تبرکاً لیے جا رہا ہے یا بیمار کو پلانے کے لیے اور اتنا ہے کہ وُضو ہو جائے گا تو تیمّم جائز نہیں۔

(تاتارخانیہ، کتاب الطہارۃ، الفصل الخامس، نوع آخر فی بیان شرائطہم، ج 1، ص 234)

سوال: کیا جنبی شخص تیمّم کر کے مسجد جا سکتا ہے؟

جواب: جس پر نہانا فرض ہے اسے بغیر ضرورت مسجد میں جانے کے لیے تیمم جائز نہیں ہاں اگر مجبوری ہو جیسے ڈول رسّی مسجد میں ہو اور کوئی ایسا نہیں جو لا دے تو تیمم کر کے جائے اور جلد سے جلد لے کر نکل آئے۔ (فتاوی رضویہ، ج 1، ص 791)

سوال: مسجد میں سویا تھا، احتلام ہو گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: مسجد میں سویا تھا اور نہانے کی ضرورت ہو گئی تو آنکھ کھلتے ہی جہاں سویا تھا وہیں فوراً تیمم کر کے نکل آئے تاخیر حرام ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج 3، ص 479)

سوال: اگر وقت تنگ ہو گیا کہ وضو اور غسل کریں گے تو نماز قضا ہو جائے گی تو کیا تیمم کر سکتے ہیں؟

جواب: وقت اتنا تنگ ہو گیا کہ وُضو یا غُسل کرے گا تو نماز قضا ہو جائے گی تو چاہیے کہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے پھر وضو یا غُسل کر کے اعادہ کرنا لازم ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج 3، ص 310)

سوال: اگر کوئی ایسی جگہ ہے، جہاں نہ پانی ہے اور نہ پاک مٹی، تو کیا کرے؟

جواب: اگر کوئی ایسی جگہ ہے کہ نہ پانی ملتا ہے نہ پاک مٹی کہ تیمم کرے تو اسے چاہیے کہ وقت نماز میں نماز کی سی صورت بنائے یعنی تمام حرکات نماز بلا نیت نماز بجالائے۔

(بہار شریعت، حصہ 2، ص 353)

سوال: اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ وضو کرتا ہے تو پیشاب کے قطرے ٹپکتے ہیں اور تیمم کرتا ہے تو نہیں ٹپکتے، تو کیا کرے؟

جواب: کوئی ایسا ہے کہ وضو کرتا تو پیشاب کے قطرے ٹپکتے ہیں اور تیمم کرے تو نہیں تو اسے لازم ہے کہ تیمم کرے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، ج 1، ص 29)

سوال: تیمم کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ تیمم کی نیت سے دونوں ہاتھ کی انگلیاں کشادہ کر کے کسی ایسی چیز پر جو زمین کی قسم سے ہو مار کر لوٹ لیں اور زیادہ گرد لگ جائے تو جھاڑ لیں اور اس سے سارے منہ کا مسح کریں پھر دوسری مرتبہ یوہیں کریں اور دونوں ہاتھوں کا ناخن سے کہنیوں سمیت مسح کریں۔ (ہندیہ، الطہارۃ، الباب الرابع، الفصل الثالث، ج 1، ص 30)

ہاتھوں کے مسح میں بہتر طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے علاوہ چار انگلیوں کا پیٹ داہنے ہاتھ کی پُشت پر رکھے اور انگلیوں کے سروں سے کہنی تک لے جائے اور پھر وہاں سے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے دہنے کے پیٹ کو مس کرتا ہوا گٹے تک لائے اور بائیں انگوٹھے کے پیٹ سے دہنے انگوٹھے کی پشت کا مسح کرے یوہیں داہنے ہاتھ سے بائیں کا مسح کرے اور ایک دم سے پوری ہتھیلی اور انگلیوں سے مسح کرلیا تیمم ہوگیا خواہ کہنی سے انگلیوں کی طرف لایا یا انگلیوں سے کہنی کی طرف لے گیا مگر پہلی صورت میں خلاف سنت ہوا۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الثالث، ج 1، ص 30)

سوال: تیمم میں کتنے فرض ہیں؟

جواب: تیمم میں تین فرض ہیں:

(1) نیت: اگر کسی نے ہاتھ مٹی پر مار کر منہ اور ہاتھوں پر پھیر لیا اور نیت نہ کی تیمم نہ ہوگا۔

(2) سارے منہ پر ہاتھ پھیرنا: اس طرح کہ کوئی حصہ باقی رہ نہ جائے اگر بال برابر بھی کوئی جگہ رہ گئی تیمّم نہ ہوا۔

(3) دونوں ہاتھ کا کُہنیوں سمیت مسح کرنا: اس میں بھی یہ خیال رہے کہ ذرہ برابر باقی نہ رہے ورنہ تیمم نہ ہوگا۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع، ج 1، ص 25.26)

سوال: اگر کوئی ایک ہی مرتبہ مٹی پر ہاتھ مار کر پہلے چہرے کا مسح کرے، پھر اسی سے ہاتھوں کا مسح کرے، تو کیا تیمم ہو جائے گا؟

جواب: ایک ہی مرتبہ ہاتھ مار کر مونھ اور ہاتھوں پر مسح کر لیا تیمّم نہ ہوا۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الاول، ج 1، ص 26)

سوال: تیمّم کی سنتیں بیان کر دیں۔

جواب: تیمّم کی سنتیں درج ذیل ہیں:

(1) بسم اللہ کہنا۔ (2) ہاتھوں کو زمین پر مارنا۔ (3) انگلیاں کھلی ہوئی رکھنا۔ (4) ہاتھوں کو جھاڑ لینا یعنی ایک ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ کو دوسرے ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ پر مارنا نہ اس طرح کہ تالی کی سی آواز نکلے۔ (5) زمین پر ہاتھ مار کر لوٹ دینا۔ (6) پہلے منہ پھر ہاتھ کا مسح کرنا۔ (7) دونوں کا مسح پے در پے ہونا۔ (8) پہلے داہنے ہاتھ پھر بائیں کا مسح کرنا۔ (9) داڑھی کا خلال کرنا (10) انگلیوں کا خلال جب کہ غبار پہنچ گیا ہو اور اگر غبار نہ پہنچا مثلاً پتھر وغیرہ کسی ایسی چیز پر ہاتھ مارا جس پر غبار نہ ہو تو خلال فرض ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارہ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الثالث، ج 1، ص 30)

سوال: کس نیت سے تیمّم کرے تو اس سے نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب: نماز اس تیمّم سے جائز ہوگی جو پاک ہونے کی نیت یا کسی ایسی عبادت مقصودہ کے لیے کیا گیا ہو جو بلا طہارت جائز نہ ہو تو اگر مسجد میں جانے یا نکلنے یا قرآن مجید

چھونے یا اذان و اقامت (یہ سب عبادت مقصودہ نہیں) یا سلام کرنے یا سلام کا جواب دینے یا زیارت قبور یا دفن میت یا بے وُضو نے قرآن مجید پڑھنے (ان سب کے لیے طہارت شرط نہیں) کے لیے تیمّم کیا ہو تو اس سے نماز جائز نہیں بلکہ جس کے لیے کیا گیا اس کے سوا کوئی عبادت بھی جائز نہیں۔ جُنبی نے قرآن مجید پڑھنے کے لیے تیمّم کیا ہو تو اس سے نماز پڑھ سکتا ہے (کیونکہ یہ عبادت مقصودہ ہے اور جُنبی کو بغیر طہارت جائز بھی نہیں)۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الاول، ج1، ص26)

سوال: جس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوں، پانی بھی نہیں، کوئی دوسرا بھی نہیں کہ تیمّم کرا دے تو کیا کرے؟

جواب: جس کے دونوں ہاتھ کٹے ہیں اور کوئی ایسا نہیں جو اسے تیمّم کرا دے تو وہ اپنے ہاتھ اور رخسار جہاں تک ممکن ہو زمین یا دیوار سے مس کرے اور نماز پڑھے مگر وہ ایسی حالت میں امامت نہیں کر سکتا۔ ہاں ان جیسا کوئی اور بھی ہے تو اس کی امامت کر سکتا ہے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الاول، ج1، ص26)

سوال: وُضو اور غُسل کے تیمّم میں کیا فرق ہے؟

جواب: وُضو اور غُسل دونوں کا تیمّم ایک ہی طرح ہے۔ (الجوہرۃ، ص28)

جس پر نہانا فرض ہے اسے یہ ضرور نہیں کہ غُسل اور وُضو دونوں کے لیے دو تیمّم کرے بلکہ ایک ہی میں دونوں کی نیت کرلے دونوں ہو جائیں گے اور اگر صرف غُسل یا وُضو کی نیت کی جب بھی کافی ہے۔ (بہار شریعت، حصہ2، ص354)

سوال: اگر تیمّم صرف تین انگلیوں سے کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر مسح کرنے میں صرف تین انگلیاں کام میں لایا جب بھی ہو گیا اور اگر ایک یا دو سے مسح کیا تیمّم نہ ہوا اگرچہ تمام عُضْو پر ان کو پھیر لیا ہو۔

(بہار شریعت، حصہ2، ص357)

سوال: تیمّم کس چیز سے ہو سکتا ہے؟

جواب: تیمّم اسی چیز سے ہوسکتا ہے جو جنس زمین سے ہو اور جو چیز زمین کی جنس سے نہیں اس سے تیمّم جائز نہیں۔ (خلاصۃ الفتاوی، کتاب الطہارات، التیمم، ج 1، ص 35)

جو چیز آگ سے جل کر نہ راکھ ہوتی ہے نہ پگھلتی ہے نہ نرم ہوتی ہے وہ زمین کی جنس سے ہے اس سے تیمّم جائز ہے۔ ریتا، چونا، سرمہ، ہرتال، گندھک، مردہ سنگ، گیرو، پتھر، زبرجد، فیروزہ، عقیق، زمرد وغیرہ جواہر سے تیمّم جائز ہے اگرچہ ان پر غبار نہ ہو۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الاول، ج 1، ص 26.27)

سوال: کن چیزوں سے تیمّم نہیں ہوسکتا؟

جواب: جو چیز آگ سے جل کر راکھ ہو جاتی ہو جیسے لکڑی، گھاس وغیرہ یا پگھل جاتی یا نرم ہو جاتی ہو جیسے چاندی، سونا، تانبا، پیتل، لوہا وغیرہ دھاتیں وہ زمین کی جنس سے نہیں اس سے تیمّم جائز نہیں۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع، ج 1، ص 26)

سوال: نمک سے تیمّم جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جو نمک پانی سے بنتا ہے اس سے تیمّم جائز نہیں اور جو کان سے نکلتا ہے جیسے سیندھا نمک اس سے جائز ہے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع، ج 1، ص 27)

سوال: تیمّم کے لیے مٹی کا پاک ہونا ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں! جس مٹی سے تیمّم کیا جائے اس کا پاک ہونا ضروری ہے یعنی نہ اس پر کسی نجاست کا اثر ہو نہ یہ ہو کہ محض خشک ہونے سے اثر نجاست جاتا رہا ہو۔ جس چیز پر نجاست گری اور سوکھ گئی اس سے تیمّم نہیں کر سکتے اگرچہ نجاست کا اثر باقی نہ ہو البتہ نماز اس پر پڑھ سکتے ہیں۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع، الفصل الاول، ج 1، ص 26)

سوال: اگر غلہ، گیہوں یا لکڑی، شیشہ وغیرہ پر غبار ہو تو کیا اس سے تیمّم ہو جائے گا؟

جواب: جی ہاں! غلہ، گیہوں، جو وغیرہ اور لکڑی یا گھاس اور شیشہ پر غبار ہو تو اس غبار سے تیمّم جائز ہے جب کہ اتنا ہو کہ ہاتھ میں لگ جاتا ہو ورنہ نہیں۔ اسی طرح

گدے اور دری وغیرہ میں غبار ہے تو اس سے تیمم کرسکتا ہے اگرچہ وہاں مٹی موجود ہو جب کہ غبار اتنا ہو کہ ہاتھ پھیرنے سے انگلیوں کا نشان بن جائے۔ (ہندیہ، طہارہ، ج1، ص27)

سوال: بھیگی مٹی سے تیمم جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بھیگی مٹی سے تیمم جائز ہے جب کہ مٹی غالب ہو۔

(ہندیہ، کتاب طہارہ، الباب الرابع، الفصل الاول، ج1، ص27)

سوال: مسافر ایسی جگہ ہے جہاں ہر طرف کیچڑ ہی کیچڑ ہے، تو کیا کرے؟

جواب: مسافر ایسی جگہ ہے جہاں ہر طرف کیچڑ ہی کیچڑ ہے اور پانی نہیں پاتا کہ وضو یا غسل کرے اور کپڑے میں بھی غبار نہیں تو اسے چاہیے کہ کپڑا کیچڑ میں سان کر سکھا لے اور اس سے تیمم کرے اور اگر وقت جاتا ہو تو مجبوری کو کیچڑ ہی سے تیمم کرلے جب کہ مٹی غالب ہو۔ (ہندیہ، کتاب طہارہ، الباب الرابع، الفصل الاول، ج1، ص27)

سوال: جس جگہ سے ایک نے تیمم کیا، وہاں سے دوسرا بھی کرسکتا ہے؟

جواب: جی ہاں! جس جگہ سے ایک نے تیمم کیا دوسرا بھی کرسکتا ہے۔

(منیۃ المصلی، بیان التیمم وطہارۃ الأرض، ص58)

سوال: مسجد کی دیوار یا زمین سے تیمم کرسکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! کرسکتے ہیں، یہ جو مشہور ہے کہ مسجد کی دیوار یا زمین سے تیمم ناجائز یا مکروہ ہے غلط ہے۔ (منیۃ المصلی، بیان التیمم وطہارۃ الأرض، ص58)

سوال: تیمم کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے؟

جواب: جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے یا غسل واجب ہوتا ہے ان سے تیمم بھی جاتا رہے گا اور علاوہ ان کے پانی پر قادر ہونے سے بھی تیمم ٹوٹ جائے گا۔

(ہندیہ، کتاب طہارہ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الثانی، ج1، ص29)

کتاب الصلوۃ

مامورات ومنہیات

سوال: مامورات اور منہیات سے کیا مراد ہے؟ اور یہ کتنے ہیں؟

جواب: مامورات سے مراد جن کے کرنے حکم دیا گیا ہے اور یہ پانچ ہیں اور منہیات سے مراد جن سے منع کیا گیا ہے، اور یہ بھی پانچ ہے اور ایک مباح خالص ہے جس کا نہ حکم دیا گیا ہے اور نہ منع کیا گیا ہے، کل گیارہ ہیں۔

سوال: مامورات کون کون سے ہیں؟

جواب: مامورات درج ذیل ہیں: فرض، واجب، سنت مؤکدہ، سنتِ غیر مؤکدہ، مستحب۔

سوال: منہیات کون کون سے ہیں؟

جواب: حرام، مکروہ تحریمی، اساءت، مکروہ تنزیہی، خلاف اولیٰ۔

سوال: فرض اعتقادی کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو دلیلِ قطعی سے ثابت ہو یعنی ایسی دلیل سے جس میں کوئی شبہہ نہ ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

(1) اس کی فرضیت ضروریاتِ دین میں سے ہو یعنی اس کی فرضیت دین اسلام کا عام خاص پر روشن واضح مسئلہ ہو جب تو اس کے منکر کے کفر پر اجماعِ قطعی ہے ایسا کہ جو اس منکر کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔

(2) اس کی فرضیت ضروریاتِ دین میں سے نہ ہو، اس کا انکار کرنے والا ائمہ حنفیہ کے نزدیک کافر ہے۔

بہر حال جو کسی فرضِ اعتقادی کو بلا عذرِ صحیح شرعی قصداً ایک بار بھی چھوڑے فاسق ومرتکب کبیرہ ومستحق عذاب نار ہے جیسے نماز، رکوع، سجود۔

سوال: واجب اعتقادی کسے کہتے ہیں؟

جواب: جس کی ضرورت دلیل ظنی سے ثابت ہو۔اس کی دو قسمیں ہیں:(1)فرضِ عملی (2)واجب عملی

فرضِ عملی: یہ وہ ہے جس کا ثبوت تو ایسا قطعی نہ ہو مگر نظرِ مجتہد میں بحکمِ دلائل شرعیہ جزم (یقین) ہے کہ بے اس کے کیے آدمی بری الذمہ نہ ہوگا یہاں تک کہ اگر وہ کسی عبادت کے اندر فرض ہے تو وہ عبادت بے اس کے باطل و کالعدم ہوگی۔اس کا بے وجہ انکار فسق و گمراہی ہے،ہاں اگر کوئی شخص کہ دلائلِ شرعیہ میں نظر کا اہل ہے دلیلِ شرعی سے اس کا انکار کرے تو کر سکتا ہے۔جیسے ائمہ مجتہدین کے اختلافات کہ ایک امام کسی چیز کو فرض کہتے ہیں اور دوسرے نہیں مثلاً حنفیہ کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح وضو میں فرض ہے اور شافعیہ کے نزدیک ایک بال کا اور مالکیہ کے نزدیک پورے سر کا۔اس فرضِ عملی میں ہر شخص اُسی کی پیروی کرے جس کا مقلّد ہے اپنے امام کے خلاف بلا ضرورتِ شرعی دوسرے کی پیروی جائز نہیں۔

واجبِ عملی: وہ واجب اعتقادی ہے کہ بے اس کے کیے بھی بری الذمہ ہونے کا احتمال ہو مگر غالب ظن اس کی ضرورت پر ہے اور اگر کسی عبادت میں اس کا بجالانا درکار ہو تو عبادت بے اس کے ناقص رہے مگر ادا ہو جائے۔مجتہد دلیلِ شرعی سے واجب کا انکار کر سکتا ہے۔

کسی واجب کا ایک بار بھی قصداً چھوڑنا گناہِ صغیرہ ہے اور چند بار ترک کرنا کبیرہ۔

سوال: سنت مؤکدہ کیا ہے؟

جواب: وہ جس کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو،البتہ بیانِ جواز کے واسطے کبھی ترک بھی فرمایا ہو یا وہ کہ اس کے کرنے کی تاکید فرمائی ہو مگر جانبِ ترک بالکل مسدود نہ فرما دی ہو،اس کا ترک اساءت اور کرنا ثواب اور نادراً ترک پر عتاب اور اس کی عادت پر استحقاقِ عذاب۔

سوال: سنت غیر مؤکدہ کیا ہے؟

جواب: وہ کہ نظرِ شرع میں ایسی مطلوب ہو کہ اس کے ترک کو ناپسند رکھے مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید عذاب فرمائے عام ازیں کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس پر مداومت فرمائی یا نہیں، اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا اگر چہ عادۃً ہو موجبِ عتاب نہیں۔

سوال: مستحب کسے کہتے ہیں؟

جواب: وہ کہ نظرِ شرع میں پسند ہو مگر ترک پر کچھ ناپسندی نہ ہو، خواہ خود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اسے کیا یا اس کی ترغیب دی یا علمائے کرام نے پسند فرمایا اگر چہ احادیث میں اس کا ذکر نہ آیا۔ اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنے پر مطلقاً کچھ نہیں۔

سوال: حرام قطعی کیا ہے؟

جواب: یہ فرض کا مُقابل ہے، اس کا ایک بار بھی قصداً کرنا گناہِ کبیرہ و فِسق ہے اور بچنا فرض و ثواب۔

سوال: مکروہ تحریمی کسے کہتے ہیں؟

جواب: یہ واجب کا مقابل ہے اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گنہگار ہوتا ہے اگر چہ اس کا گناہ حرام سے کم ہے اور چند بار اس کا ارتکاب کبیرہ ہے۔

سوال: اساءت سے کیا مراد ہے؟

جواب: جس کا کرنا بُرا ہو اور نادراً کرنے والا مستحقِ عتاب اور اِلتزامِ فعل پر استحقاقِ عذاب۔ یہ سنّتِ مؤکدہ کے مقابل ہے۔

سوال: مکروہِ تنزیہی کسے کہتے ہیں؟

جواب: جس کا کرنا شرع کو پسند نہیں مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعیدِ عذاب فرمائے۔ یہ سنّتِ غیر مؤکدہ کے مقابل ہے۔

سوال: خلافِ اولٰی سے کیا مراد ہے؟

جواب: وہ جس کا نہ کرنا بہتر تھا، کیا تو کچھ مضائقہ و عتاب نہیں، یہ مستحب کا مقابل ہے۔

سوال: مباحِ خالص کی تعریف کیا ہے؟

جواب: مُباحِ خالص وہ ہے جس کا کرنا اور نہ کرنا یکساں ہو۔

(ملخص از بہارِ شریعت، حصہ2، ص282تا284)

اذان و اقامت کا بیان

سوال: اذان کیا ہے؟

جواب: اَذان عرفِ شرع میں ایک خاص قسم کا اعلان ہے۔، جس کے لیے الفاظ مقرر ہیں، الفاظِ اَذان یہ ہیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ (ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الثانی، ج1، ص55)

سوال: تمام اوقات کی اذان کے لیے یہی کلمات ہیں؟

جواب: صبح کی اَذان میں فلاح کے بعد "اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کہنا مستحب ہے۔ (مختصر القدوری، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ص158)

سوال: نمازِ پنجگانہ کے لیے اذان دینے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہر دن کی پانچ نمازیں (جمعہ بھی ان میں شامل ہے) جب جماعتِ مستحبہ کے ساتھ مسجد میں وقت پر ادا کی جائیں تو ان کے لیے اَذان سنّت مؤکدہ ہے اور اس کا حکم مثل واجب ہے کہ اگر اذان نہ کہی تو وہاں کے سب لوگ گنہگار رہوں گے، یہاں تک کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر کسی شہر کے سب لوگ اَذان ترک کر دیں، تو میں ان سے قِتال کروں گا اور اگر ایک شخص چھوڑ دے تو اسے ماروں گا اور قید کروں گا۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الثانی، ج1، ص53)

سوال: مسجد میں اذان اور اقامت کے بغیر جماعت سے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: مسجد میں بلا اَذان و اِقامت جماعت سے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الثانی، ج1، ص54)

سوال: اگر نماز کا وقت شروع ہونے سے پہلے اذان دے دی تو کیا حکم ہے؟

جواب: وقت ہونے کے بعد اَذان کہی جائے، قبل از وقت کہی گئی یا وقت ہونے سے پہلے شروع ہوئی اور اَثنائے اَذان میں وقت آ گیا، تو اعادہ کیا جائے۔

(الهداية، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج1، ص45)

سوال: کیا فرائض کے علاوہ باقی نمازوں کے لئے بھی اذان ہے؟

جواب: فرائض کے سوا باقی نمازوں مثلاً وتر، جنازہ، عیدین، نذر، سنن، تراویح، استسقا، چاشت، کسوف، خسوف، نوافل میں اَذان نہیں۔

(الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج1، ص53)

سوال: کن مواقع پر اذان دینا مستحب ہے؟

جواب: درج ذیل مواقع پر اذان دینا مستحب ہے:

(1) وقت ولادت بچّے کے کان میں (2) مغموم کے کان میں (3) مرگی والے کے کان میں (4) غضب ناک کے کان میں (5) بد مزاج آدمی یا جانور کے کان میں (6) لڑائی کی شدّت کے وقت (7) آتش زدگی کے وقت (8) میت کو دفن کرنے کے بعد (9) جن کی سرکشی کے وقت (10) مسافر کے پیچھے (11) جنگل میں جب راستہ بھول جائے اور کوئی بتانے والا نہ ہو (12) وبا کے زمانے میں۔

(ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في المواضع التي يندب إلخ، ج2، ص62☆فتاوی رضویہ، ج5، ص370)

سوال: عورتوں کا اذان و اقامت کہنا کیسا ہے؟

جواب: عورتوں کو اَذان و اِقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے، کہیں گی گناہ گار ہوں گی اور اعادہ کیا جائے گا۔ (ہندیہ، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج1، ص54)

سوال: کن کی اذان مکروہ ہے؟

جواب: درج ذیل اشخاص کی اذان مکروہ ہے:

(1) خنثیٰ (2) فاسق اگرچہ عالم ہی ہو (3) نشہ والا (4) پاگل (5) ناسمجھ بچہ

(6)جنبی،ان سب کی اَذان کا اعادہ کیا جائے۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج2، ص75)

سوال: سمجھ دار بچہ،غلام،اندھے،ولد الزنا اور بے وضو کی اذان کا کیا حکم ہے؟

جواب : سمجھ دار بچہ،غلام،اندھے،ولد الزنا اور بے وضو کی اَذان صحیح ہے۔مگر بے وضو اَذان کہنا مکروہ و ناپسندیدہ ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج2، ص73☆مراقی الفلاح، کتاب الصلوۃ، ص46)

سوال: مؤذن کیسا ہونا چاہیے؟

جواب : مستحب یہ ہے کہ مؤذن مرد، عاقل،صالح، پرہیزگار،عالم بالسنۃ ذی وجاہت،لوگوں کے احوال کا نگراں اور جو جماعت سے رہ جانے والے ہوں، ان کو زجر کرنے والا ہو،اَذان پر ہمیشگی کرتا ہو اور ثواب کے لیے اَذان کہتا ہو یعنی اَذان پر اجرت نہ لیتا ہو۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الثانی، ج1، ص53)

سوال :اگر اذان کے دوران مؤذن مر گیا یا کسی اور وجہ سے اذان مکمل نہ ہو سکی تو کیا کریں؟

جواب :اگر اَذان کے دوران مؤذن مر گیا یا اسکی زبان بند ہو گئی یا رُک گیا اور کوئی بتانے والا نہیں یا اس کا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے چلا گیا یا بے ہوش ہو گیا،تو ان سب صورتوں میں سرے سے اَذان کہی جائے،وہی کہے،خواہ دوسرا۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج2، ص75)

سوال: بیٹھ کر اذان کہنا کیسا ہے؟

جواب: بیٹھ کر اَذان کہنا مکروہ ہے،اگر کہی اعادہ کرے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الثانی، ج1، ص54)

سوال:اذان کس طرف رخ کر کے دینی چاہیے؟

جواب :اَذان قبلہ رو کہے اور اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے،اُس کا اعادہ کیا

جائے۔ (الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج1، ص54)

سوال: دورانِ اذان بات چیت کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اَثنائے اَذان میں بات چیت کرنا منع ہے، اگر کلام کیا، تو پھر سے اَذان کہے۔ (صغيري شرح منية المصلي، سنن الصلاة، فصل في السنن، ص196)

سوال: اذان میں لحن کرنا کیسا ہے؟

جواب: کلماتِ اَذان میں لحن حرام ہے، مثلاً اللہ یا اکبر کے ہمزہ کو مد کے ساتھ آللہ یا آکبر پڑھنا، یو ہیں اکبر میں باء کے بعد الف بڑھانا حرام ہے۔ یو ہیں کلمات اَذان کو قواعد موسیقی پر گانا بھی لحن و نا جائز ہے۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج1، ص56)

سوال: مسجد میں اذان دینے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مسجد میں اَذان کہنا مکروہ ہے، لہٰذا مسجد سے باہر اذان دی جائے۔

(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب الأذان، ص197)

سوال: کلماتِ اذان ٹھہر ٹھہر کر پڑھے یا جلدی جلدی؟

جواب: اَذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر کہے، اللہ اکبر اللہ اکبر دونوں مل کر ایک کلمہ ہیں، دونوں کے بعد سکتہ کرے، درمیان میں نہیں اور سکتہ کی مقدار یہ ہے کہ جواب دینے والا، جواب دے لے اور سکتہ کا ترک مکروہ ہے اور ایسی اَذان کا اعادہ مستحب ہے۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج1، ص56)

سوال: اذان میں حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہتے وقت کیا کرے؟

جواب: حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ دائیں طرف منہ کرکے کہے اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ بائیں جانب اگرچہ اَذان نماز کے لیے نہ ہو مثلاً بچے کے کان میں یا اور کسی لیے کہی، اور یہ پھیرنا فقط منہ کا ہے، سارے بدن سے نہ پھرے۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج2، ص66)

سوال:اذان کہتے ہوئے کانوں کے سوراخوں میں انگلیاں ڈالنا کیسا ہے؟

جواب:اَذان کہتے وقت کانوں کے سوراخ میں انگلیاں ڈالے رہنا مستحب ہے اور اگر دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ لیے تو بھی اچھا ہے۔

(در مختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج2، ص67)

اور اوّل احسن ہے کہ ارشاد حدیث کے مطابق ہے اور بلندی آواز میں زیادہ معین۔ کان جب بند ہوتے ہیں آدمی سمجھتا ہے کہ ابھی آواز پوری نہ ہوئی، زیادہ بلند کرتا ہے۔

(بہار شریعت، حصہ3، ص470)

سوال:اذان وقامت میں کیا فرق ہے؟

جواب:اِقامت مثل اَذان ہے یعنی احکام مذکورہ اس کے لیے بھی ہیں صرف بعض باتوں میں فرق ہے، اس میں فلاح کے بعد قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ دوبار کہیں، اس میں بھی آواز بلند ہو، مگر نہ اَذان کی مثل، بلکہ اتنی کہ حاضرین تک آواز پہنچ جائے، اس کے کلمات جلد جلد کہیں، درمیان میں سکتہ نہ کریں، نہ کانوں پر ہاتھ رکھنا ہے، نہ کانوں میں انگلیاں رکھنا اور صبح کی اِقامت میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم نہیں، اِقامت مسجد سے باہر ہونا سنت نہیں، اگر امام نے اِقامت کہی، تو قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے وقت آگے بڑھ کر مصلّٰی پر چلا جائے۔

(در مختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج2، ص67)

سوال:اذان سنتِ مؤکدہ ہے، کیا اقامت بھی سنت مؤکدہ ہے؟

جواب:جی ہاں! بلکہ اِقامت کی سنّیت، اَذان کی بہ نسبت زیادہ مؤکد ہے۔

(در مختار، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج2، ص67)

سوال:اقامت کہنا کس کا حق ہے؟

جواب:جس نے اَذان کہی، اگر موجود نہیں، تو جو چاہے اِقامت کہہ لے اور بہتر امام ہے اور مؤذن موجود ہے، تو اس کی اجازت سے دوسرا کہہ سکتا ہے کہ یہ اسی کا حق

ہے اور اگر بے اجازت کہی اور مؤذن کو ناگوار ہو، تو مکروہ ہے۔

(الفتاوی الھندیة، کتاب الصلاة، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الثانی، ج 1، ص 54)

سوال : اقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اقامت کھڑے کھڑے سنے یا بیٹھ کر؟

جواب : اِقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہوکر انتظار کرنا مکروہ ہے، بلکہ بیٹھ جائے جب مکبر حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر پہنچے اس وقت کھڑا ہو۔ یوہیں جو لوگ مسجد میں موجود ہیں، وہ بھی بیٹھے رہیں، اس وقت اٹھیں، جب مکبّر حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر پہنچے، یہی حکم امام کے لیے ہے۔

(الفتاوی الھندیة، کتاب الصلاة، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الثانی، ج 1، ص 57)

آج کل اکثر جگہ رواج پڑ گیا ہے کہ وقت اِقامت سب لوگ کھڑے رہتے ہیں بلکہ اکثر جگہ تو یہاں تک ہے کہ جب تک امام مُصلّے پر کھڑا نہ ہو، اس وقت تک تکبیر نہیں کہی جاتی، یہ خلاف سنت ہے۔ (بہار شریعت، حصہ 3، ص 471)

سوال : مسافر کسی جگہ نماز کے لیے رکا، اس کے لیے اذان و اقامت کا کیا حکم ہے؟

جواب : مسافِر نے اَذان و اِقامت دونوں نہ کہی یا اِقامت نہ کہی، تو مکروہ ہے اور اگر صرف اِقامت پر اِکتفا کیا، تو کراہت نہیں، مگر اَولیٰ یہ ہے کہ اَذان بھی کہے، اگرچہ تنہا ہو یا اس کے سب ہمراہی وہیں موجود ہوں۔

(در مختار و رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الأذان، ج 2، ص 67)

سوال : جب اذان ہو تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب : جب اَذان ہو، تو اتنی دیر کے لیے سلام کلام اور جواب سلام، تمام اشغال موقوف کر دے، یہاں تک کہ قرآن مجید کی تلاوت میں اَذان کی آواز آئے، تو تلاوت موقوف کر دے اور اَذان کو غور سے سُنے اور جواب دے۔ یوہیں اِقامت میں۔ جو

اَذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے، اس پر معاذ اللہ خاتمہ برا ہونے کا خوف ہے۔ راستہ چل رہا تھا کہ اَذان کی آواز آئی تو اتنی دیر کھڑا ہو جائے سُنے اور جواب دے۔

(الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج1، ص57)

سوال: اذان کے وقت خاموش رہے یا کچھ پڑھے؟

جواب: جب اَذان سُنے، تو جواب دینے کا حکم ہے، یعنی مؤذن جو کلمہ کہے، اس کے بعد سُننے والا بھی وہی کلمہ کہے، مگر حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ کہے۔

(الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج1، ص57)

سوال: جب مؤذن "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ الله" کہے تو اس وقت کیا کرنا چاہیے؟

جواب: جب مؤذن اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ کہے، تو سُننے والا درود شریف پڑھے اور مستحب ہے کہ انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگالے اور کہے قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ۔

(ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج2، ص84)

سوال: اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْم کے جواب میں کیا کہے؟

جواب: اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْم کے جواب میں صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ وَبِالْحَقِّ نَطَقْتَ کہے۔

(در مختار و ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج2، ص83)

سوال: اقامت کے جواب کا کیا حکم ہے؟

جواب: اِقامت کا جواب مستحب ہے، اس کا جواب بھی اسی طرح ہے۔ فرق اتنا ہے کہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوة کے جواب میں اَقَامَهَا اللهُ وَ اَدَامَهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ کہے۔

(الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج1، ص57)

سوال: اگر چند اذانیں سنے تو کیا کرے؟

جواب: اگر چند اذانیں سُنے، تو اس پر پہلی ہی کا جواب ہے اور بہتر یہ ہے کہ سب کا جواب دے۔ (در مختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج2، ص82)

سوال: کیا نماز کی اذان کے علاوہ اور اذانوں کا جواب بھی دیا جائے گا؟

جواب: جی ہاں! اَذانِ نماز کے علاوہ اور اَذانوں کا بھی جواب دیا جائے گا، جیسے بچہ پیدا ہوتے وقت کی اَذان۔ (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج2، ص82)

سوال: خطبہ کی اذان کا جواب مقتدیوں کو دینا چاہیے؟

جواب: خطبہ کی اَذان کا جواب زبان سے دینے کی اجازت نہیں۔

(در مختار، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج2، ص87)

سوال: اذان و اقامت میں وقفہ کرنا کیسا ہے اور کتنا وقفہ کرنا چاہیے؟

جواب: اَذان و اِقامت کے درمیان وقفہ کرنا سنت ہے۔ اَذان کہتے ہی اِقامت کہہ دینا مکروہ ہے، مگر مغرب میں وقفہ، تین چھوٹی آیتوں یا ایک بڑی کے برابر ہو، باقی نمازوں میں اَذان و اِقامت کے درمیان اتنی دیر تک ٹھہرے کہ جو لوگ پابند جماعت ہیں آ جائیں، مگر اتنا انتظار نہ کیا جائے کہ وقت کراہت آ جائے۔

(الفتاوی الهندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الثانی، ج1، ص57)

سوال: اذان پر اجرت لینا کیسا ہے؟

جواب: متقدمین نے اَذان پر اجرت لینے کو حرام بتایا، مگر متاخرین نے جب لوگوں میں سستی دیکھی، تو اجازت دی اور اب اسی پر فتویٰ ہے، مگر اَذان کہنے پر احادیث میں جو ثواب ارشاد ہوئے، وہ انھیں کے لیے ہیں جو اجرت نہیں لیتے۔ خالصاً للہ عزوجل اس خدمت کو انجام دیتے ہیں، ہاں اگر لوگ بطورِ خود مؤذن کو صاحب حاجت سمجھ کر دے دیں، تو یہ بالاتفاق جائز بلکہ بہتر ہے اور یہ اُجرت نہیں۔ (غنیۃ المتملی، سنن الصلاۃ، ص381)

نماز کی شرائط اور فرائض

سوال: شرط کسے کہتے ہیں؟

جواب: جس کے وجود پر کوئی شے موقوف ہو اور وہ شے کی ماہیت (حقیقت) سے خارج ہو۔ (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص81)

سوال: فرض سے کیا مراد ہے؟

جواب: فرض وہ ہے جو کسی چیز کی ماہیت (حقیقت) میں شامل ہو۔ اسے رکن بھی کہتے ہیں۔ (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص81)

سوال: فرض اور شرط میں فرق کیا ہے؟

جواب: کسی شے کے شرط اور فرض دونوں اس کے لیے ضروری ہوتے ہیں، فرق یہ ہے کہ شرط شے سے باہر ہوتی ہے اور فرض اندر۔ (مراقی الفلاح، ص81)

سوال: صحتِ نماز کی کتنی شرائط ہیں اور کون کون سی ہیں؟

جواب: صحت نماز کی چھ شرطیں ہیں: (1) طہارت (2) سترِ عورت (3) استقبالِ قبلہ (4) وقت (5) نیت (6) تکبیرِ تحریمہ۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج2، ص89)

سوال: نماز میں کتنی چیزیں فرض ہیں؟

جواب: سات چیزیں نماز میں فرض ہیں: (1) تکبیرِ تحریمہ (2) قیام (3) قراءت (4) رکوع (5) سجدہ (6) قعدہ اخیرہ (7) خروج بصنعہ۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج2، ص158تا170)

سوال: تکبیرِ تحریمہ کو شرائط و فرائض دونوں میں شمار کیا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: حقیقۃً یہ شرائطِ نماز میں سے ہے مگر چونکہ افعالِ نماز سے اس کو بہت زیادہ اتصال ہے، اس وجہ سے فرائضِ نماز میں بھی اس کا شمار کیا جاتا ہے۔

(بہار شریعت، حصہ 3، ص507)

طہارت کا بیان

سوال: نماز میں طہارت شرط ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: طہارت سے مراد نمازی کے بدن کا نجاست حکمیہ اور حقیقیہ قدرِ مانع سے پاک ہونا نیز اس کے کپڑے اور اس جگہ کا جس پر نماز پڑھے نجاست حقیقیہ قدرِ مانع سے پاک ہونا ہے۔ (شرح الوقایۃ، کتاب الصلوۃ، باب شروط الصلوۃ، ج1، ص156)

سوال: شرطِ نماز کس قدر نجاست سے پاک ہونا ہے؟

جواب: شرطِ نماز اس قدر نجاست سے پاک ہونا ہے کہ بغیر پاک کیے نماز ہوگی ہی نہیں، مثلاً نجاست غلیظہ درہم سے زائد اور خفیفہ کپڑے یا بدن کے اس حصہ کی چوتھائی سے زیادہ جس میں لگی ہو، اس کا نام قدر مانع ہے اور نجاست غلیظہ ایک درہم کے برابر ہے تو زائل کرنا واجب اور اگر اس سے کم ہے تو اس کا زائل کرنا سنت ہے۔

(بہار شریعت،حصہ 3،ص476)

سوال: نماز کی جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے، اس سے کون سی جگہ مراد ہے؟

جواب: نماز کی جگہ میں ہاتھ، پاؤں، پیشانی اور ناک رکھنے کی جگہ کا نماز پڑھنے میں پاک ہونا ضروری ہے، باقی جگہ اگر نَجاست ہو نماز میں حَرج نہیں، ہاں نماز میں نُجاست کے قرب سے بچنا چاہیے۔ (بہار شریعت،حصہ 3،ص404)

سوال: لکڑی کے تختہ کا ایک رخ ناپاک ہے، کیا دوسرے رخ پر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: لکڑی کا تختہ ایک رُخ سے نجس ہوگیا تو اگر اتنا موٹا ہے کہ موٹائی میں چر سکے، تو لوٹ کر اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

(غنیۃ المتملی، شرائط الصلاۃ، الشرط الثانی، ص202)

سوال: کپڑے کے ایک طرف نجاست لگی ہو تو کیا دوسری طرف الٹ کر اس کے اوپر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

جواب : کسی کپڑے میں نَجاست لگی اور وہ نَجاست اسی طرف رہ گئی، دوسری جانب اس نے اثر نہیں کیا تو اس کو لوٹ کر دوسری طرف جدھر نَجاست نہیں لگی ہے نماز نہیں پڑھ سکتے اگر چہ کتنا ہی موٹا ہو مگر جب کہ وہ نَجاست مَواضِعِ سجود سے الگ ہو۔

(غنیة المتملی، شرائط الصلاة، الشرط الثانی، ص202)

سوال: مذکورہ صورت میں اگر کپڑا دو تہہ والا ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب : جو کپڑا دو تہہ کا ہو اگر اس کی ایک تہہ نجس ہو جائے تو اگر دونوں ملا کر سی لیے گئے ہوں، تو دوسری تہ پر نماز جائز نہیں اور اگر سلے نہ ہوں تو جائز ہے۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلوة، باب مایفسد الصلوة ومایکرہ فیھا، مطلب فی التشبہ باھل الکتاب، ج2، ص467)

سوال : جو زمین گوبر سے لیسی گئی ہو، اور سوکھ گئی ہو تو اس پر نماز جائز ہے یا نہیں؟ کیا اس پر کپڑا اچھا کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

جواب : جو زمین گوبر سے لیسی گئی اگر چہ سُوکھ گئی ہو اس پر نماز جائز نہیں، ہاں اگر وہ سُوکھ گئی اور اس پر کوئی موٹا کپڑا اچھا لیا، تو اس کپڑے پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

(بہار شریعت، حصہ 3، ص404)

سترِ عورت

سوال: نماز میں سترِ عورت شرط ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: سترِ عورت سے مراد بدن کا وہ حصہ چھپانا جس کو چھپانا فرض ہے۔

(بہار شریعت، حصہ 3، ص478)

سوال: مرد کی عورت (چھپانے کی جگہ) کیا ہے؟

جواب: مرد کے لیے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک عورت ہے، یعنی اس کا چھپانا فرض ہے۔ ناف اس میں داخل نہیں اور گھٹنے داخل ہیں۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب فی ستر العورۃ، ج2، ص93)

سوال: آزاد عورت کی عورت (چھپانے کی جگہ) کتنی ہے؟

جواب: آزاد عورت کے لیے سارا بدن عورت ہے، سوا منہ کی ٹکلی اور ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں کے۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج2، ص95)

سوال: کیا سترِ عورت (چھپانے کی جگہ کو چھپانا) صرف نماز میں واجب ہے؟

جواب: سترِ عورت ہر حال میں واجب ہے، خواہ نماز میں ہو یا نہیں، تنہا ہو یا کسی کے سامنے، بلا کسی غرض صحیح کے تنہائی میں بھی کھولنا جائز نہیں اور لوگوں کے سامنے یا نماز میں تو ستر بالاجماع فرض ہے۔ یہاں تک کہ اگر اندھیرے مکان میں نماز پڑھی، اگرچہ وہاں کوئی نہ ہو اور اس کے پاس اتنا پاک کپڑا موجود ہے کہ ستر کا کام دے اور ننگے پڑھی، بالاجماع نہ ہوگی۔ مگر عورت کے لیے خلوت میں جب کہ نماز میں نہ ہو، تو سارا بدن چھپانا واجب نہیں، بلکہ صرف ناف سے گھٹنے تک اور محارم کے سامنے پیٹ اور پیٹھ کا چھپانا بھی واجب ہے اور غیر محرم کے سامنے اور نماز کے لیے اگرچہ تنہا اندھیری کوٹھڑی میں ہو، تمام بدن سوا پانچ اعضاء کے چھپانا فرض ہے، بلکہ جوان عورت کو غیر مردوں کے سامنے منہ کھولنا بھی منع ہے۔ (درمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج2، ص93تا97)

سوال: اتنا باریک کپڑا پہنا جس سے بدن چمکتا ہو، کیا ستر کے لیے کافی ہے؟

جواب: اتنا باریک کپڑا، جس سے بدن چمکتا ہو، ستر کے لیے کافی نہیں، اس سے نماز پڑھی، تو نہ ہوئی۔ (ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث، الفصل الأوّل، ج1، ص58)

یوہیں اگر چادر میں سے عورت کے بالوں کی سیاہی چمکے، نماز نہ ہوگی۔ بعض لوگ باریک ساڑیاں اور تہبند باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتی ہے، ان کی نمازیں نہیں ہوتیں اور ایسا کپڑا پہننا، جس سے ستر عورت نہ ہو سکے، علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔

(بہار شریعت، حصہ 3، ص480)

سوال: موٹا کپڑا ہو مگر بدن سے بالکل چپکا ہو، اس کو پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: دبیز (موٹا) کپڑا، جس سے بدن کا رنگ نہ چمکتا ہو، مگر بدن سے بالکل ایسا چپکا ہوا ہے کہ دیکھنے سے عضو کی ہیأت معلوم ہوتی ہے، ایسے کپڑے سے نماز ہو جائے گی، مگر اس عضو کی طرف دوسروں کو نگاہ کرنا جائز نہیں۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج2، ص 103)

اور ایسا کپڑا لوگوں کے سامنے پہننا بھی منع ہے اور عورتوں کے لیے بدرجہ اَولیٰ ممانعت۔ بعض عورتیں جو بہت چست پاجامے پہنتی ہیں، اس مسئلہ سے سبق لیں۔

(بہار شریعت، حصہ 3، ص480)

سوال: جن اعضا کا ستر فرض ہے، اگر نماز کے دوران ان میں سے کوئی عضو کھل جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: جن اعضا کا ستر فرض ہے، ان میں سے کوئی عضو چوتھائی سے کم کھل گیا، نماز ہوگئی اور اگر چوتھائی عضو کھل گیا اور فوراً چھپا لیا، جب بھی ہوگئی اور اگر بقدر ایک رکن یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے کھلا رہا یا بالقصد کھولا، اگرچہ فوراً چھپا لیا، تو نماز جاتی رہی۔

(الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث فی شروط الصلاۃ، الفصل الأوّل، ج1، ص58)

سوال :نماز کی ابتداء ہی میں اعضاء ستر میں سے کوئی عضو چوتھائی کی مقدار کھلا ہوا تھا تو کیا حکم ہے؟

جواب :اگر نماز شروع کرتے وقت عضو کی چوتھائی کھلی ہے، یعنی اسی حالت پر اللہ اکبر کہہ لیا، تو نماز منعقد ہی نہ ہوئی۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج2، ص 100)

سوال :اگر اعضاء ستر میں مختلف اعضا کھلے ہیں، مگر سب چوتھائی سے کم، تو کیا حکم ہے؟

جواب :اگر چند اعضا میں کچھ کچھ کھلا رہا کہ ہر ایک اس عضو کی چوتھائی سے کم ہے، مگر مجموعہ ان کا اُن کھلے ہوئے اعضا میں جو سب سے چھوٹا ہے، اس کی چوتھائی کی برابر ہے، نماز نہ ہوئی، مثلاً عورت کے کان کا نواں حصہ اور پنڈلی کا نواں حصہ کھلا رہا تو مجموعہ دونوں کا کان کی چوتھائی کی قدر ضرور ہے، نماز جاتی رہی۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث فی شروط الصلاۃ، الفصل الأول، ج1، ص58)

سوال:اگر کسی کے پاس کپڑے نہیں تو کیسے نماز پڑھے؟

جواب:کسی کے پاس بالکل کپڑا نہیں، تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ دن ہو یا رات، گھر میں ہو یا میدان میں، خواہ ویسے بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں، یعنی مرد مردوں کی طرح اور عورت عورتوں کی طرح یا پاؤں پھیلا کر اور عورت غلیظہ پر ہاتھ رکھ کر اور یہ بہتر ہے اور رکوع و سجود کی جگہ اشارہ کرے اور یہ اشارہ رکوع و سجود سے اس کے لیے افضل ہے اور یہ بیٹھ کر پڑھنا، کھڑے ہو کر پڑھنے سے افضل، خواہ قیام میں رکوع و سجود کے لیے اشارہ کرے یا رکوع و سجود کرے۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی النظر إلی وجه الأمرد، ج2، ص105)

سوال :جس نے مجبوری میں برہنہ (ننگے) نماز پڑھی، کیا بعد میں اعادہ کرے گا؟

جواب: جس نے مجبوری میں برہنہ نماز پڑھی، تو بعد نماز کپڑا ملنے پر اعادہ نہیں، نماز ہوگئی۔ (الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلوۃ، ج2، ص110)

سوال: اگر دوسرے کے پاس کپڑا ہے تو کیا مانگنا ضروری ہے؟

جواب: اگر دوسرے کے پاس کپڑا ہے اور غالب گمان ہے کہ مانگنے سے دے دے گا، تو مانگنا واجب ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلوۃ، ج2، ص106)

سوال: اگر اس کے پاس صرف ناپاک کپڑے ہیں تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر اس کے پاس کپڑا ایسا ہے کہ پورا نجس ہے، تو نماز میں اسے نہ پہنے اور اگر ایک چوتھائی پاک ہے، تو واجب ہے کہ اسے پہن کر پڑھے، برہنہ جائز نہیں، یہ سب اس وقت ہے کہ ایسی چیز نہیں کہ کپڑا پاک کر سکے یا اس کی نجاست قدر مانع سے کم کر سکے، ورنہ واجب ہوگا کہ پاک کرے یا تقلیلِ نجاست کرے۔

(در مختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلوۃ، ج2، ص107)

سوال: اگر کپڑا ہے مگر اتنا تھوڑا کہ پورا ستر نہ ہو سکے گا، تو کیا کرے؟

جواب: اگر پورے ستر کے لیے کپڑا نہیں اور اتنا ہے کہ بعض اعضا کا ستر ہو جائے گا تو اس سے ستر واجب ہے اور اس کپڑے سے عورت غلیظہ یعنی قبل و دبر کو چھپائے اور اتنا ہو کہ ایک ہی کو چھپا سکتا ہے، تو ایک ہی کو چھپائے۔

(در مختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلوۃ، ج2، ص108)

استقبال قبلہ

سوال: استقبالِ قبلہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: استقبالِ قبلہ سے مراد نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنا۔

(بہار شریعت، حصہ3، ص486)

سوال: اگر کسی نے معاذ اللہ کعبہ کو سجدہ کرنے کی نیت کی تو کیا حکم ہے؟

جواب: نماز اللہ ہی کے لیے پڑھی جائے اور اسی کے لیے سجدہ ہو نہ کہ کعبہ کو، اگر کسی نے معاذ اللہ کعبہ کے لیے سجدہ کیا، حرام و گناہ کبیرہ کیا اور اگر عبادت کعبہ کی نیت کی، جب تو کھلا کافر ہے کہ غیر خدا کی عبادت کفر ہے۔

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، بحث النیۃ، ج2، ص134)

سوال: اگر کعبہ معظمہ کے اندر نماز پڑھے، تو کس طرف رخ کرے؟

جواب: کعبہ معظّمہ کے اندر نماز پڑھی، تو جس رُخ چاہے پڑھے، کعبہ کی چھت پر بھی ایسا ہی ہے، مگر اس کی چھت پر چڑھنا ممنوع ہے۔

(غنیۃ المتملی، فصل مسائل شتی، ص616)

سوال: کتب میں لکھا ہوتا ہے کہ جو کعبہ سے دور ہو اس کے لیے جہتِ کعبہ کو منہ کرنا کافی ہے، جہت کعبہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: جہت کعبہ کو منہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ منہ کی سطح کا کوئی جز کعبہ کی سمت میں واقع ہو، تو اگر قبلہ سے کچھ انحراف ہے، مگر منہ کا کوئی جز کعبہ کے مواجہہ (سیدھ) میں ہے، نماز ہو جائے گی، اس کی مقدار 45 درجہ رکھی گئی ہے، تو اگر 45 درجہ سے زائد انحراف ہے، استقبال نہ پایا گیا، نماز نہ ہوئی۔ (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، ج2، ص135)

سوال: اگر کسی نے بلند پہاڑ پر نماز پڑھی، تو قبلہ کی سیدھ کیسے پائی جائے گی؟

جواب: قبلہ بنائے کعبہ کا نام نہیں، بلکہ وہ فضا ہے، اس بنا کی محاذات (سیدھ) میں ساتویں زمین سے عرش تک قبلہ ہی ہے، تو اگر وہ عمارت وہاں سے اٹھا کر

دوسری جگہ رکھ دی جائے اور اب اس عمارت کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی نہ ہوگی یا کعبہ معظّمہ کسی ولی کی زیارت کو گیا اور اس فضا کی طرف نماز پڑھی ہوگئی، یو ہیں اگر بلند پہاڑ پر یا کوئیں کے اندر نماز پڑھی اور قبلہ کی طرف منہ کیا، نماز ہوگئی کہ فضا کی طرف توجہ پائی گئی، گو عمارت کی طرف نہ ہو۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب کرامات الأولیاء ثابتۃ، ج2، ص141)

سوال: جو شخص استقبالِ قبلہ سے عاجز ہو، اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: جو شخص استقبالِ قبلہ سے عاجز ہو، مثلاً مریض ہے کہ اس میں اتنی قوت نہیں کہ ادھر رُخ بدلے اور وہاں کوئی ایسا نہیں جو متوجہ کردے یا اس کے پاس اپنا یا امانت کا مال ہے جس کے چوری ہوجانے کا صحیح اندیشہ ہو یا کشتی کے تختہ پر بہتا جا رہا ہے اور صحیح اندیشہ ہے کہ استقبال کرے تو ڈوب جائے گا یا شریر جانور پر سوار ہے کہ اترنے نہیں دیتا یا اتر تو جائے گا مگر بے مددگار سوار نہ ہونے دے گا یا یہ بوڑھا ہے کہ پھر خود سوار نہ ہو سکے گا اور ایسا کوئی نہیں جو سوار کرادے، تو ان سب صورتوں میں جس رُخ نماز پڑھ سکے، پڑھ لے اور اعادہ بھی نہیں، ہاں سواری کے روکنے پر قادر ہو تو روک کر پڑھے۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب کرامات الأولیاء ثابتۃ، ج2، ص142)

سوال: اگر کوئی شخص ایسی جگہ ہے جہاں اس کو کسی طرح بھی قبلہ کی شناخت نہ ہو تو کیا کرے؟

جواب: اگر کسی شخص کو کسی جگہ قبلہ کی شناخت نہ ہو، نہ کوئی ایسا مسلمان ہے جو بتادے، نہ وہاں مسجدیں محرابیں ہیں، نہ چاند، سورج، ستارے نکلے ہوں یا ہوں مگر اس کو اتنا علم نہیں کہ ان سے معلوم کر سکے، تو ایسے کے لیے حکم ہے کہ تحری کرے (سوچے جدھر قبلہ ہونا دل پر جمے ادھر ہی منہ کرے)، اس کے حق میں وہی قبلہ ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب مسائل التحری فی القبلۃ، ج2، ص143)

سوال: تحری کر کے نماز پڑھی، بعد میں معلوم ہوا کہ قبلہ کی طرف نماز نہیں

پڑھی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: تحری کر کے نماز پڑھی، بعد کو معلوم ہوا کہ قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھی، تو نماز ہوگئی، اعادہ کی حاجت نہیں۔ (تنویر الابصار، کتاب الصلاۃ، ج2، ص143)

سوال: ایسے شخص نے اگر بغیر تحری کے نماز پڑھ لی تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص اگر بے تحری کسی طرف منہ کرکے نماز پڑھے، نماز نہ ہوئی، اگرچہ واقع میں قبلہ ہی کی طرف منہ کیا ہو، ہاں اگر قبلہ کی طرف منہ ہونا، بعد نماز یقین کے ساتھ معلوم ہوا، ہوگئی۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب مسائل التحری فی القبلۃ، ج2، ص147)

سوال: اگر کوئی جاننے والا موجود ہے، اس سے دریافت نہیں کیا، خود غور کرکے کسی طرف کو پڑھ لی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کوئی جاننے والا موجود ہے، اس سے دریافت نہیں کیا، خود غور کرکے کسی طرف کو پڑھ لی، تو اگر قبلہ ہی کی طرف منہ تھا، ہوگئی، ورنہ نہیں۔

(منیۃ المصلی، مسائل تحری القبلۃ إلخ، ص192)

سوال: نماز کے دوران اگر نمازی کا سینہ قبلہ سے پھر جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: نمازی نے قبلہ سے بلا عذر قصداً سینہ پھیر دیا، اگرچہ فوراً ہی قبلہ کی طرف ہوگیا، نماز فاسد ہوگئی اور اگر بلا قصد پھر گیا اور بقدر تین تسبیح کے وقفہ نہ ہوا، تو ہوگئی۔

(منیۃ المصلی، مسائل التحری القبلۃ إلخ، ص193)

سوال: اگر دوران نماز منہ قبلہ سے پھیرا تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر صرف منہ قبلہ سے پھیرا، تو اس پر واجب ہے کہ فوراً قبلہ کی طرف کرلے اور نماز نہ جائے گی، مگر بلا عذر مکروہ ہے۔

(منیۃ المصلی، مسائل التحری القبلۃ إلخ، ص193)

نماز کے اوقات کا بیان

سوال: فجر کا وقت کب سے کب تک ہے؟

جواب: فجر کا وقت طلوعِ صبحِ صادق سے آفتاب کی کرن چمکنے تک ہے۔

(مختصر القدوری، کتاب الصلاۃ، ص153)

یہ وقت ان شہروں میں کم از کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ پینتیس منٹ ہے نہ اس سے کم ہوگا نہ اس سے زیادہ۔ (بہار شریعت، حصہ 3، ص448)

سوال: صبحِ صادق سے کیا مراد ہے؟

جواب: صبحِ صادق ایک روشنی ہے کہ مشرق کی جانب جہاں سے آج آفتاب طلوع ہونے والا ہے اس کے اوپر آسمان کے کنارے میں دکھائی دیتی ہے اور بڑھتی جاتی ہے، یہاں تک کہ تمام آسمان پر پھیل جاتی ہے اور زمین پر اجالا ہو جاتا ہے۔

(بہار شریعت، حصہ 3، ص447)

سوال: صبحِ کاذب کیا ہے؟

جواب: صبحِ صادق سے قبل بیچ آسمان میں ایک دراز سفیدی ظاہر ہوتی ہے، جس کے نیچے سارا اُفق سیاہ ہوتا ہے، صبحِ صادق اس کے نیچے سے پھوٹ کر جنوباً شمالاً دونوں پہلوؤں پر پھیل کر اوپر بڑھتی ہے، یہ دراز سفیدی اس میں غائب ہو جاتی ہے، اس کو صبحِ کاذب کہتے ہیں، اس سے فجر کا وقت نہیں ہوتا۔ (بہار شریعت، حصہ 3، ص448)

سوال: ظہر و جمعہ کا وقت کب سے کب تک ہے؟

جواب: ظہر اور جمعہ کا وقت سورج ڈھلنے (زوال) سے اس وقت تک ہے کہ ہر چیز کا سایہ علاوہ سایۂ اصلی کے دو مثل ہو جائے۔ (مختصر القدوری، کتاب الصلاۃ، ص153)

سوال: سایۂ اصلی سے کیا مراد ہے؟

جواب: عین نصف النہار کے وقت جو چیز کا سایہ ہوتا ہے وہ اس کا سایۂ اصلی ہے، جو موسم اور شہروں کے مختلف ہونے سے مختلف ہوتا رہتا ہے۔

(بہار شریعت، حصہ 3، ص449)

سوال: عصر کا وقت کب سے کب تک ہوتا ہے؟

جواب: عصر کا وقت ظہر کا وقت ختم ہونے کے بعد (یعنی سوا سایہ اصلی کے دو مثل سایہ ہونے) سے سورج ڈوبنے تک ہے۔ (مختصر القدوری، کتاب الصلاۃ، ص154)

ان شہروں میں وقت عصر کم از کم ایک گھنٹہ پینتیس منٹ اور زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے چھ منٹ ہے۔ (بہار شریعت، حصہ 3، ص449)

سوال: مغرب کا وقت کب سے کب تک ہے؟

جواب: وقت مغرب غروبِ آفتاب سے غروبِ شفق تک ہے۔

(مختصر القدوری، کتاب الصلاۃ، ص154)

اور یہ وقت ان شہروں میں کم سے کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ پینتیس منٹ ہوتا ہے۔ ہر روز کے صبح اور مغرب دونوں کے وقت برابر ہوتے ہیں۔ (فتاوی رضویہ، کتاب الصلاۃ، باب الأوقات، ج5، ص153)

سوال: شفق سے کیا مراد ہے؟

جواب: شفق ہمارے مذہب میں اس سفیدی کا نام ہے، جو جانبِ مغرب میں سُرخی ڈوبنے کے بعد جنوباً شمالاً صبح صادق کی طرح پھیلی ہوئی رہتی ہے۔

(الہدایۃ، کتاب الصلاۃ، باب المواقیت، ج1، ص40)

سوال: عشاء کا وقت کب سے کب تک ہے؟

جواب: عشاء کا وقت سفید شفق کے غروب سے طلوع فجر تک ہے۔

(فتاوی رضویہ، کتاب الصلاۃ، باب الأوقات، ج5، ص153)

سوال: وتر کا وقت کیا ہے؟

جواب: عشاء اور وتر کا وقت ایک ہے، مگر ان میں ترتیب فرض ہے، کہ عشا سے پہلے وتر کی نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں، البتہ بھول کر اگر وتر پہلے پڑھ لیے یا بعد کو معلوم

ہوا کہ عشا کی نماز بے وضو پڑھی تھی اور وتر وضو کے ساتھ تو وتر ہو گئے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الأول، ج1، ص51)

سوال: جن شہروں میں عشاء کا وقت ہی نہ آئے تو وہ عشاء اور وتر کب پڑھیں؟

جواب: جن شہروں میں عشا کا وقت ہی نہ آئے کہ شفق ڈوبتے ہی یا ڈوبنے سے پہلے فجر طلوع کر آئے (جیسے بلغار ولندن کہ ان جگہوں میں ہر سال چالیس راتیں ایسی ہوتی ہیں کہ عشا کا وقت آتا ہی نہیں اور بعض دنوں میں سیکنڈوں اور منٹوں کے لیے ہوتا ہے تو وہاں والوں کو چاہیے کہ ان دنوں کی عشا و وتر کی قضا پڑھیں۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی فاقد وقت العشاء، کأھل بلغار، ج2، ص24)

سوال: فجر کا مستحب وقت کیا ہے؟

جواب: فجر میں تاخیر مستحب ہے، تاخیر کا مطلب یہ ہے کہ اسفار میں یعنی جب خوب اُجالا ہو، زمین روشن ہو جائے شروع کرے کہ چالیس سے ساٹھ آیت تک ترتیل کے ساتھ پڑھ سکے پھر سلام پھیرنے کے بعد اتنا وقت باقی رہے، کہ اگر نماز میں فساد ظاہر ہو تو طہارت کر کے ترتیل کے ساتھ چالیس سے ساٹھ آیت تک دوبارہ پڑھ سکے اور اتنی تاخیر مکروہ ہے کہ طلوع آفتاب کا شک ہو جائے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الثانی، ج1، ص51)

سوال: ظہر کا مستحب وقت کیا ہے؟

جواب: سردیوں کی ظہر میں جلدی مستحب ہے، گرمی کے دنوں میں تاخیر مستحب ہے، خواہ تنہا پڑھے یا جماعت کے ساتھ، ہاں گرمیوں میں ظہر کی جماعت اوّل وقت میں ہوتی ہو تو مستحب وقت کے لیے جماعت کا ترک جائز نہیں، موسم ربیع (بہار) سردیوں کے حکم میں ہے اور خریف (خزاں) گرمیوں کے حکم میں۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الثانی، ج1، ص52)

سوال: جمعہ کا مستحب وقت کون سا ہے؟

جواب: جمعہ کا وقت مستحب وہی ہے، جو ظہر کے لیے ہے۔

(البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، ج1، ص429)

سوال: عصر کا مستحب وقت کیا ہے؟

جواب: عصر کی نماز میں ہمیشہ تاخیر مستحب ہے، مگر اتنی تاخیر نہ ہو کہ سورج میں زردی آ جائے کہ اس پر بے تکلف نگاہ قائم ہونے لگے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الثانی، ج1، ص52)

اور سورج پر یہ زردی اس وقت آتی ہے جب غروبِ آفتاب میں بیس منٹ رہ جائیں، اور یہ وقت مکروہ ہے۔

(الفتاوی الرضویۃ، کتاب الصلاۃ، باب الأوقات، ج5، ص138، ملخصاً)

سوال: مغرب کا مستحب وقت کون سا ہے؟

جواب: اگر بادل نہ ہوں تو مغرب میں ہمیشہ جلدی مستحب ہے، اور دو رکعت سے زائد کی تاخیر مکروہِ تنزیہی اور اگر بغیر عذر سفر و مرض وغیرہ اتنی تاخیر کی کہ ستارے گُتھ گئے، تو مکروہِ تحریمی۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الثانی، ج1، ص52)

سوال: عشاء کا مستحب وقت کون سا ہے؟

جواب: عشا میں تہائی رات تک تاخیر مستحب ہے اور آدھی رات تک تاخیر مباح یعنی جب کہ آدھی رات ہونے سے پہلے فرض پڑھ چکے اور اتنی تاخیر کہ رات ڈھل گئی مکروہ ہے، کہ باعثِ تقلیل جماعت ہے۔ (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، ج2، ص32)

سوال: وتر کا مستحب وقت کون سا ہے؟

جواب: جو شخص جاگنے پر اعتماد رکھتا ہو اس کو آخر رات میں وتر پڑھنا مستحب ہے، ورنہ سونے سے قبل پڑھ لے۔ (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، ج2، ص55)

سوال: بادل والے دن عصر وعشاء جلدی مستحب ہے یا تاخیر سے؟

جواب: بادل کے دن عصر وعشا میں تعجیل مستحب ہے اور باقی نمازوں میں تاخیر۔

(الهداية، كتاب الصلاة، باب الأول في المواقيت، فصل ويستحب الإسفار بالفجر، ج1، ص41)

سوال: کیا عورتوں کے لیے بھی مستحب اوقات یہی ہیں؟

جواب: عورتوں کے لیے ہمیشہ فجر کی نماز غلس (یعنی اوّل وقت) میں مستحب ہے اور باقی نمازوں میں بہتر یہ ہے، کہ مردوں کی جماعت کا انتظار کریں، جب جماعت ہو چکے تو پڑھیں۔ (الدر المختار، كتاب الصلاة، ج2، ص30)

سوال: کیا سفر میں دو نمازوں کو ایک وقت میں پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: سفر وغیرہ کسی عذر کی وجہ سے دو نمازوں کا ایک وقت میں جمع کرنا حرام ہے، خواہ یوں ہو کہ دوسری کو پہلی ہی کے وقت میں پڑھے یا یوں کہ پہلی کو اس قدر مؤخر کرے کہ اس کا وقت جاتا رہے اور دوسری کے وقت میں پڑھے۔ ہاں سفر ومرض وغیرہ کی وجہ سے صورۃً جمع کرسکتا ہے کہ پہلی کو اس کے آخر وقت میں اور دوسری کو اس کے اوّل وقت میں پڑھے کہ حقیقتاً دونوں اپنے اپنے وقت میں واقع ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

(الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثاني، ج1، ص52)

سوال: عرفہ میں جو ظہر وعصر جمع کی جاتی ہیں اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: عرفہ ومزدلفہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں، کہ عرفہ میں ظہر وعصر وقتِ ظہر میں پڑھی جائیں اور مزدلفہ میں مغرب وعشا وقتِ عشا میں۔

(الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثاني، ج1، ص52)

سوال: وہ کون سے اوقات ہیں جن میں کوئی نماز جائز نہیں؟

جواب: تین اوقات ہیں: (1) طلوعِ آفتاب سے بیس منٹ تک (2)

غروب آفتاب سے پہلے بیس منٹ (3) نصف النہار سے سورج کے زوال تک۔

ان تینوں وقتوں میں کوئی نماز جائز نہیں نہ فرض نہ واجب نہ نفل نہ ادا نہ قضا، البتہ اس روز اگر عصر کی نماز نہیں پڑھی تو اگر چہ آفتاب ڈوبتا ہو پڑھ لے، مگر اتنی تاخیر کرنا حرام ہے۔ (الفتاوی الھندیة، کتاب الصلاة، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الثانی، ج1، ص52)

سوال: ان مکروہ اوقات میں جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جنازہ اگر اوقاتِ ممنوعہ میں لایا گیا، تو اسی وقت پڑھیں کوئی کراہت نہیں، کراہت اس صورت میں ہے کہ پیشتر سے تیار موجود ہے اور تاخیر کی یہاں تک کہ وقتِ کراہت آ گیا۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاة، مطلب: یشترط العلم بدخول الوقت، ج2، ص43)

سوال: مکروہ اوقات میں سجدۂ تلاوت کرنا کیسا ہے؟

جواب: ان اوقات میں آیت سجدہ پڑھی تو بہتر یہ ہے کہ سجدہ میں تاخیر کرے، یہاں تک کہ وقتِ کراہت جاتا رہے اور اگر وقت مکروہ ہی میں کرلیا تو بھی جائز ہے اور اگر وقتِ غیر مکروہ میں پڑھی تھی تو وقتِ مکروہ میں سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

(الفتاوی الھندیة، کتاب الصلاة، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الثانی، ج1، ص52)

سوال: مکروہ اوقات میں تلاوت کرنا کیسا ہے؟

جواب: ان اوقات میں تلاوتِ قرآن مجید بہتر نہیں، بہتر یہ ہے کہ ذکر و درود شریف میں مشغول رہے۔ (الدر المختار، کتاب الصلاة، ج2، ص44)

سوال: وہ کون سے اوقات ہیں جن میں نوافل پڑھنا منع ہے؟

جواب: بارہ (12) وقتوں میں نوافل پڑھنا منع ہے:

(1) طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک کہ اس درمیان میں سوا دو رکعت سنت فجر کے کوئی نفل نماز جائز نہیں۔

(الفتاوی الھندیة، کتاب الصلاة، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الثانی، ج1، ص52)

(2) اپنے مذہب کی جماعت کے لیے اِقامت ہوئی تو اقامت سے ختم جماعت تک نفل وسنت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

(الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الثانی، ج1، ص53)

(3) نمازِ عصر سے آفتاب زرد ہونے تک نفل منع ہے۔

(الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الثانی، ج1، ص53)

(4) غروبِ آفتاب سے فرض مغرب تک۔

(الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الثانی، ج1، ص53)

(5) جس وقت امام اپنی جگہ سے خطبہ جمعہ کے لیے کھڑا ہوا اس وقت سے فرض جمعہ ختم ہونے تک نماز نفل مکروہ ہے، یہاں تک کہ جمعہ کی سنتیں بھی۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاة، ج2، ص47)

(6) عین خطبہ کے وقت اگر چہ پہلا ہو یا دوسرا اور جمعہ کا ہو یا خطبہ عیدین یا کسوف واستسقاو حج ونکاح کا ہو ہر نماز حتیٰ کہ قضا بھی ناجائز ہے، مگر صاحب ترتیب کے لیے خطبہ جمعہ کے وقت قضا کی اجازت ہے۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاة، ج2، ص48)

(7) نمازِ عیدین سے پیشتر نفل مکروہ ہے، خواہ گھر میں پڑھے یا عید گاہ ومسجد میں۔ (الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الثانی، ج1، ص53)

(8) نمازِ عیدین کے بعد نفل مکروہ ہے، جب کہ عید گاہ یا مسجد میں پڑھے، گھر میں پڑھنا مکروہ نہیں۔

(الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الثانی، ج1، ص53)

(9) عرفات میں جو ظہر وعصر ملا کر پڑھتے ہیں، ان کے درمیان میں اور بعد میں بھی نفل وسنت مکروہ ہے۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاة، ج2، ص50)

(10) مزدلفہ میں جو مغرب وعشا جمع کیے جاتے ہیں، فقط ان کے درمیان میں نفل وسنت پڑھنا مکروہ ہے، بعد میں مکروہ نہیں۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاة، ج2، ص50)

(11) فرض کا وقت تنگ ہو تو ہر نماز یہاں تک کہ سنت فجر وظہر مکروہ ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، ج2، ص50)

(12) جس بات سے دل بٹے اور دفع کر سکتا ہو اسے بے دفع کیے ہر نماز مکروہ ہے مثلاً پاخانے یا پیشاب یا ریاح کا غلبہ ہو مگر جب وقت جاتا ہو تو پڑھ لے پھر پھیرے۔ یوہیں کھانا سامنے آ گیا اور اس کی خواہش ہو غرض کوئی ایسا امر درپیش ہو جس سے دل بٹے خشوع میں فرق آئے ان وقتوں میں بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثاني، ج1، ص53)

سوال: فجر کی جماعت کھڑی ہوئی، تو کیا سنتِ فجر پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: اگر نماز فجر قائم ہو چکی اور جانتا ہے کہ سنت فجر پڑھے گا جب بھی جماعت مل جائے گی اگرچہ قعدہ میں شرکت ہوگی، تو حکم ہے کہ جماعت سے الگ اور دور سنت فجر پڑھ کر شریک جماعت ہو اور جو جانتا ہے کہ سنت میں مشغول ہوگا تو جماعت جاتی رہے گی اور سنت کے خیال سے جماعت ترک کی یہ ناجائز و گناہ ہے اور باقی نمازوں میں اگرچہ جماعت ملنا معلوم ہو سنتیں پڑھنا جائز نہیں۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثاني، ج1، ص53)

نیت کا بیان

سوال: نیت سے کیا مراد ہے؟

جواب: نیت دل کے پکے ارادے کو کہتے ہیں، محض جاننا نیت نہیں، جب تک ارادہ نہ ہو۔ (تنویر الأبصار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج2، ص111)

سوال: دل میں نیت کچھ ہے اور زبان سے کچھ اور نکل گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: نیت میں زبان کا اعتبار نہیں، یعنی اگر دل میں مثلاً ظہر کا قصد کیا اور زبان سے لفظ عصر نکلا، ظہر کی نماز ہو گئی۔

(درمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج2، ص112)

سوال: نیت کا ادنیٰ درجہ کیا ہے؟

جواب: نیت کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اگر اس وقت کوئی پوچھے، کون سی نماز پڑھتا ہے؟ تو فوراً بلا تأمل بتا دے، اگر حالت ایسی ہے کہ سوچ کر بتائے گا، تو نماز نہ ہو گی۔

(درمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج2، ص113)

سوال: دل کے ساتھ ساتھ زبان سے نیت کر لینا کیسا ہے؟

جواب: دل کے ساتھ ساتھ زبان سے کہہ لینا مستحب ہے۔

(درمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج2، ص113)

سوال: نیت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان فاصلہ ہو گیا تو کیا پہلے والی نیت کافی ہے؟

جواب: تکبیر سے پہلے نیت کی اور شروع نماز اور نیت کے درمیان کوئی امر اجنبی، مثلاً کھانا، پینا، کلام وغیرہ وہ امور جو نماز سے غیر متعلق ہیں، فاصل نہ ہوں نماز ہو جائے گی، اگرچہ تحریمہ کے وقت نیت حاضر نہ ہو۔ وضو سے پیشتر نیت کی، تو وضو کرنا فاصل اجنبی نہیں، نماز ہو جائے گی۔ یوہیں وضو کے بعد نیت کی اس کے بعد نماز کے لیے چلنا پایا گیا، نماز ہو جائے گی اور یہ چلنا فاصل اجنبی نہیں۔

(درمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج2، ص114 ☆ غنیۃ المتملی، ص155)

سوال: پہلے نیت نہ کی اور نماز شروع کرنے کے بعد نیت کی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر شروع کے بعد نیت پائی گئی، اس کا اعتبار نہیں، یہاں تک کہ اگر تکبیر تحریمہ میں اللہ کہنے کے بعد اکبر سے پہلے نیت کی، نماز نہ ہوگی۔

(الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج2، ص116)

سوال: سنت اور نفل میں مطلق نماز کی نیت کافی ہے یا خاص سنت یا نفل کی نیت کرنا ہوگی؟

جواب: اصح یہ ہے کہ نفل و سنت و تراویح میں مطلق نماز کی نیت کافی ہے، مگر احتیاط یہ ہے کہ تراویح میں تراویح یا سنت وقت یا قیام اللیل کی نیت کرے اور باقی سنتوں میں سنت یا نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی متابعت کی نیت کرے، اس لیے کہ بعض مشائخ ان میں مطلق نیت کو نا کافی قرار دیتے ہیں۔ (منیۃ المصلی، الشرط السادس النیۃ، ص225)

سوال: کیا فرض نماز میں مطلق نماز کی نیت کافی ہے؟

جواب: فرض نماز میں نیتِ فرض بھی ضروری ہے، مطلق نماز یا نفل وغیرہ کی نیت کافی نہیں۔ فرض میں یہ بھی ضرور ہے کہ اس خاص نماز مثلاً ظہر یا عصر کی نیت کرے یا مثلاً آج کے ظہر یا فرضِ وقت کی نیت کرے، مگر جمعہ میں فرض وقت کی نیت کافی نہیں، خاص جمعہ کی نیت ضروری ہے۔

(تنویر الابصار والدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج2، ص117)

سوال: نمازِ واجب میں کس کی نیت کرے؟

جواب: نماز واجب میں واجب کی نیت کرے اور اسے معین بھی کرے، مثلاً نماز عید الفطر، عید اضحیٰ، نذر۔ (رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج2، ص119)

سوال: کیا وتر میں واجب کی نیت ضروری ہے؟

جواب: وتر میں فقط وتر کی نیت کافی ہے، اگرچہ اس کے ساتھ نیت وجوب نہ ہو، ہاں نیت واجب اولیٰ ہے، البتہ اگر نیت عدمِ وجوب ہے تو کافی نہیں۔

(الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب مضی علیہ سنوات الخ، ج2، ص129)

سوال: کیا نیت میں تعداد رکعات کی نیت ضروری ہے؟

جواب: نیت میں تعداد رکعات کی نیت ضروری نہیں البتہ افضل ہے، تو اگر تعداد رکعات میں خطا واقع ہوئی مثلاً تین رکعتیں ظہر یا چار رکعتیں مغرب کی نیت کی، تو نماز ہو جائے گی۔ (الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج2، ص120)

سوال: کیا یہ نیت ضروری ہے کہ منہ میرا قبلہ کی طرف ہے؟

جواب: یہ نیت کہ منہ میرا قبلہ کی طرف ہے شرط نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ قبلہ سے اعراض کی نیت نہ ہو۔ (الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج2، ص129)

سوال: جو نماز قضا ہوگئی، اس میں تعیینِ نیت کا کیا حکم ہے؟

جواب: فرض قضا ہو گئے ہوں، تو ان میں تعیین یوم اور تعیین نماز ضروری ہے، مثلاً فلاں دن کی فلاں نماز مطلقاً ظہر وغیرہ یا مطلقاً نماز قضا نیت میں ہونا کافی نہیں۔ اگر اس کے ذمہ ایک ہی نماز قضا ہو، تو دن معین کرنے کی حاجت نہیں، مثلاً میرے ذمہ جو فلاں نماز ہے، کافی ہے۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج2، ص119)

سوال: اگر کسی کے ذمہ بہت سی نمازیں ہیں اور دن تاریخ بھی یاد نہ ہو، تو کیا کرے؟

جواب: اگر کسی کے ذمہ بہت سی نمازیں ہیں اور دن تاریخ بھی یاد نہ ہو، تو اس کے لیے آسان طریقہ نیت کا یہ ہے کہ سب میں پہلی یا سب میں پچھلی فلاں نماز جو میرے ذمہ ہے۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج2، ص119)

سوال: اگر ادا بہ نیت قضا پڑھی یا قضا بہ نیت ادا پڑھی تو کیا حکم ہے؟

جواب: قضا یا ادا کی نیت کی کچھ حاجت نہیں، اگر قضا بہ نیت ادا پڑھی یا ادا بہ نیت قضا، تو نماز ہو گئی، یعنی مثلاً وقت ظہر باقی ہے اور اس نے گمان کیا کہ جاتا رہا اور اس دن کی نماز ظہر بہ نیت قضا پڑھی یا وقت جاتا رہا اور اس نے گمان کیا کہ باقی ہے اور بہ نیت ادا پڑھی ہو گئی۔ (الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج2، ص125)

سوال: کیا مقتدی کے لیے اقتدا کی نیت اور امام کے لیے امامت کی نیت ضروری ہے؟

جواب: مقتدی کو اقتدا کی نیت بھی ضروری ہے اور امام کو نیت اِمامت، مقتدی کی نماز صحیح ہونے کے لیے ضروری نہیں، یہاں تک کہ اگر امام نے یہ قصد کرلیا کہ میں فلاں کا امام نہیں ہوں اور اس نے اس کی اقتدا کی نماز ہوگئی، مگر امام نے اِمامت کی نیت نہ کی تو ثواب جماعت نہ پائے گا اور ثواب جماعت حاصل ہونے کے لیے مقتدی کی شرکت سے پیشتر نیت کرلینا ضروری نہیں، بلکہ وقت شرکت بھی نیت کرسکتا ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ،ج2، ص121)

سوال: کس صورت میں امام کو امامت کی نیت ضروری ہے؟

جواب: ایک صورت میں امام کو نیت امامت بالاتفاق ضروری ہے کہ مقتدی عورت ہو اور وہ کسی مرد کے محاذی کھڑی ہو جائے اور وہ نماز، نمازِ جنازہ نہ ہو تو اس صورت میں اگر امام نے عورتوں کی امامت کی نیت نہ کی، تو اس عورت کی نماز نہ ہوئی۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ،ج2، ص128)

سوال: جماعت سے نماز پڑھتے ہوئے کیا یہ علم ہونا ضروری ہے کہ امام کون ہے؟

جواب: نیت اقتدا میں یہ علم ضرور نہیں کہ امام کون ہے؟ زید ہے یا عمرو اور اگر یہ نیت کی کہ اس امام کے پیچھے اور اس کے علم میں وہ زید ہے، بعد کو معلوم ہوا کہ عمرو ہے اقتدا صحیح ہے اور اگر اس شخص کی نیت نہ کی، بلکہ یہ نیت کی کہ زید کی اقتدا کرتا ہوں، بعد کو معلوم ہوا کہ عمرو ہے، تو صحیح نہیں۔ لہٰذا جماعت کثیر ہو تو مقتدی کو چاہیے کہ نیت اقتدا میں امام کی تعیین نہ کرے۔

(غنیۃ المتملی، الشرط السادس النیۃ، ص252)

نماز کا طریقہ

نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ باوضو قبلہ رُو دونوں پاؤں کے پنجوں میں چار انگل کا فاصلہ کر کے کھڑا ہو اور دونوں ہاتھ کان تک لے جائے کہ انگوٹھے کان کی لَو سے چھو جائیں اور انگلیاں نہ ملی ہوئی رکھے نہ خوب کھولے ہوئے بلکہ اپنی حالت پر ہوں اور ہتھیلیاں قبلہ کو ہوں، نیت کر کے اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے باندھ لے، یوں کہ داہنی ہاتھ کی ہتھیلی کی گدی بائیں کلائی کے سرے پر ہو اور بیچ کی تین انگلیاں بائیں کلائی کی پشت پر اور انگوٹھا اور چھنگلیا کلائی کے اغل بغل اور ثنا پڑھے: ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ))۔

پھر تعوذ یعنی اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھے، پھر تسمیہ یعنی بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہے پھر الحمد پڑھے اور ختم پر آمین آہستہ کہے، اس کے بعد کوئی سورت یا تین آیتیں پڑھے یا ایک آیت کہ تین کے برابر ہو، اب اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑے، اس طرح کہ ہتھیلیاں گھٹنے پر ہوں اور انگلیاں خوب پھیلی ہوں، نہ یوں کہ سب انگلیاں ایک طرف ہوں اور نہ یوں کہ چار انگلیاں ایک طرف، ایک طرف فقط انگوٹھا اور پیٹھ بچھی ہو اور سر پیٹھ کے برابر ہو اونچا نیچا نہ ہو اور کم سے کم تین بار ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ)) کہے پھر ((سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ)) کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے اور منفرد ہو تو اس کے بعد ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) کہے۔

پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے، یوں کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھے پھر ہاتھ پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں سر رکھے، نہ یوں کہ صرف پیشانی چھو جائے اور ناک کی نوک لگ جائے، بلکہ پیشانی اور ناک کی ہڈی جمائے اور بازوؤں کو کروٹوں اور پیٹ کو رانوں اور رانوں کو پنڈلیوں سے جُدا رکھے اور دونوں پاؤں کی سب انگلیوں کے پیٹ قبلہ رُو جمے ہوں اور ہتھیلیاں بچھی ہوں اور انگلیاں قبلہ کو ہوں اور کم از کم تین بار ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى)) کہے، پھر سر اٹھائے، پھر ہاتھ، اور داہنا قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رُخ کرے اور بایاں قدم بچھا کر اس پر خوب سیدھا بیٹھ جائے اور ہتھیلیاں بچھا کر رانوں پر

گھٹنوں کے پاس رکھے کہ دونوں ہاتھ کی انگلیاں قبلہ کو ہوں، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے کو جائے اور اسی طرح سجدہ کرے، پھر سر اٹھائے، پھر ہاتھ کو گھٹنے پر رکھ کر پنجوں کے بل کھڑا ہو جائے، اب صرف بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر قراءت شروع کر دے، پھر اسی طرح رکوع اور سجدے کر کے داہنا قدم کھڑا کر کے بایاں قدم بچھا کر بیٹھ جائے اور ((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُه اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُه وَرَسُوْلُه)) پڑھے اور اس میں کوئی حرف کم و بیش نہ کرے اور اس کو تشہد کہتے ہیں۔

اور جب کلمہ لا کے قریب پہنچے، دہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے اور چھنگلیا اور اس کے پاس والی کو ہتھیلی سے ملا دے اور لفظ لا پر کلمہ کی انگلی اٹھائے مگر اس کو جنبش نہ دے اور کلمہ اِلَّا پر گرا دے اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کر لے، اگر دو سے زیادہ رکعتیں پڑھنی ہیں تو اٹھ کھڑا ہو اور اسی طرح پڑھے مگر فرضوں کی ان رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا ضرور نہیں، اب پچھلا قعدہ جس کے بعد نماز ختم کریگا، اس میں تشہد کے بعد درود شریف ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ)) پڑھے۔

پھر ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ))

اور اس کو بغیر اَللّٰهُمَّ کے نہ پڑھے، پھر دائیں شانے کی طرف منہ کر کے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ کہے، پھر بائیں طرف، یہ طریقہ کہ مذکور ہوا، امام یا تنہا مرد کے پڑھنے کا ہے، مقتدی کے لیے اس میں کی بعض بات جائز نہیں، مثلاً امام کے پیچھے فاتحہ یا اور کوئی سورت پڑھنا۔ (بہار شریعت، حصہ3، ص504تا507)

تکبیر تحریمہ

سوال تکبیر تحریمہ سے کیا مراد ہے؟

جواب :نماز شروع کرنے لیے نیت کے بعد جو تکبیر (اللہ اکبر) کہی جاتی ہے، اسے تکبیر تحریمہ کہتے ہیں، اس سے نماز شروع ہو جاتی ہے اور جو باتیں منافی نماز ہیں وہ حرام ہو جاتی ہیں۔

سوال: کیا تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہنا ضروری ہے؟

جواب :جن نمازوں میں قیام فرض ہے، ان میں تکبیر تحریمہ کے لیے قیام فرض ہے، تو اگر بیٹھ کر اللہ اکبر کہا پھر کھڑا ہو گیا، نماز شروع ہی نہ ہوئی۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج1، ص68)

سوال:امام کو رکوع میں پایا اور تکبیر تحریمہ کہتا ہوا رکوع میں گیا، کیا نماز ہو گئی؟

جواب :امام کو رکوع میں پایا اور تکبیر تحریمہ کہتا ہوا رکوع میں گیا یعنی تکبیر اس وقت ختم کی کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے تک پہنچ جائے، نماز نہ ہوئی۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج1، ص69)

سوال :مقتدی نے لفظ اللہ امام کے ساتھ کہا مگر اکبر کو امام سے پہلے ختم کر چکا، تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب :مقتدی نے لفظ اللہ امام کے ساتھ کہا مگر اکبر کو امام سے پہلے ختم کر چکا، نماز نہ ہوئی۔ (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج2، ص218)

سوال :اگر یہ معلوم نہ ہو کہ امام سے پہلے تکبیر تحریمہ کہی ہے یا بعد میں، تو کیا حکم ہے؟

جواب :اگر غالب گمان ہے کہ امام سے پہلے کہی نہ ہوئی اور اگر غالب گمان ہے کہ امام سے پہلے نہیں کہی تو ہو گئی اور اگر کسی طرف غالب گمان نہ ہو، تو احتیاط یہ ہے کہ قطع کرے اور پھر سے تحریمہ باندھے۔

(الدر المختار ورد المحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج2، ص219)

سوال: گونگا تکبیرِ تحریمہ کیسے کہے گا؟

جواب: جو شخص تکبیر کے تلفظ پر قادر نہ ہو مثلاً گونگا ہو یا کسی اور وجہ سے زبان بند ہو، اس پر تلفظ واجب نہیں، دل میں ارادہ کافی ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج2، ص220)

سوال: اگر تحریمہ میں ''اللہ اکبر'' کی جگہ اور الفاظ کہے تو کیا نماز شروع ہو جائے گی؟

جواب: اللہ اکبر کی جگہ کوئی اور لفظ جو خالص تعظیمِ الٰہی کے الفاظ ہوں۔ مثلاً اَللّٰہُ اَجَلُّ یا اَللّٰہُ اَعْظَمُ یا اَللّٰہُ کَبِیْرٌ یا اَللّٰہُ الْاَکْبَرُ یا اَللّٰہُ الْکَبِیْرُ یا اَلرَّحْمٰنُ اَکْبَرُ یا اَللّٰہُ اِلٰہٌ یا لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ یا سُبْحَانَ اللّٰہِ یا اَلْـحَمْدُ لِلّٰہِ یا لَا اِلٰـہَ غَیْرُہٗ یا تَبَارَکَ اللّٰہُ وغیرہا الفاظ تعظیمی کہے، تو ان سے بھی ابتدا ہو جائے گی مگر یہ تبدیلی مکروہِ تحریمی ہے۔

اور اگر دُعا یا طلبِ حاجت کے لفظ ہوں۔ مثلاً اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ، اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ وغیرہا الفاظ دُعا کہے تو نماز منعقد نہ ہوئی۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الأول، ج1، ص68)

سوال: لفظ اللہ کے ہمزہ پر کھڑا زبر یا اکبر کے ہمزہ پر کھڑا زبر یا راء سے پہلے الف بڑھا دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: لفظ آللّٰہُ کو اللّٰہُ یا اکْبَرُ کو آکْبَرُ یا اَکْبَارُ کہا، نماز نہ ہوگی بلکہ اگر ان کے معانی فاسدہ سمجھ کر قصداً کہے، تو کافر ہے۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج2، ص218)

سوال: تکبیرِ اولیٰ کی فضیلت کب تک پا سکتا ہے؟

جواب: پہلی رکعت کا رکوع مل گیا، تو تکبیرِ اولیٰ کی فضیلت پا گیا۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الأول، ج1، ص69)

قیام کا بیان

سوال: قیام سے کیا مراد ہے؟

جواب: پورا قیام یہ ہے کہ سیدھا کھڑا ہو اور کمی کی جانب اس کی حد یہ ہے کہ ہاتھ پھیلائے تو گھٹنوں تک نہ پہنچیں۔

(الدرالمختاروردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج2، ص163)

سوال: قیام کتنی دیر ضروری ہے؟

جواب: قیام اتنی دیر تک ہے جتنی دیر قراءت ہے، یعنی بقدرِ قراءتِ فرض، قیام فرض اور بقدرِ واجب، واجب اور بقدرِ سنت، سنت۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج2، ص163)

یہ حکم پہلی رکعت کے سوا اور رکعتوں کا ہے، رکعتِ اُولٰی میں قیام فرض میں مقدار تکبیر تحریمہ بھی شامل ہوگی اور قیام مسنون میں مقدار ثنا و تعوذ و تسمیہ بھی۔

سوال: کن نمازوں میں قیام فرض ہے؟

جواب: فرض و وتر و عیدین و سنت فجر میں قیام فرض ہے کہ بلا عذر صحیح بیٹھ کر یہ نمازیں پڑھے گا، نہ ہوں گی۔ (درمختاروردالمحتار، کتاب الصلاۃ، صفۃ الصلاۃ، ج2، ص163)

سوال: قیام میں ایک پاؤں پر کھڑا ہونا کیسا ہے؟

جواب: ایک پاؤں پر کھڑا ہونا یعنی دوسرے کو زمین سے اٹھالینا مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر عذر کی وجہ سے ایسا کیا تو حرج نہیں۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الصلاۃ، ج1، ص69)

سوال: اگر قیام پر قادر ہے مگر سجدے پر قادر نہیں، تو نماز بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر؟

جواب: اگر قیام پر قادر ہے مگر سجدہ نہیں کر سکتا تو اسے بہتر یہ ہے کہ بیٹھ کر ...ے سے پڑھے اور کھڑے ہو کر بھی پڑھ سکتا ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج2، ص164)

سوال: اگر کھڑے ہونے سے قطرہ آتا ہو یا زخم بہتا ہو اور بیٹھ کر نہیں، تو کیسے نماز پڑھے؟

جواب: جس شخص کو کھڑے ہونے سے قطرہ آتا ہے یا زخم بہتا ہے اور بیٹھنے سے نہیں تو اسے فرض ہے کہ بیٹھ کر پڑھے بشرطیکہ اور طریقے پر اس کی روک نہ کر سکے۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ و مبحث فی الرکن الاصلی الخ، ج2، ص164)

سوال: اگر اتنا کمزور ہے کہ مسجد میں جماعت کے لیے جائے گا تو قیام نہیں کر سکے گا جبکہ گھر پڑھے تو کھڑا ہو کر پڑھ لے گا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر اتنا کمزور ہے کہ مسجد میں جماعت کے لیے جانے کے بعد کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے گا اور گھر میں پڑھے تو کھڑا ہو کر پڑھ سکتا ہے تو گھر میں پڑھے، جماعت میسر ہو تو جماعت سے، ورنہ تنہا۔ (الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، ج2، ص165)

سوال: قیام معاف ہونے میں کس طرح کی تکلیف معتبر ہے؟

جواب: کھڑے ہونے سے محض کچھ تکلیف ہونا عذر نہیں، بلکہ قیام اس وقت ساقط ہوگا کہ کھڑا نہ ہو سکے، اگر عصا یا خادم یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے، تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر پڑھے۔ اگر کچھ دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہے، اگر چہ اتنا ہی کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہہ لے، تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر اتنا کہہ لے پھر بیٹھ جائے۔

(غنیۃ المتملی، فرائض الصلاۃ، الثانی، ص 261تا267)

ضروری تنبیہ: آج کل عموماً یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ جہاں ذرا بخار آیا یا خفیف سی تکلیف ہوئی بیٹھ کر نماز شروع کر دی، حالانکہ وہی لوگ اسی حالت میں دس پندرہ پندرہ منٹ بلکہ زیادہ کھڑے ہو کر اِدھر اُدھر کی باتیں کر لیا کرتے ہیں، ان کو چاہیے کہ ان مسائل سے متنبہ ہوں اور جتنی نمازیں باوجود قدرت قیام بیٹھ کر پڑھی ہوں ان کا اعادہ فرض ہے۔ یوہیں اگر ویسے کھڑا نہ ہو سکتا تھا مگر عصا یا دیوار یا آدمی کے سہارے کھڑا ہونا ممکن تھا تو وہ نمازیں بھی نہ ہوئیں، ان کا پھیرنا فرض۔ (بہار شریعت، حصہ3، ص1..)

قراءت کا بیان

سوال: قراءت سے کیا مراد ہے؟

جواب: قراءت اس کا نام ہے کہ تمام حروف مخارج سے ادا کیے جائیں، کہ ہر حرف غیر سے صحیح طور پر ممتاز ہو جائے اور آہستہ پڑھنے میں بھی اتنا ہونا ضرور ہے کہ خود سنے، اگر حروف کی تصحیح تو کی مگر اس قدر آہستہ کہ خود نہ سنا اور کوئی مانع مثلاً شور وغل یا ثقل سماعت بھی نہیں، تو نماز نہ ہوئی۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الأول، ج1، ص69)

سوال: قراءت کے علاوہ بھی جہاں پڑھنے کا حکم ہوتا ہے، اس سے یہی مراد ہے کہ کم از کم اپنے کان سن لیں؟

جواب: جی ہاں! جس جگہ کچھ پڑھنا یا کہنا مقرر کیا گیا ہے، اس سے یہی مقصد ہے کہ کم سے کم اتنا ہو کہ خود سن سکے، مثلاً طلاق دینے، آزاد کرنے، جانور ذبح کرنے میں۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الأول، ج1، ص69)

سوال: نماز میں کتنی قراءت فرض ہے؟

جواب: مطلقاً ایک آیت پڑھنا فرض کی دو رکعتوں میں اور وتر و نوافل کی ہر رکعت میں امام و منفرد پر فرض ہے۔

(مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، وارکانھا، ص51)

سوال: مقتدی کے لیے امام کے پیچھے قراءت کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مقتدی کو کسی نماز میں قراءت جائز نہیں، نہ فاتحہ، نہ آیت، نہ آہستہ کی نماز میں، نہ جہری میں۔ امام کی قراءت مقتدی کے لیے بھی کافی ہے۔

(مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، وارکانھا، ص51)

سوال: ایک آیت جو فرض ہے، اس کی کم از کم مقدار کتنی ہے؟

جواب: چھوٹی آیت جس میں دو یا دو سے زائد کلمات ہوں پڑھ لینے سے

فرض ادا ہو جائے گا اور اگر ایک ہی حرف کی آیت ہو جیسے صٓ، نٓ، قٓ، کہ بعض قراءتوں میں ان کو آیت مانا ہے، تو اس کے پڑھنے سے فرض ادا نہ ہوگا، اگرچہ اس کی تکرار کرے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الأول، ج1، ص69)

رہی ایک کلمہ کی آیت ﴿مُدْهَآمَّتَانِ﴾ اس میں اختلاف ہے اور بچنے میں احتیاط۔

(بہار شریعت، حصہ3، ص512)

سوال: کن نمازوں میں قراءت میں جہر (بلند آواز سے پڑھنا) واجب اور کن میں سِرّ (آہستہ) واجب ہے؟

جواب: فجر و مغرب و عشا کی پہلی دو رکعتوں میں اور جمعہ و عیدین و تراویح اور وتر رمضان کی سب رکعتوں میں امام پر جہر واجب ہے اور مغرب کی تیسری اور عشا کی تیسری چوتھی یا ظہر و عصر کی تمام رکعتوں میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، ج2، ص305)

سوال: جہر اور سِرّ کی حد کیا ہے؟

جواب: جہر کے یہ معنیٰ ہیں کہ دوسرے لوگ یعنی وہ کہ صفِ اوّل میں ہیں سُن سکیں، یہ ادنیٰ درجہ ہے اور اعلیٰ کے لیے کوئی حد مقرر نہیں اور آہستہ یہ کہ خود سُن سکے۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی الکلام علی الجھر و المخافتۃ، ج2، ص308)

سوال: تنہا یا جماعت سے نفل پڑھے تو قراءت میں جہر کرے یا سِرّ؟

جواب: دن کے نوافل میں آہستہ پڑھنا واجب ہے اور رات کے نوافل میں اختیار ہے اگر تنہا پڑھے اور جماعت سے رات کے نفل پڑھے، تو جہر واجب ہے۔

(درمختار، کتاب الصلاۃ، فصل فی القرأۃ، ج2، ص306)

سوال: جہری نمازوں میں منفرد جہر کرے یا سِرّ؟

جواب: جہری نمازوں میں منفرد کو اختیار ہے اور افضل جہر ہے جب کہ ادا پڑھے اور جب قضا ہے تو آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

(درمختار، کتاب الصلاۃ، فصل فی القرأۃ، ج2، ص306)

سوال: قضا نماز جماعت سے ادا کی تو قراءت جہری کریں گے یا آہستہ؟

جواب: جہری کی قضا اگرچہ دن میں ہو امام پر جہر واجب ہے اور سری کی قضا میں آہستہ پڑھنا واجب ہے، اگرچہ رات میں ادا کرے۔

(درمختار، کتاب الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، ج2، ص307)

سوال: فاتحہ کے بعد سورت ملانا بھول گیا، رکوع میں چلا گیا تو کیا کرے؟

جواب: سورت ملانا بھول گیا، رکوع میں یاد آیا تو کھڑا ہو جائے اور سورت ملائے پھر رکوع کرے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے اگر دوبارہ رکوع نہ کریگا، تو نماز نہ ہوگی۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی الکلام علی الجبر و المحافظۃ، ج2، ص310)

سوال: کتنا قرآن حفظ کرنا ضروری ہے؟

جواب: ایک آیت کا حفظ کرنا ہر مسلمان مکلّف پر فرض عین ہے اور پورے قرآن مجید کا حفظ کرنا فرض کفایہ اور سورہ فاتحہ اور ایک دوسری چھوٹی سورت یا اس کے مثل، مثلاً تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت کا حفظ، واجب عین ہے۔

(درمختار، کتاب الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، ج2، ص315)

سوال: نماز میں سنت قراءت کی مقدار کیا ہے؟

جواب: حضر (اقامت) میں جب کہ وقت تنگ نہ ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر وظہر میں طوال مفصل پڑھے اور عصر وعشا میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل اور ان سب صورتوں میں امام ومنفرد دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

(درمختار، کتاب الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، ج2، ص317)

سوال: مفصل کن صورتوں کو کہا جاتا ہے؟ اور طوال مفصل، اوساطِ مفصل اور قصارِ مفصل کون سی سورتیں ہیں؟

جواب: حجرات سے آخر تک قرآن مجید کی سورتوں کو مفصل کہتے ہیں، اس کے یہ تین حصے ہیں، سورہ حجرات سے بروج تک طوال مفصل اور بروج سے لم یکن تک اوساط

مفصل اور لم یکن سے آخر تک قصار مفصل۔ (بہار شریعت، حصہ3، ص546)

سوال: نمازوں میں قراءت کی رفتار کیا ہونی چاہیے؟

جواب: فرضوں میں ٹھہر ٹھہر کر قراءت کرے اور تراویح میں متوسط انداز پر اور رات کے نوافل میں جلد پڑھنے کی اجازت ہے، مگر ایسا پڑھے کہ سمجھ میں آسکے یعنی کم سے کم مد کا جو درجہ قاریوں نے رکھا ہے اس کو ادا کرے، ورنہ حرام ہے اس لیے کہ ترتیل سے قرآن پڑھنے کا حکم ہے۔ (درمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، صفۃ الصلاۃ، فی القراءۃ، ج2، ص320)

آج کل اکثر حفاظ اس طرح پڑھتے ہیں کہ مد کا ادا ہونا تو بڑی بات ہے یَعْلَمُوْنَ تَعْلَمُوْنَ کے سوا کسی لفظ کا پتہ بھی نہیں چلتا، نہ تصحیح حروف ہوتی ہے، بلکہ جلدی میں لفظ کے لفظ کھا جاتے ہیں اور اس پر تفاخر ہوتا ہے کہ فلاں اس قدر جلد پڑھتا ہے، حالانکہ اس طرح قرآن مجید پڑھنا حرام و سخت حرام ہے۔ (بہار شریعت، حصہ3، ص547)

سوال: سات قراءتوں میں سے کون سی قراءت کرے؟

جواب: ساتوں قراءتیں جائز ہیں، مگر اولیٰ یہ ہے کہ عوام جس سے ناآشنا ہوں وہ نہ پڑھے کہ اس میں ان کے دین کا تحفظ ہے، جیسے ہمارے یہاں قراءت امام عاصم بروایتِ حفص رائج ہے، تو یہی پڑھے۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، ج2، ص320)

سوال: سورتوں کا معین کر لینا کہ اس نماز میں ہمیشہ وہی سورت پڑھا کرے، کیا حکم ہے؟

جواب: سورتوں کا معین کر لینا کہ اس نماز میں ہمیشہ وہی سورت پڑھا کرے، مکروہ ہے، مگر جو سورتیں احادیث میں وارد ہیں ان کو کبھی کبھی پڑھ لینا مستحب ہے، مگر مداومت نہ کرے کہ کوئی واجب نہ گمان کر لے۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، ج2، ص325)

سوال: دو رکعتوں میں ایک سورت کی تکرار کرنا کیسا ہے؟

جواب: نوافل کے علاوہ دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کی تکرار مکروہ تنزیہی ہے، جب کہ کوئی مجبوری نہ ہو اور مجبوری ہو تو بالکل کراہت نہیں، مثلاً پہلی رکعت میں پوری ﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴾ پڑھی، تو اب دوسری میں بھی یہی پڑھے یا دوسری میں بلاقصد وہی پہلی سورت شروع کردی یا دوسری سورت یاد نہیں آتی، تو وہی پہلی پڑھے۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل فی القراء ۃ، ج2، ص320)

نوافل کی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کو مکرر پڑھنا یا ایک رکعت میں اسی سورت کو بار بار پڑھنا، بلاکراہت جائز ہے۔

(غنیۃ المتملی، فیما یکرہ من القران فی الصلاۃ وما لا یکرہ الخ، ص494)

سوال: فرض کی ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: امام فرض کی ایک رکعت میں دو سورت نہ پڑھے اور منفرد پڑھ لے تو حرج نہیں، بشرطیکہ ان دونوں سورتوں میں فاصلہ نہ ہو اور اگر بیچ میں ایک یا چند سورتیں چھوڑ دیں، تو مکروہ ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فی القراء ۃ، ج2، ص330)

سوال: پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھی اور دوسری رکعت میں ایک سورت چھوڑ کر اگلی سورت پڑھی تو کیا حکم ہے؟

جواب: پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھی اور دوسری میں ایک چھوٹی سورت درمیان سے چھوڑ کر پڑھی تو مکروہ ہے اور اگر وہ درمیان کی سورت بڑی ہے کہ اس کو پڑھے دوسری کی قراءت پہلی سے طویل ہوجائے گی تو حرج نہیں، جیسے ﴿ وَالتِّيْنِ ﴾ کے بعد ﴿ اِنَّا اَنْزَلْنَا ﴾ پڑھنے میں حرج نہیں اور ﴿ اِذَا جَآءَ ﴾ کے بعد ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ ﴾ پڑھنا چاہیے۔ (درمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل فی القراء ۃ، ج2، ص330)

سوال: قرآن مجید الٹا پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: قرآن مجید اُلٹا پڑھنا کہ دوسری رکعت میں پہلی والی سے اوپر کی سورت پڑھے، یہ مکروہ تحریمی ہے، مثلاً پہلی میں ﴿ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ﴾ پڑھی اور

دوسری میں ﴿ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ﴾ ۔ (درمختار، کتاب الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، ج2، ص330)

اس کے لیے سخت وعید آئی، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: جو قرآن اُلٹ کر پڑھتا ہے، کیا خوف نہیں کرتا کہ اللہ اس کا دل اُلٹ دے۔

(الفتاوی الرضویۃ، ج6، ص239)

جان بوجھ کر پڑھی تو گناہ ہے مگر نماز کا اعادہ واجب نہیں اور بھول کر ہو تو نہ گناہ، نہ سجدہ سہو۔ (بہار شریعت، حصہ3، ص550)

سوال: بچوں کو تیسواں پارہ خلافِ ترتیب یاد کرواتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: بچوں کی آسانی کے لیے پارہ عم خلافِ ترتیبِ قرآن مجید پڑھنا جائز ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، ج2، ص330)

سوال: بھول کر دوسری رکعت میں اوپر کی سورت شروع کردی یا ایک چھوٹی سورت کا فاصلہ ہو گیا، پھر یاد آیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: بھول کر دوسری رکعت میں اوپر کی سورت شروع کردی یا ایک چھوٹی سورت کا فاصلہ ہو گیا، پھر یاد آیا تو جو شروع کر چکا ہے اسی کو پورا کرے اگرچہ ابھی ایک ہی حرف پڑھا ہو، مثلاً پہلی میں ﴿ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ﴾ پڑھی اور دوسری میں ﴿ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ﴾ یا ﴿ تَبَّتْ ﴾ شروع کردی، اب یاد آنے پر اسی کو ختم کرے، چھوڑ کر ﴿ اِذَا جَآءَ ﴾ پڑھنے کی اجازت نہیں۔ (درمختار، کتاب الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، ج2، ص330)

مسائل قراءت بیرون نماز

سوال: قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا افضل ہے یا زبانی پڑھنا؟

جواب: قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا، زبانی پڑھنے سے افضل ہے کہ یہ پڑھنا بھی ہے اور دیکھنا اور ہاتھ سے اس کا چھونا بھی اور یہ سب کام عبادت ہیں۔

(غنية المتملى، القراءة خارج الصلاة، ص495)

سوال: تلاوت کے کچھ آداب بیان کردیں۔

جواب: مستحب یہ ہے کہ باوضو قبلہ رو اچھے کپڑے پہن کر تلاوت کرے اور شروع تلاوت میں اعوذ پڑھنا مستحب ہے، اور ابتدائے سورت میں بسم اللہ سنت، ورنہ مستحب اور جو آیت پڑھنا چاہتا ہے اگر اس کی ابتدا میں ضمیر مولیٰ تعالیٰ کی طرف راجع ہے، جیسے ﴿ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ﴾ تو اس سورت میں اعوذ کے بعد بسم اللہ پڑھنے کا استحباب مؤکد ہے، درمیان میں کوئی دنیوی کام کرے تو اعوذ باللہ، بسم اللہ پھر پڑھ لے اور دینی کام کیا مثلاً سلام یا اذان کا جواب دیا یا سبحان اللہ اور کلمہ طیبہ وغیرہ اذکار پڑھے، اَعُوْذُ بِاللہ پھر پڑھنا اس کے ذمے نہیں۔

(غنية المتملى، القراءة خارج الصلاة، ص495)

سوال: کیا سورۂ توبہ سے پہلے بھی اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھے گا؟

جواب: سورہ براءت سے اگر تلاوت شروع کی تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ بِسْمِ اللّٰه کہہ لے اور جو اس کے پہلے سے تلاوت شروع کی اور سورت براءت آ گئی تو تسمیہ پڑھنے کی حاجت نہیں۔

(غنية المتملى، القراءة خارج الصلاة، ص495)

اور اس کی ابتدا میں نیا تعوذ جو آج کل کے حافظوں نے نکالا ہے، بے اصل ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ سورہ توبہ ابتداً بھی پڑھے، جب بھی بسم اللہ نہ پڑھے، یہ محض غلط ہے۔

(بہار شریعت، حصہ3، ص551)

سوال: لیٹ کر قرآن مجید پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: لیٹ کر قرآن پڑھنے میں حرج نہیں، جب کہ پاؤں سمٹے ہوں اور منہ

کھلا ہو۔ یونہیں چلنے اور کام کرنے کی حالت میں بھی تلاوت جائز ہے، جبکہ دل نہ بٹے، ورنہ مکروہ ہے۔ (غنیۃ المتملی، القراءۃ خارج الصلاۃ، ص496)

سوال: کس جگہ قرآن پڑھنا منع ہے؟

جواب: غسل خانہ اور مواضع نجاست میں قرآن مجید پڑھنا، ناجائز ہے۔

(غنیۃ المتملی، القراءۃ خارج الصلاۃ، ص496)

سوال: جب قرآن مجید کی تلاوت ہو رہی ہو تو حاضرین کیا کریں؟

جواب: جب بلند آواز سے قرآن پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر سُننا فرض ہے، جب کہ وہ مجمع بغرض سُننے کے حاضر ہو ورنہ ایک کا سننا کافی ہے، اگرچہ اور اپنے کام میں ہوں۔ (غنیۃ المتملی، القراءۃ خارج الصلاۃ، ص497)

سوال: مجمع میں سب پڑھنے والے بلند آواز سے پڑھیں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: مجمع میں سب لوگ بلند آواز سے پڑھیں یہ حرام ہے، اکثر تیجوں میں سب بلند آواز سے پڑھتے ہیں یہ حرام ہے، اگر چند شخص پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے کہ آہستہ پڑھیں۔ (بہار شریعت، حصہ3، ص552)

سوال: بازاروں میں اور جہاں لوگ کام میں مشغول ہوں، بلند آواز سے قرآن پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: بازاروں میں اور جہاں لوگ کام میں مشغول ہوں بلند آواز سے پڑھنا ناجائز ہے، لوگ اگر نہ سُنیں گے تو گناہ پڑھنے والے پر ہے اگر کام میں مشغول ہونے سے پہلے اس نے پڑھنا شروع کر دیا ہو اور اگر وہ جگہ کام کرنے کے لیے مقرر نہ ہو تو اگر پہلے پڑھنا اس نے شروع کیا اور لوگ نہیں سنتے تو لوگوں پر گناہ اور اگر کام شروع کرنے کے بعد اس نے پڑھنا شروع کیا، تو اس پر گناہ۔

جہاں کوئی شخص علمِ دین پڑھا رہا ہے یا طالب علم علمِ دین کی تکرار کرتے یا مطالعہ دیکھتے ہوں، وہاں بھی بلند آواز سے پڑھنا منع ہے۔

(غنیۃ المتملی، القراءۃ خارج الصلاۃ، ص497)

سوال: قرآن مجید سننا افضل ہے یا تلاوت کرنا؟

جواب: قرآن مجید سُننا، تلاوت کرنے اور نفل پڑھنے سے افضل ہے۔

(غنية المتملي، القراءة خارج الصلاة، ص497)

سوال: خود سے تلاوت کرر ہے تھے، اس دوران کوئی معظمِ دینی آجائے تو کیا اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوسکتے ہیں؟

جواب: تلاوت کرنے میں کوئی شخص معظمِ دینی، بادشاہ اسلام یا عالم دین یا پیر یا استاد یا باپ آجائے، تو تلاوت کرنے والا اس کی تعظیم کو کھڑا ہو سکتا ہے۔

(غنية المتملي، القراءة خارج الصلاة، ص497)

سوال: قرآن یاد کر کے بھلا دینا کیسا ہے؟

جواب: قرآن پڑھ کر بھلا دینا گناہ ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میری امت کے ثواب مجھ پر پیش کیے گئے، یہاں تک کہ تنکا جو مسجد سے آدمی نکال دیتا ہے اور میری امت کے گناہ مجھ پر پیش ہوئے، تو اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ آدمی کو سورت یا آیت دی گئی اور اس نے بھلا دی۔

(جامع الترمذي، أبواب فضائل القرآن، الحديث2925، ج4، ص420)

دوسری روایت میں ہے: ''جو قرآن پڑھ کر بھول جائے قیامت کے دن کوڑھی ہو کر آئے گا۔ (سنن أبي داود، كتاب الوتر، التشديد فيمن حفظ القرآن ثم نسيه، ج2، ص107)

اور قرآن مجید میں ہے کہ: اندھا ہو کر اُٹھے گا۔ (پ16، سورہ طٰہٰ، آیت124)

سوال: جو شخص قرآن مجید غلط پڑھ رہا ہو تو سننے والے پر کیا حکم ہے؟

جواب: جو شخص غلط پڑھتا ہو تو سُننے والے پر واجب ہے کہ بتا دے، بشرطیکہ بتانے کی وجہ سے کینہ و حسد پیدا نہ ہو۔ (غنية المتملي، القراءة خارج الصلاة، ص498)

سوال: اگر کسی سے مصحف (قرآن مجید) عاریتاً لیا، اس میں کتابت کی غلطی دیکھی، کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی کا مصحف شریف اپنے پاس عاریت ہے، اگر اس میں کتابت کی غلطی دیکھے، بتا دینا واجب ہے۔ (بہار شریعت، حصہ3، ص553)

سوال: قرآن مجید نہایت باریک قلم سے لکھ کر چھوٹا کر دینا کیسا ہے؟

جواب: قرآن مجید نہایت باریک قلم سے لکھ کر چھوٹا کر دینا جیسا آج کل تعویذی قرآن چھپے ہیں مکروہ ہے کہ اس میں تحقیر کی صورت ہے۔

(غنیۃ المتملی، القراء ۃ خارج الصلاۃ، ص498)

سوال: قرآن مجید بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے یا آہستہ آواز سے؟

جواب: قرآن مجید بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے جب کہ کسی نمازی یا مریض یا سوتے کو ایذا نہ پہنچے۔ (غنیۃ المتملی، القراء ۃ خارج الصلاۃ، ص497)

قراءت میں غلطی ہو جانے کا بیان

سوال: دورانِ نماز اگر قراءت میں غلطی ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس باب میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر ایسی غلطی ہوئی جس سے معنی بگڑ گئے، نماز فاسد ہوگئی، ورنہ نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ3، ص554)

سوال: حرف سے حرف کو تبدیل کر دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنا اگر اس وجہ سے ہے کہ اس کی زبان سے وہ حرف ادا نہیں ہوتا تو مجبور ہے، اس پر کوشش کرنا ضروری ہے، اگر لاپرواہی سے ہے جیسے آج کل کے اکثر حفاظ وعلما کہ ادا کرنے پر قادر ہیں مگر بے خیالی میں تبدیل حرف کر دیتے ہیں، تو اگر معنی فاسد ہوں نماز نہ ہوئی، اس قسم کی جتنی نمازیں پڑھی ہوں ان کی قضا لازم ہے۔

ط ت، س ث ص، ذ ز ظ، ا ء ع، ہ ح، ض ظ د، ان حرفوں میں صحیح طور پر امتیاز رکھیں ورنہ معنی فاسد ہونے کی صورت میں نماز نہ ہوگی اور بعض تو س ش، ز ج، ق ک میں بھی فرق نہیں کرتے۔ (بہار شریعت، حصہ3، ص557)

سوال: بے محل وقف کر دیا، نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: وقف کا بے موقع ہونا مفسد نہیں، اگرچہ وقف لازم ہو۔

(الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الخامس، ج1، ص79تا82)

سوال: اگر قراءت میں کوئی کلمہ چھوڑ دیا، کیا حکم ہے؟

جواب: کسی کلمہ کو چھوڑ گیا اور معنی فاسد نہ ہوئے جیسے ﴿وَ جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا﴾ میں دوسرے سَیِّئَة کو نہ پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوئی اور اگر اس کی وجہ سے معنی فاسد ہوں، جیسے ﴿فَمَا لَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ﴾ میں لَا نہ پڑھا، تو نماز فاسد ہوگئی۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ، وما یکرہ فیہا، مطلب مسائل زلۃ القاری، ج2، ص476)

سوال: ایک لفظ کے بدلے دوسرا لفظ پڑھ دیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب :ایک لفظ کے بدلے میں دوسرا لفظ پڑھا، اگر معنی فاسد نہ ہوں نماز ہو جائے گی جیسے عَلِیْمٌ کی جگہ حَکِیْمٌ، اور اگر معنی فاسد ہوں نماز نہ ہوگی جیسے ﴿وَعْدًا عَلَیْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِیْنَ﴾ میں فَاعِلِیْنَ کی جگہ غَافِلِیْنَ پڑھا۔

(الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج1، ص80)

سوال:ایک آیت کی جگہ دوسری آیت پڑھی، تو کیا حکم ہے؟

جواب :ایک آیت کو دوسری کی جگہ پڑھا، اگر پورا وقف کر چکا ہے تو نماز فاسد نہ ہوئی اور اگر وقف نہ کیا تو معنی متغیر ہونے کی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔

(الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج1، ص80)

سوال:کسی کلمہ کو مکرر پڑھا تو کیا حکم ہے؟

جواب :کسی کلمہ کو مکرّر پڑھا، تو معنی فاسد ہونے میں نماز فاسد ہوگی جیسے رَبِّ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ مٰلِكِ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ جب کہ بقصد اضافت پڑھا ہو یعنی رب کا رب، مالک کا مالک اور اگر بقصد تصحیح مخارج مکرّر کیا یا بغیر قصد زبان سے مکرّر ہو گیا یا کچھ بھی قصد نہ کیا تو ان سب صورتوں میں نماز فاسد نہ ہوگی۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلوة، ومایکره فیها، ج2، ص478)

سوال:مد، غنہ، اظہار، اخفاء، امالہ نہ کرنا تھا کیا، یا کرنا تھا نہ کیا، کیا حکم ہے؟

جواب :مد، غنہ، اظہار، اخفاء، امالہ بے موقع پڑھا، یا جہاں پڑھنا ہے نہ پڑھا تو نماز ہو جائے گی۔

(الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج1، ص81)

رکوع وسجود

سوال: رکوع کی تعریف کیا ہے؟

جواب: اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے کو پہنچ جائیں، یہ رکوع کا ادنیٰ درجہ ہے۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج2، ص165)

اور پورا یہ کہ پیٹھ سیدھی بچھا دے۔ (بہار شریعت، حصہ3، ص513)

سوال: ایسا کبڑا شخص جس کا کب حدِ رکوع تک پہنچ گیا ہو، وہ کیسے رکوع کرے؟

جواب: گوزہ پشت (کبڑا) کہ اس کا کُب حدِ رکوع کو پہنچ گیا ہو، رکوع کے لیے سر سے اشارہ کرے۔ (ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع، الفصل الأول، ج1، ص70)

سوال: سجدہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: پیشانی کا زمین پر جمنا سجدہ کی حقیقت ہے اور پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ لگنا شرط۔ تو اگر کسی نے اس طرح سجدہ کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے، نماز نہ ہوئی بلکہ اگر صرف انگلی کی نوک زمین سے لگی، جب بھی نہ ہوئی اس مسئلہ سے بہت لوگ غافل ہیں۔

(درمختار، کتاب الصلاۃ، ج2، ص240,167,251☆الفتاوی الرضویۃ، ج7، ص363تا376)

سوال: کسی عذر کی وجہ سے پیشانی زمین پر نہیں لگا سکتا تو کیا کرے؟

جواب: اگر کسی عذر کے سبب پیشانی زمین پر نہیں لگا سکتا، تو صرف ناک سے سجدہ کرے پھر بھی فقط ناک کی نوک لگنا کافی نہیں، بلکہ ناک کی ہڈی زمین پر لگنا ضرور ہے۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الأول، ج1، ص70)

سوال: اگر کسی نے سجدہ میں صرف رخسار یا ٹھوڑی زمین پر لگائی تو کیا حکم ہے؟

جواب: رخسار یا ٹھوڑی زمین پر لگانے سے سجدہ نہ ہوگا خواہ عذر کے سبب ہو یا

بلا عذر، اگر عذر ہو تو اشارہ کا حکم ہے۔ (ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع، ج1، ص70)

سوال: ایک رکعت میں کتنی بار سجدہ فرض ہے؟

جواب: ہر رکعت میں دو بار سجدہ فرض ہے۔ (بہار شریعت، حصہ3، ص513)

سوال: کسی نرم چیز پر سجدہ کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: کسی نرم چیز مثلاً گھاس، روئی، قالین وغیرہا پر سجدہ کیا تو اگر پیشانی جم گئی یعنی اتنی دبی کہ اب دبانے سے نہ دبے تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الأول، ج1، ص70)

بعض جگہ سردیوں میں مسجد میں پیال (چاول کا بھس) بچھاتے ہیں، ان لوگوں کو سجدہ کرنے میں اس کا لحاظ بہت ضروری ہے کہ اگر پیشانی خوب نہ دبی، تو نماز ہی نہ ہوئی اور ناک ہڈی تک نہ دبی تو مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوئی، کمانی دار (اسپرنگ والے) گدّے پر سجدہ میں پیشانی خوب نہیں دبتی لہٰذا نماز نہ ہوگی۔ (بہار شریعت، حصہ3، ص514)

سوال: جوار یا باجرہ وغیرہ کے دانوں پر سجدہ کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: جوار، باجرہ وغیرہ چھوٹے دانوں پر جن پر پیشانی نہ جمے، سجدہ نہ ہوگا البتہ اگر بوری وغیرہ میں خوب کس کر بھر دیئے گئے کہ پیشانی جمنے سے مانع نہ ہوں، تو ہو جائے گا۔ (ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الأول، ج1، ص70)

سوال: عمامہ کے پیچ پر سجدہ کیا، کیا حکم ہے؟

جواب: عمامہ کے پیچ پر سجدہ کیا اگر ماتھا خوب جم گیا، سجدہ ہو گیا اور ماتھا نہ جما بلکہ فقط چھو گیا کہ دبانے سے دبے گا یا سر کا کوئی حصہ لگا، تو نہ ہوا۔

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج2، ص252)

سوال: اگر سجدہ والی جگہ قدموں کی نسبت اونچی ہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی جگہ سجدہ کیا کہ قدم کی بہ نسبت بارہ اونگل سے زیادہ اونچی ہے سجدہ نہ ہوا، ورنہ ہو گیا۔ (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج2، ص252)

قعدۂ اخیرہ اور خروج بصنعہ

سوال: قعدۂ اخیرہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: نماز کی رکعتیں پوری کرنے کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا کہ پوری التحیات یعنی رسولہ تک پڑھ لی جائے، اسے قعدۂ اخیرہ کہتے ہیں اور یہ فرض ہے۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج1، ص70)

سوال: اگر پورا قعدۂ اخیرہ سوتے میں گزر گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: پورا قعدہ اخیرہ سوتے میں گزر گیا تو بیداری کے بعد بقدر تشہد بیٹھنا فرض ہے، ورنہ نماز نہ ہوگی، یوہیں قیام، قراءت، رکوع، سجود میں اوّل سے آخر تک سوتا ہی رہا، تو بعد بیداری ان کا اعادہ فرض ہے، ورنہ نماز نہ ہوگی اور سجدہ سہو بھی کرے۔

(منية المصلي، الفريضة السادسة و تحقيق التراويح، ص267)

سوال: آخری رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا اور کھڑا ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: چار رکعت والے فرض میں چوتھی رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا، تو جب تک پانچویں کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے اور پانچویں کا سجدہ کر لیا یا فجر میں دوسری پر نہیں بیٹھا اور تیسری کا سجدہ کر لیا یا مغرب میں تیسری پر نہ بیٹھا اور چوتھی کا سجدہ کر لیا، تو ان سب صورتوں میں فرض باطل ہو گئے۔ مغرب کے سوا اور نمازوں میں ایک رکعت اور ملا لے۔

(منية المصلي، الفريضة السادسة و تحقيق التراويح، ص267)

سوال: قعدۂ اخیرہ میں بقدرِ تشہد پڑھنے کے بعد یاد آیا کہ مجھ پر سجدہ باقی ہے تو کیا حکم ہے؟

جواب: بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد یاد آیا کہ سجدہ تلاوت یا نماز کا کوئی سجدہ کرنا ہے تو سجدہ کرے اور کر لیا تو فرض ہے کہ سجدہ کے بعد پھر بقدر تشہد بیٹھے، وہ پہلا قعدہ جاتا رہا قعدہ نہ کرے گا، تو نماز نہ ہوگی۔ (منية المصلي، الفريضة السادسة و تحقيق التراويح، ص267)

سوال: خروج بصنعہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: قعدہ اخیرہ کے بعد سلام وکلام وغیرہ کوئی ایسا فعل جو منافی نماز ہو بقصد کرنا خروج بصنعہ ہے، مگر سلام کے علاوہ کوئی دوسرا منافی قصداً پایا گیا، تو نماز واجب الاعادہ ہوئی اور بلا قصد کوئی منافی پایا گیا تو نماز باطل۔ (بہار شریعت، حصہ3، ص516)

سوال: کیا قیام، رکوع، سجود اور قعدۂ اخیرہ ترتیب سے کرنا ضروری ہیں؟

جواب: قیام ورکوع وسجود وقعدہ اخیرہ میں ترتیب فرض ہے، اگر قیام سے پہلے رکوع کرلیا پھر قیام کیا تو وہ رکوع جاتا رہا، اگر بعد قیام پھر رکوع کرے گا نماز ہوجائیگی ورنہ نہیں۔ یوہیں رکوع سے پہلے، سجدہ کرنے کے بعد اگر رکوع پھر سجدہ کرلیا ہوجائے گی، ورنہ نہیں۔ (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، بحث الخروج بصنعہ، ج2، ص176)

نماز کے واجبات ،سنن اور مستحبات

سوال: نماز کے واجبات بیان کر دیں۔

جواب: نماز میں درج ذیل واجبات ہیں:

(1) تکبیر تحریمہ میں لفظ "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہنا (2) فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ باقی تمام نمازوں کی ہر رکعت میں الحمد شریف پڑھنا، سورت ملانا یا قرآن پاک کی ایک بڑی آیت جو چھوٹی تین آیتوں کے برابر ہو یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا (3) الحمد شریف کا سورت سے پہلے پڑھنا (4) الحمد شریف اور سورت کے درمیان "اٰمین" اور "بسم اللّٰہ الرَّحمٰن الرَّحیم" کے علاوہ کچھ اور نہ پڑھنا (5) قراءت کے بعد فوراً رکوع کرنا (6) ایک سجدے کے بعد بالترتیب دوسرا سجدہ کرنا (7) تعدیلِ ارکان یعنی رکوع، سجود، قومہ، جلسہ میں کم از کم ایک بار "سبحٰن اللّٰہ" کہنے کی مقدار ٹھہرنا (8) قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا (9) جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا (10) قعدۂ اولیٰ واجب ہے اگرچہ نفل نماز ہو (11) فرض، وتر اور سنتِ موٴکدہ میں تَشَہُّد (یعنی التحیات) کے بعد کچھ نہ بڑھانا (12) دونوں قعدوں میں "تَشَہُّد" مکمل پڑھنا۔ اگر ایک لفظ بھی چھوٹا تو واجب ترک ہو جائے گا اور سجدۂ سہو واجب ہوگا (13) فرض، وتر اور سنتِ مؤکَّدہ کے قعدۂ اولیٰ میں تشہُّد کے بعد اگر بے خیالی میں "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد" یا "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا" کہہ لیا تو سجدۂ سہو واجب ہو گیا اور اگر جان بوجھ کر کہا تو نماز لوٹانا واجِب ہے (14) دونوں طرف سلام پھیرتے وقت لفظ "اَلسَّلَامُ" دونوں بار واجب ہے۔ لفظ "عَلَیْکُم" واجب نہیں بلکہ سنّت ہے (15) وتر میں تکبیرِ قنوت کہنا (16) وِتر میں دعائے قنوت پڑھنا (17) عیدین کی چھ تکبیریں (18) عیدین میں دوسری رکعت کی تکبیرِ رکوع اور اِس تکبیر کیلئے لفظِ "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہنا (19) جہری نماز مثلاً مغرب وعشاء کی پہلی اور دوسری رکعت اور فجر، جُمُعَہ، عیدین، تراویح اور رمضان شریف کے وِتر کی ہر رکعت میں امام کو جَہر (یعنی بلند

آواز کہ کم از کم تین آدمی سُن سکیں) سے قراءت کرنا (20) غیر جہری نماز (مثلاً ظہر وعصر) میں آہستہ قراءت کرنا (21) ہر فرض وواجب کا اُس کی جگہ ہونا (22) رکوع ہر رکعت میں ایک ہی بار کرنا (23) سجدہ ہر رکعت میں دو ہی بار کرنا (24) دوسری رکعت سے پہلے قعدہ نہ کرنا (25) چار رکعت والی نماز میں تیسری رکعت پر قعدہ نہ کرنا (26) آیتِ سجدہ پڑھی ہو تو سجدۂ تلاوت کرنا (27) سجدۂ سہو واجب ہوا ہو تو سجدۂ سہو کرنا (28) دو فرض یا دو واجب یا فرض وواجب کے درمیان تین تسبیح کی قدر (یعنی تین بار "سُبحٰن اللّٰہ" کہنے کی مقدار) وقفہ نہ ہونا (29) امام جب قراءت کرے خواہ بلند آواز سے ہو یا آہستہ آواز سے مقتدی کا چُپ رہنا۔ (30) قِراءَت کے سِوا تمام واجبات میں امام کی پیروی کرنا۔

(ملخصاً من الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب واجبات الصلاۃ، ج2، ص184تا203☆بہار شریعت ملخصاً، حصہ3، ص517تا519)

سوال: نماز کی سنتیں بیان کردیں۔

جواب: نماز کی سنتیں درج ذیل ہیں:

(1) تحریمہ کے لیے ہاتھ اٹھانا (2) تحریمہ کے وقت ہاتھوں کی انگلیاں اپنے حال پر چھوڑنا۔ یعنی نہ بالکل ملائے نہ بہ تکلف کشادہ رکھے بلکہ اپنے حال پر چھوڑ دے (3) تحریمہ کے وقت ہتھیلیوں اور انگلیوں کے پیٹ کا قبلہ رُو ہونا (4) بوقتِ تکبیر سر نہ جھکانا (5) تکبیر سے پہلے ہاتھ اٹھانا یونہیں تکبیر قنوت وتکبیرات عیدین میں کانوں تک ہاتھ لے جانے کے بعد تکبیر کہے اور ان کے علاوہ کسی جگہ نماز میں ہاتھ اٹھانا سنت نہیں۔ عورت کے لیے سنت یہ ہے کہ مونڈھوں تک ہاتھ اٹھائے۔ (6) امام کا بلند آواز سے اللّٰہ اکبر، سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ اور سلام کہنا جس قدر بلند آواز کی حاجت ہو اور بلا حاجت بہت زیادہ بلند آواز کرنا مکروہ ہے۔ (7) بعد تکبیر فوراً ہاتھ باندھ لینا یوں کہ مرد ناف کے نیچے دہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں کلائی کے جوڑ پر رکھے، چھنگلیا اور انگوٹھا کلائی کے اغل بغل رکھے

اور باقی انگلیوں کو بائیں کلائی کی پشت پر بچھائے اور عورت و خنثیٰ بائیں ہتھیلی سینہ پر چھاتی کے نیچے رکھ کر اس کی پشت پر دہنی ہتھیلی رکھے۔(8) ثنا، تعوذ، تسمیہ، آمین کہنا اور ان سب کا آہستہ ہونا(9) پہلے ثنا پڑھے پھر تعوذ پھر تسمیہ پڑھنا اور ہر ایک کے بعد دوسرے کو فوراً پڑھے، وقفہ نہ کرے(10) تحریمہ کے بعد فوراً ثنا پڑھے اور ثنا میں وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ غیر جنازہ میں نہ پڑھے اور دیگر اذکار جو احادیث میں وارد ہیں، وہ سب نفل کے لیے ہیں۔
(11) رکوع میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم کہنا اور گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑنا اور انگلیاں خوب کھلی رکھنا، یہ حکم مردوں کے لیے ہے اور عورتوں کے لیے سنت گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا اور انگلیاں کشادہ نہ کرنا ہے آج کل اکثر مرد رکوع میں محض ہاتھ رکھ دیتے اور انگلیاں ملا کر رکھتے ہیں یہ خلاف سنت ہے۔(12) حالت رکوع میں ٹانگیں سیدھی ہونا، اکثر لوگ کمان کی طرح ٹیڑھی کر لیتے ہیں یہ مکروہ ہے۔(13) رکوع کے لیے اللہ اکبر کہنا۔
(14) رکوع میں پیٹھ خوب بچھی رکھے یہاں تک کہ اگر پانی کا پیالہ اس کی پیٹھ پر رکھ دیا جائے، تو ٹھہر جائے۔ عورت رکوع میں تھوڑا جھکے یعنی صرف اس قدر کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں، پیٹھ سیدھی نہ کرے۔(15) رکوع سے جب اٹھے، تو ہاتھ نہ باندھے لٹکا ہوا چھوڑ دے۔(16) رکوع سے اٹھنے میں امام کے لیے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہنا اور مقتدی کے لیے اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْد کہنا اور منفرد کو دونوں کہنا سنت ہے۔(17) سجدہ کے لیے اور سجدہ سے اٹھنے کے لیے اللہ اکبر کہنا(18) سجدہ میں کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہنا(19) سجدہ میں ہاتھ کا زمین پر رکھنا(20) سجدہ میں جائے تو زمین پر پہلے گھٹنے رکھے پھر ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی اور جب سجدہ سے اٹھے تو اس کا عکس کرے یعنی پہلے پیشانی اٹھائے پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنے۔(21) مرد کے لیے سجدہ میں سنت یہ ہے کہ بازو کروٹوں سے جدا ہوں اور پیٹ رانوں سے اور کلائیاں زمین پر نہ بچھائے، مگر جب صف میں ہو تو بازو کروٹوں سے جدا نہ ہوں گے۔(22) عورت سمٹ کر سجدہ کرے، یعنی بازو کروٹوں سے ملا دے اور پیٹ ران سے اور ران پنڈلیوں سے اور پنڈلیاں زمین سے۔
(23) دونوں گھٹنے ایک ساتھ زمین پر رکھے اور اگر کسی عذر سے ایک ساتھ نہ رکھ سکتا ہو، تو

پہلے داہنا رکھے پھر بایاں۔ (24) سجدوں میں انگلیاں قبلہ رُو ہونا، (25) ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی ہونا۔ (26) سجدہ میں دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا سنت ہے اور ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا واجب اور دسوں کا قبلہ رُو ہونا سُنت۔ (27) جب دونوں سجدے کر لے تو اگلی رکعت کے لیے پنجوں کے بل، گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اُٹھے، یہ سُنت ہے، ہاں کمزوری وغیرہ عذر کے سبب اگر زمین پر ہاتھ رکھ کر اُٹھا جب بھی حرج نہیں۔ (28) دوسری رکعت کے سجدوں سے فارغ ہونے کے بعد بایاں پاؤں بچھا کر، دونوں سرین اس پر رکھ کر بیٹھنا اور داہنا قدم کھڑا رکھنا، اور داہنے پاؤں کی انگلیاں قبلہ رُخ کرنا یہ مرد کے لیے ہے اور عورت دونوں پاؤں داہنی جانب نکال دے، اور بائیں سرین پر بیٹھے (29) داہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھنا، اور بایاں بائیں پر اور انگلیوں کو اپنی حالت پر چھوڑنا کہ نہ کھلی ہوئی ہوں، نہ ملی ہوئی، اور انگلیوں کے کنارے گھٹنوں کے پاس ہونا، گھٹنے پکڑنا نہ چاہیے۔ (30) شہادت پر اشارہ کرنا، یوں کہ چھنگلیا اور اس کے پاس والی کو بند کر لے، انگوٹھے اور بیچ کی اُنگلی کا حلقہ باندھے اور لَا پر کلمہ کی انگلی اٹھائے اور اِلَّا پر رکھ دے اور سب اُنگلیاں سیدھی کر لے۔ (31) قعدہ اُولیٰ کے بعد تیسری رکعت کے لیے اُٹھے تو زمین پر ہاتھ رکھ کر نہ اُٹھے، بلکہ گھٹنوں پر زور دے کر، ہاں اگر عذر ہے تو حرج نہیں۔ (32) تشہد کے بعد دوسرے قعدہ میں دُرود شریف پڑھنا اور افضل وہ دُرود ہے، جو نماز کے طریقہ میں مذکور ہوا۔ (33) اور نوافل کے قعدہ اُولیٰ میں بھی مسنون ہے۔ (34) مقتدی کے تمام انتقالات امام کے ساتھ ساتھ ہونا۔ (35) اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ دوبار کہنا، پہلے داہنی طرف پھر بائیں طرف۔ (36) سلام کے بعد سُنت یہ ہے کہ امام دہنے بائیں کو انحراف کرے اور داہنی طرف افضل ہے اور مقتدیوں کی طرف بھی مونہہ کر کے بیٹھ سکتا ہے، جب کہ کوئی مقتدی اس کے سامنے نماز میں نہ ہو، اگرچہ کسی پچھلی صف میں وہ نماز پڑھتا ہو۔

ملخص از (الدر المختار ورد المحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في قولهم الاساءة

درر الحکام، ج2، ص208، 300☆الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج1، ص72، 77☆غنیة المتملی، صفة الصلاة، ص300تا343☆بہار شریعت، حصہ3، ص520تا537)

سوال: نماز کے مستحبات بیان کر دیں۔

جواب: نماز کے مستحبات درج ذیل ہیں:

(1) حالتِ قیام میں موضعِ سجدہ کی طرف نظر کرنا۔ (2) رکوع میں پُشتِ قدم کی طرف۔ (3) سجدہ میں ناک کی طرف۔ (4) قعدہ میں گود کی طرف۔ (5) پہلے سلام میں داہنے شانہ کی طرف۔ (6) دوسرے میں بائیں کی طرف۔ (7) جماہی آئے تو منہ بند کیے رہنا اور نہ رُکے تو ہونٹ دانت کے نیچے دبائے اور اس سے بھی نہ رُکے تو قیام میں داہنے ہاتھ کی پُشت سے مونھ ڈھانک لے اور غیرِ قیام میں بائیں کی پُشت سے یا دونوں میں آستین سے اور بلا ضرورت ہاتھ یا کپڑے سے مونھ ڈھانکنا، مکروہ ہے۔ جماہی روکنے کا مجرب طریقہ یہ ہے کہ دل میں خیال کرے کہ انبیاء علیہم السلام کو جماہی نہیں آتی تھی۔ (8) مرد کے لیے تکبیرِ تحریمہ کے وقت ہاتھ کپڑے سے باہر نکالنا۔ (9) عورت کے لیے کپڑے کے اندر بہتر ہے۔ (10) جہاں تک ممکن ہو کھانسی دفعہ کرنا۔ (11) جب مکبّر حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو امام و مقتدی سب کا کھڑے ہو جانا۔ (12) جب مکبّر قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کہہ لے تو نماز شروع کر سکتا ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ اقامت پوری ہونے پر شروع کرے۔ (13) دونوں پنجوں کے درمیان، قیام میں چار اُنگل کا فاصلہ ہونا۔ (14) مقتدی کو امام کے ساتھ شروع کرنا۔ (15) سجدہ کا زمین پر بلا حائل ہونا۔

(الدر المختار و رد المحتار ملخصاً، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج، ص214تا216)

امامت کا بیان

سوال: نماز کی امامت کا مطلب کیا ہے؟

جواب: نماز کی امامت کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے کی نماز کا اس کی نماز کے ساتھ وابستہ ہونا۔ (بہار شریعت، حصہ3، ص560)

سوال: امام کے لیے کتنی شرطیں ہیں؟

جواب: بالغ مرد غیر معذور کے امام کے لیے چھ شرطیں ہیں: (1) اسلام (2) بلوغ (3) عاقل ہونا (4) مرد ہونا (5) قراءت (6) معذور نہ ہونا۔

(نور الإیضاح، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ص73)

سوال: کیا نابالغوں کے امام کے لیے بالغ ہونا شرط نہیں؟

جواب: نابالغوں کے امام کے لیے بالغ ہونا شرط نہیں، بلکہ نابالغ بھی نابالغوں کی اِمامت کر سکتا ہے، اگر سمجھدار ہو۔

(الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب شروط الإمامۃ الکبری، ج2، ص337)

سوال: عورتوں کی امامت کے لیے مرد ہونا شرط نہیں؟

جواب: عورتوں کے امام کے لیے مرد ہونا شرط نہیں، عورت بھی امام ہو سکتی ہے، اگرچہ مکروہ ہے۔

(الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب شروط الإمامۃ الکبری، ج2، ص337)

سوال: کیا شرعی معذور شرعی معذور کی امامت کر سکتا ہے؟

جواب: معذور اپنے مثل یا اپنے سے زائد عذر والے کی اِمامت کر سکتا ہے، کم عذر والے کی اِمامت نہیں کر سکتا اور اگر امام و مقتدی دونوں کو دو قسم کے عذر ہوں، مثلاً ایک کو ریاح کا مرض ہے، دوسرے کو قطرہ آنے کا، تو ایک دوسرے کی اِمامت نہیں کر سکتا۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الإمامۃ، الفصل الثالث، ج1، ص84)

سوال: اقتداء صحیح ہونے کی کتنی شرائط ہیں؟

جواب: اقتداء کی تیرہ (13) شرطیں ہیں: (1) نیتِ اقتداء (2) اور اس نیت اقتداء کا تحریمہ کے ساتھ ہونا یا تحریمہ پر مقدم ہونا، بشرطیکہ صورت تقدم میں کوئی اجنبی فعل نیت و تحریمہ میں فاصل نہ ہو۔ (3) امام و مقتدی دونوں کا ایک مکان میں ہونا۔ (4) دونوں کی نماز ایک ہو یا امام کی نماز، نمازِ مقتدی کو متضمن ہو۔ (5) امام کی نماز مذہبِ مقتدی پر صحیح ہونا۔ (6) امام و مقتدی دونوں کا اسے صحیح سمجھنا۔ (7) عورت کا محاذی نہ ہونا ان شروط کے ساتھ جو مذکور ہوں گی۔ (8) مقتدی کا امام سے مقدم نہ ہونا۔ (9) مقتدی کو امام کے انتقالات کا علم ہونا۔ (10) امام کا مقیم یا مسافر ہونا معلوم ہو۔ (11) ارکان کی ادا میں شریک ہونا۔ (12) ارکان کی ادا میں مقتدی امام کے مثل ہو یا کم۔ (13) شرائط میں مقتدی کا امام سے زائد نہ ہونا۔

(الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج2، ص338,339)

سوال: حنفی شافعی کی اقتدا کب کرسکتا ہے؟

جواب: شافعی یا دوسرے مقلد کی اقتدا اس وقت کر سکتے ہیں، جب وہ مسائل طہارت و نماز میں ہمارے فرائض مذہب کی رعایت کرتا ہو یا معلوم ہو کہ اس نماز میں رعایت کی ہے یعنی اس کی طہارت ایسی نہ ہو کہ حنفیہ کے طور پر غیر طاہر کہا جائے، نہ نماز اس قسم کی ہو کہ ہم اُسے فاسد کہیں پھر بھی حنفی کو حنفی کی اقتدا افضل ہے اور اگر معلوم نہ ہو کہ ہمارے مذہب کی رعایت کرتا ہے، نہ یہ کہ اس نماز میں رعایت کی ہے تو جائز ہے، مگر مکروہ اور اگر معلوم ہو کہ اس نماز میں رعایت نہیں کی ہے، تو باطل محض ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الإمامۃ، الفصل الثالث، ج1، ص84)

سوال: امامت کا زیادہ حقدار کون ہے؟

جواب: (1) سب سے زیادہ مستحق اِمامت وہ شخص ہے جو نماز و طہارت کے احکام کو سب سے زیادہ جانتا ہو، اگرچہ باقی علوم میں پوری مہارت نہ رکھتا ہو، بشرطیکہ قرآن صحیح پڑھتا ہو یعنی حروف مخارج سے ادا کرتا ہو اور مذہب کی کچھ خرابی نہ رکھتا ہو اور فواحش

(بے حیائی کے کاموں) سے بچتا ہو (2) اس کے بعد وہ شخص جو تجوید (قراءت) کا زیادہ علم رکھتا ہو اور اس کے موافق ادا کرتا ہو۔ (3) اگر کئی شخص ان باتوں میں برابر ہوں، تو وہ کہ زیادہ ورع رکھتا ہو یعنی حرام تو حرام شبہات سے بھی بچتا ہو (4) اس میں بھی برابر ہوں، تو زیادہ عمر والا یعنی جس کو زیادہ زمانہ اسلام میں گزرا (5) اس میں بھی برابر ہوں، تو جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں (6) اس میں بھی برابر ہوں، تو زیادہ وجاہت والا یعنی تہجد گزار کہ تہجد کی کثرت سے آدمی کا چہرہ زیادہ خوبصورت ہو جاتا ہے۔ (7) پھر زیادہ خوبصورت (8) پھر زیادہ حسب والا پھر وہ کہ باعتبار نسب کے زیادہ شریف ہو۔

امام معین ہی اِمامت کا حق دار ہے، اگرچہ حاضرین میں کوئی اس سے زیادہ علم اور زیادہ تجوید والا ہو جبکہ وہ امام جامع شرائط امام ہو، ورنہ وہ اِمامت کا اہل ہی نہیں، بہتر ہونا درکنار۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج2، ص350تا354)

سوال: کسی شخص کی امامت سے لوگ ناراض ہوں تو اس کا امامت کرنا کیسا ہے؟

جواب: جس شخص کی اِمامت سے لوگ کسی وجہ شرعی سے ناراض ہوں، تو اس کا امام بننا مکروہ تحریمی ہے اور اگر ناراضی کسی وجہ شرعی سے نہ ہو تو کراہت نہیں، بلکہ اگر وہی حق ہو، تو اسی کو امام ہونا چاہیے۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج2، ص354)

سوال: کن لوگوں کی امامت مکروہ تحریمی ہے؟

جواب: (1) ایسا بد مذہب کہ جس کی بد مذہبی حد کفر کو نہ پہنچی ہو (2) فاسق معلن جیسے شرابی، جواری، زنا کار، سود خوار چغل خور، وغیرہم جو کبیرہ گناہ بالاعلان کرتے ہیں، ان کو امام بنانا گناہ اور ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب البدعۃ خمسۃ اقسام، ج2، ص356تا360)

سوال: کن لوگوں کی امامت مکروہ تنزیہی ہے؟

جواب :(1)اندھے(2)ولدالزنا(3)خوبصورت امرد(4)کوڑھی(5) فالج کی بیماری والے(6)برص والے کی جس کا برص ظاہر ہو(7)سفیہ (یعنی بے وقوف کہ تصرفات مثلاً بیع وشرا میں دھوکے کھاتا ہو) کی اِمامت مکروہ تنزیہی ہے اور کراہت اس وقت ہے کہ یہ حضرات اس جماعت میں سب سے افضل نہ ہوں اور اگر یہی مستحق اِمامت ہیں تو کراہت نہیں اور اندھے کی امامت میں تو بہت خفیف کراہت ہے۔

(الدرالمختار مع رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ،ج2، ص355تا360)

سوال:کیا بالغ مرد نابالغ کی اقتدا کرسکتا ہے؟

جواب:نابالغ کی اقتدا بالغ کسی نماز میں نہیں کرسکتا، یہاں تک کہ نماز جنازہ و تراویح ونوافل میں بھی نہیں سکتا۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ،باب الإمامۃ، مطلب فی الکلام علی الصف الأوّل، ج2، ص387)

سوال:کیا اُمّی کی اقتدا ہوسکتی ہے؟

جواب :جس کو کچھ قرآن یاد ہو اگرچہ ایک ہی آیت ہو، وہ اُمّی (یعنی اس کی جس کو کوئی آیت یاد نہیں) کی اقتدا نہیں کرسکتا اور اُمّی اُمّی کے پیچھے پڑھ سکتا ہے جس کو کچھ آیتیں یاد ہیں مگر حروف صحیح ادا نہیں کرتا جس کی وجہ سے معنی فاسد ہو جاتے ہیں، وہ بھی اُمّی کے مثل ہے۔

(الدرالمختارو ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب الواجب کفایۃ، ج2، ص389)

سوال:اُمّی نے اُمّی اور قاری دونوں کی امامت کی،تو کیا حکم ہے؟

جواب :اُمّی نے اُمّی اور قاری (یعنی اس کی کہ بقدرِ فرض قرآن صحیح پڑھ سکتا ہو) کی اِمامت کی، تو کسی کی نماز نہ ہوگی۔ اگرچہ قاری درمیان نماز میں شریک ہوا ہو۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب المواضع التی تفسد الخ،ج2، ص412)

سوال:اُمّی کی اپنی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب :اُمّی پر واجب ہے کہ رات دن کوشش کرے یہاں تک کہ بقدرِ فرض

قرآن مجید یاد کرلے، ورنہ عنداللہ تعالیٰ معذور نہیں۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث، ج1، ص86)

اور جس سے حروف صحیح ادا نہیں ہوتے اس پر واجب ہے کہ تصحیح حروف میں رات دن پوری کوشش کرے اور اگر صحیح خواں کی اقتدا کرسکتا ہو تو جہاں تک ممکن ہو اس کی اقتدا کرے یا وہ آیتیں پڑھے جس کے حروف صحیح ادا کرسکتا ہو اور یہ دونوں صورتیں ناممکن ہوں تو زمانہ کوشش میں اس کی اپنی نماز ہوجائے گی اور اپنے مثل دوسرے کی اِمامت بھی کرسکتا ہے۔ آج کل عام لوگ اس میں مبتلا ہیں کہ غلط پڑھتے ہیں اور کوشش نہیں کرتے ان کی نمازیں خود باطل ہیں اِمامت درکنار۔

(الدرالمختار وردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی الالثغ، ج2، ص395)

سوال: ہکلے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہکلا جس سے حرف مکرّر ادا ہوتے ہیں، اس کا بھی یہی حکم ہے یعنی اگر صاف پڑھنے والے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے تو اس کے پیچھے پڑھنا لازم ہے ورنہ اس کی اپنی ہوجائے گی اور اپنے مثل یا اپنے سے کمتر کی اِمامت بھی کرسکتا ہے۔

(الدرالمختار وردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی الالثغ، ج2، ص395)

سوال: اقتداء کی ایک شرط یہ ہے کہ شرائط میں مقتدی کا امام سے زائد نہ ہونا، اس کی کیا مثال ہوگی؟

جواب: جس کا ستر کُھلا ہوا ہے وہ ستر چھپانے والے کا امام نہیں ہوسکتا، ستر کُھلے ہوؤں کا امام ہوسکتا ہے۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس فی الامامة، الفصل الثالث، ج1، ص85)

سوال: اقتدا کی ایک شرط یہ ہے کہ "ارکان کی ادا میں مقتدی امام کے مثل ہو یا کم" اس کی مثال کیا ہوگی؟

جواب: جو رکوع وسجود سے عاجز ہے یعنی وہ کہ کھڑے یا بیٹھے رکوع وسجود کی جگہ

اشارہ کرتا ہو، اس کے پیچھے اس کی نماز نہ ہوگی جو رکوع و سجود پر قادر ہے اور اگر بیٹھ کر رکوع و سجود کر سکتا ہو تو اس کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی ہو جائے گی۔

سوال: اقتدا کی ایک شرط یہ ہے کہ "دونوں کی نماز ایک ہو یا امام کی نماز، نمازِ مقتدی کو متضمن ہو" اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: دونوں کی نماز ایک ہونے کی مثال یہ کہ دونوں آج کی ظہر کے فرض پڑھ رہے ہیں، لہذا اگر فرض مختلف ہوئے کہ امام کی ظہر اور مقتدی کی عصر ہے یا امام کی آج کی ظہر اور مقتدی کی گزشتہ کل کی ظہر ہے تو نماز نہ ہوگی۔ اور امام کی نماز متضمن ہونے سے مراد یہ ہے کہ امام کی نماز اعلی ہو، لہذا امام کی فرض اور مقتدی کی نفل ہے تو نماز ہو جائے گی اور امام کی نفل اور مقتدی کی فرض ہے تو نماز نہ ہوگی۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب الواجب کفایۃ إلخ، ج2، ص391)

سوال: کیا جن کی اقتدا صحیح ہے؟

جواب: جن نے اِمامت کی، اقتدا صحیح ہے اگر انسانی صورت میں ظاہر ہوا۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب فی تکرار الجماعۃ فی المسجد، ج2، ص345)

سوال: جس نے بلا طہارت نماز پڑھا دی، بعد میں یاد آیا تو کیا کرے؟

جواب: امام نے اگر بلا طہارت نماز پڑھائی یا کوئی اور شرط یا رکن نہ پایا گیا جس سے اس کی اِمامت صحیح نہ ہوئی، تو اس پر لازم ہے کہ اس امر کی مقتدیوں کو خبر کر دے جہاں تک بھی ممکن ہو، خواہ خود کہے یا کہلا بھیجے، یا خط کے ذریعہ سے اور مقتدی اپنی اپنی نماز کا اعادہ کریں۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج2، ص410)

سوال: کن لوگوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی؟

جواب: وہ بدمذہب جس کی بدمذہبی حدِ کفر کو پہنچ گئی ہو یا جس کی قراءت اتنی غلط ہو جس سے معنی فاسد ہو جائیں۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الامامۃ، الفصل الثالث، ج1، ص84)

جماعت کا بیان

سوال: پنج وقتہ نماز با جماعت پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: عاقل، بالغ، قادر پر جماعت واجب ہے، بلا عذر ایک بار بھی چھوڑنے والا گنہگار اور مستحق سزا ہے اور کئی بار ترک کرے، تو فاسق مردود الشہادۃ اور اس کو سخت سزا دی جائے گی، اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گنہگار ہوئے۔

(غنیۃ المتملی، فصل فی الإمامۃ و فیھا مباحث، ص508)

سوال: جمعہ، عیدین، تراویح، وتر اور سورج گہن کی جماعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جمعہ وعیدین میں جماعت شرط ہے اور تراویح میں سُنت کفایہ کہ محلّہ کے سب لوگوں نے ترک کی تو سب نے بُرا کیا اور کچھ لوگوں نے قائم کرلی تو باقیوں کے سر سے جماعت ساقط ہوگئی اور رمضان کے وتر میں مستحب ہے، سورج گہن میں جماعت سنت ہے۔ (الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن عشر فی الصلاۃ الکسوف، ج1، ص152)

سوال: مسجدِ محلّہ میں جماعت ثانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: مسجدِ محلّہ میں جس کے لیے امام مقرر ہو، امام محلّہ نے اذان واقامت کے ساتھ بطریق مسنون جماعت پڑھ لی ہو تو اذان و اقامت کے ساتھ ہیئت اُولی پر دوبارہ جماعت قائم کرنا مکروہ ہے اور اگر بے اذان جماعتِ ثانیہ ہوئی، تو حرج نہیں جب کہ محراب سے ہٹ کر ہو اور شارع عام کی مسجد جس میں لوگ جوق در جوق آتے اور پڑھ کر چلے جاتے ہیں یعنی اس کے نمازی مقرر نہ ہوں، اس میں اگرچہ اذان واقامت کے ساتھ جماعتِ ثانیہ قائم کی جائے کوئی حرج نہیں، بلکہ یہی افضل ہے کہ جو گروہ آئے نئی اذان و اقامت سے جماعت کرے، یوہیں اسٹیشن وسرائے کی مسجدیں۔

(الدر المختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب فی تکرار الجماعۃ فی المسجد، ج1 ص342تا344)

سوال: جماعت میں حاضری کس کس صورت میں معاف ہے؟

جواب: درج ذیل صورتوں میں جماعت معاف ہے:(1)مریض جسے مسجد تک جانے میں مُشقت ہو۔(2)اپاہج(3)جس کا پاؤں کٹ گیا ہو۔(4)جس پر فالج گرا ہو۔(5)اتنا بوڑھا کہ مسجد تک جانے سے عاجز ہے۔(6)اندھا اگرچہ اندھے کے لیے کوئی ایسا ہو جو ہاتھ پکڑ کر مسجد تک پہنچا دے۔(7)سخت بارش اور(8)شدید کیچڑ کا حائل ہونا۔(9)سخت سردی۔(10)سخت تاریکی۔(11)آندھی۔(12)مال یا کھانے کے تلف ہونے کا اندیشہ۔(13)قرض خواہ کا خوف ہے اور یہ تنگ دست ہے۔(14)ظالم کا خوف۔(15)پاخانہ۔(16)پیشاب۔(17)ریاح کی حاجت شدید ہے۔(18)کھانا حاضر ہے اور نفس کو اس کی خواہش ہے۔(19)قافلہ چلے جانے کا اندیشہ ہے۔(20)مریض کی تیمارداری کہ جماعت کے لیے جانے سے اس کو تکلیف ہوگی اور گھبرائے گا، یہ سب ترک جماعت کے لیے عذر ہیں۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج2، ص 347تا349)

سوال: کیا عورتوں پر بھی جماعت واجب ہے؟

جواب: عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں، دن کی نماز ہو یا رات کی، جمعہ ہو یا عیدین، خواہ وہ جوان ہوں یا بوڑھیاں۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج2، ص 367)

سوال: امام کے پیچھے ایک مقتدی ہے تو کہاں کھڑا ہو، دو یا دو سے زیادہ ہوں تو کہاں کھڑے ہوں؟

جواب: اکیلا مقتدی مرد اگرچہ لڑکا ہو امام کے برابر دہنی جانب کھڑا ہو، بائیں طرف یا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے، دو مقتدی ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں، برابر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے، دو سے زائد کا امام کے برابر کھڑا ہونا مکروہ تحریمی۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج2، ص 370)

سوال: امام کے برابر کھڑے ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب : امام کے برابر کھڑے ہونے کے یہ معنی ہیں کہ مقتدی کا قدم امام سے آگے نہ ہو یعنی اس کے پاؤں کا گِٹا اُس کے گِٹے سے آگے نہ ہو، سر کے آگے پیچھے ہونے کا کچھ اعتبار نہیں۔ تو اگر امام کے برابر کھڑا ہوا اور چونکہ مقتدی امام سے دراز قد ہے لہٰذا سجدے میں مقتدی کا سر امام سے آگے ہوتا ہے، مگر پاؤں کا گِٹا گِٹے سے آگے نہ ہو تو حرج نہیں۔ یو ہیں اگر مقتدی کے پاؤں بڑے ہوں کہ اُنگلیاں امام سے آگے ہیں جب بھی حرج نہیں، جب کہ گِٹا آگے نہ ہو۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب إذا صلی الشافعی إلخ، ج2، ص368)

سوال: ایک شخص امام کے برابر کھڑا تھا، ایک اور آ گیا تو کیا کرے؟

جواب: ایک شخص امام کے برابر کھڑا تھا پھر ایک اور آیا تو امام آگے بڑھ جائے اور وہ آنے والا اس مقتدی کے برابر کھڑا ہو جائے یا وہ مقتدی پیچھے ہٹ آئے خود یا آنے والے نے اس کو کھینچا، خواہ تکبیر کے بعد یا پہلے یہ سب صورتیں جائز ہیں، جو ہو سکے کرے اور سب ممکن ہیں تو اختیار ہے، مگر مقتدی جبکہ ایک ہو تو اس کا پیچھے ہٹنا افضل ہے اور دو ہوں تو امام کا آگے بڑھنا، اگر مقتدی کے کہنے سے امام آگے بڑھا یا مقتدی پیچھے ہٹا اس نیت سے کہ یہ کہتا ہے اس کی مانوں، تو نماز فاسد ہو جائے گی اور حکم شرع بجالانے کے لیے ہو، تو کچھ حرج نہیں۔ (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب هل الاساءۃ إلخ، ج2، ص370)

سوال: صفوں کی ترتیب کیا ہونی چاہیے؟

جواب : مرد، بچے، خنثیٰ (ہیجڑے) اور عورتیں جمع ہوں تو صفوں کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے مردوں کی صف ہو پھر بچوں کی پھر خنثیٰ کی پھر عورتوں کی اور بچہ تنہا ہو تو مردوں کی صف میں داخل ہو جائے۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج2، ص 377)

سوال: صفیں بنانے میں کن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے؟

جواب: صفیں بنانے میں چار چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے:

(1) تسویہ یعنی صف برابر ہو، سیدھی ہو، مقتدی آگے پیچھے نہ ہوں۔ (2) اتمام،

کہ جب تک ایک صف پوری نہ ہو، دوسری شروع نہ کریں (3) تراص یعنی خوب مل کر کھڑے ہونا کہ کندھے سے کندھا مس ہو۔ (4) تقارب کہ صفیں پاس پاس ہوں۔

(فتاوی رضویہ، ج7، ص318تا328)

سوال: امام کہاں کھڑا ہو؟

جواب: امام کو چاہیے کہ وسط میں کھڑا ہو، اگر دہنی یا بائیں جانب کھڑا ہوا، تو خلافِ سنت کیا۔ (ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس ، الفصل الخامس، ج1، ص89)

سوال: جماعت میں سب سے افضل جگہ کھڑے ہونے کی کون سے ہے؟

جواب: مردوں کی پہلی صف کہ امام سے قریب ہے، دوسری سے افضل ہے اور دوسری تیسری سے وعلیٰ ہذا القیاس۔ مقتدی کے لیے افضل جگہ یہ ہے کہ امام سے قریب ہو اور دونوں طرف برابر ہوں، تو دہنی طرف افضل ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الإمامۃ، الفصل الخامس، ج1، ص89)

سوال: امام کو ستونوں کے درمیان کھڑا ہونا کیسا ہے؟

جواب: امام کو ستونوں کے درمیان کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج2، ص 384)

سوال: پہلی صف میں جگہ ہو اور پچھلی صف بھر گئی ہو، تو بعد میں آنے والا کیا کرے؟

جواب: پہلی صف میں جگہ ہو اور پچھلی صف بھر گئی ہو تو اس کو چیر کر جائے اور اس خالی جگہ میں کھڑا ہو، اس کے لیے حدیث میں فرمایا کہ جو صف میں کشادگی دیکھ کر اسے بند کر دے، اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ (ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس ، ج1، ص89)

اور یہ وہاں ہے، جہاں فتنہ و فساد کا احتمال نہ ہو۔ (بہارِ شریعت، حصہ3، ص387)

سوال: مقتدی کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: مقتدی کی چار قسمیں ہیں: (1) مدرک (2) لاحق (3) مسبوق

(4) لاحق مسبوق۔ (درمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج2، ص414)

سوال: مدرک کسے کہتے ہیں؟

جواب: مدرک اسے کہتے ہیں جس نے اوّل رکعت سے تشہد تک امام کے ساتھ پڑھی، اگرچہ پہلی رکعت میں امام کے ساتھ رکوع ہی میں شریک ہوا ہو۔

(درمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب فی احکام المسبوق، ج2، ص414)

سوال: لاحق کسے کہتے ہیں؟

جواب: لاحق وہ کہ امام کے ساتھ پہلی رکعت میں اقتدا کی مگر بعد اقتدا اس کی کل رکعتیں یا بعض فوت ہوگئیں، جیسے نماز میں اسے حدث ہوگیا یا مقیم نے مسافر کے پیچھے اقتدا کی۔ (درمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج2، ص414)

سوال: مسبوق کسے کہتے ہیں؟

جواب: مسبوق وہ ہے کہ امام کی بعض رکعتیں پڑھنے کے بعد شامل ہوا اور آخر تک شامل رہا۔ (درمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج2، ص414)

سوال: لاحق مسبوق کسے کہتے ہیں؟

جواب: لاحق مسبوق وہ ہے جس کی کچھ رکعتیں شروع کی نہ ملیں، پھر شامل ہونے کے بعد لاحق ہوگیا۔

(درمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب فی احکام المسبوق الخ، ج2، ص414)

سوال: لاحق کس طرح نماز پڑھے گا؟

جواب: لاحق مدرک کے حکم میں ہے کہ جب اپنی فوت شدہ پڑھے گا، تو اس میں نہ قراءت کریگا، نہ سہو سے سجدہ سہو کریگا اور اپنی فوت شدہ کو پہلے پڑھے گا، یہ نہ ہوگا کہ امام کے ساتھ پڑھے، پھر جب امام فارغ ہو جائے تو اپنی پڑھے، مثلاً اس کو حدث ہوا اور وضو کر کے آیا، تو امام کو قعدہ اخیرہ میں پایا تو یہ قعدہ میں شریک نہ ہوگا، بلکہ جہاں سے با[قی] ہے، وہاں سے پڑھنا شروع کرے، اس کے بعد اگر امام کو پالے تو ساتھ ہو جائے اور ا[گر]

ایسا نہ کیا بلکہ ساتھ ہولیا، پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد فوت شدہ پڑھی، تو ہو گئی، مگر گنہگار رہوا۔

اسی طرح اگر تیسری رکعت میں سو گیا اور چوتھی میں جاگا، تو اسے حکم ہے کہ پہلے تیسری بلا قراءت پڑھے، پھر اگر امام کو چوتھی میں پائے تو ساتھ ہولے، ورنہ اُسے بھی بلا قراءت تنہا پڑھے اور ایسا نہ کیا بلکہ چوتھی امام کے ساتھ پڑھ لی، پھر بعد میں تیسری پڑھی، تو ہو گئی اور گنہگار رہوا۔ (الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج2، ص416)

سوال: مسبوق کے احکام کیا ہیں؟

جواب: مسبوق کے احکام ان اُمور میں لاحق کے خلاف ہیں کہ پہلے امام کے ساتھ ہولے پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی فوت شدہ پڑھے اور اپنی فوت شدہ میں قراءت کریگا اور اس میں سہو ہو تو سجدہ سہو کریگا۔

مسبوق اپنی فوت شدہ کی ادا میں منفرد ہے کہ پہلے ثنا نہ پڑھی تھی، اس وجہ سے کہ امام بلند آواز سے قراءت کررہا تھا یا امام رکوع میں تھا اور یہ ثنا پڑھتا تو اسے رکوع نہ ملتا، یا امام قعدہ میں تھا، غرض کسی وجہ سے پہلے نہ پڑھی تھی تو اب پڑھے اور قراءت سے پہلے تعوذ پڑھے۔ (الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ ،ج2، ص416,417)

سوال: مسبوق اپنی فوت شدہ رکعات کیسے ادا کرے گا؟

جواب: مسبوق نے جب امام کے فارغ ہونے کے بعد اپنی شروع کی تو حقِ قراءت میں یہ رکعت اوّل قرار دی جائے گی اور حقِ تشہد میں پہلی نہیں بلکہ دوسری تیسری چوتھی جو شمار میں آئے مثلاً تین یا چار رکعت والی نماز میں ایک اسے ملی تو حقِ تشہد میں یہ جو اب پڑھتا ہے، دوسری ہے، لہٰذا ایک رکعت فاتحہ وسورت کے ساتھ پڑھ کر قعدہ کرے اور اگر واجب یعنی فاتحہ یا سورت ملانا ترک کیا تو اگر عمداً ہے اعادہ واجب ہے اور سہواً ہو تو سجدہ سہو، پھر اس کے بعد والی میں بھی فاتحہ کے ساتھ سورت ملائے اور اس میں نہ بیٹھے، پھر اس کے بعد والی میں فاتحہ پڑھ کر رکوع کردے اور تشہد وغیرہ پڑھ کر ختم کردے، دو ملی ہیں دو

جاتی رہیں تو ان دونوں میں قراءت کرے، ایک میں بھی فرض قراءت ترک کیا، نماز نہ ہوئی۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج2، ص418)

سوال: مسبوق نے بھول کر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا کرے؟

جواب: مسبوق نے امام کے ساتھ قصداً سلام پھیرا، یہ خیال کرکے کہ مجھے بھی امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے، نماز فاسد ہوگئی اور بھول کر سلام پھیرا، تو اگر امام کے ذرا بعد سلام پھیرا تو سجدہ سہو لازم ہے اور اگر بالکل ساتھ ساتھ پھیرا تو نہیں۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب فیما لو أتی بالرکوع إلخ، ج2، ص422)

سوال: لاحق مسبوق کا حکم کیا ہے؟

جواب: لاحق مسبوق کا حکم یہ ہے کہ جن رکعتوں میں لاحق ہے ان کو امام کی ترتیب سے پڑھے اور ان میں لاحق کے احکام جاری ہوں گے، ان کے بعد امام کے فارغ ہونے کے بعد جن میں مسبوق ہے، وہ پڑھے اور ان میں مسبوق کے احکام جاری ہوں گے، مثلاً چار رکعت والی نماز کی دوسری رکعت میں ملا پھر دو رکعتوں میں سوتارہ گیا، تو پہلے یہ رکعتیں جن میں سوتا رہا بغیر قراءت ادا کرے، صرف اتنی دیر خاموش کھڑا رہے جتنی دیر میں سورہ فاتحہ پڑھی جاتی ہے پھر امام کے ساتھ جو کچھ مل جائے، اس میں متابعت کرے، پھر وہ فوت شدہ مع قراءت پڑھے۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج2، ص419)

سوال: وہ کون سی چیزیں ہیں کہ امام چھوڑ دے تو مقتدی بھی نہ کرے؟

جواب: پانچ چیزیں وہ ہیں کہ امام چھوڑ دے تو مقتدی بھی نہ کرے اور امام کا ساتھ دے:

(1) تکبیرات عیدین (2) قعدہ اُولیٰ (3) سجدہ تلاوت (4) سجدہ سہو (5) قنوت جب کہ رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو، ورنہ قنوت پڑھ کر رکوع کرے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الإمامۃ، الفصل السادس، ج1، ص90)

مگر قعدہ اُولیٰ نہ کیا اور ابھی سیدھا کھڑا نہ ہوا تو مقتدی ابھی اس کے ترک میں

متابعت امام کی نہ کرے بلکہ اسے بتائے، تا کہ وہ واپس آئے، اگر واپس آ گیا فبہا اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو اب نہ بتائے کہ نماز جاتی رہے گی، بلکہ خود بھی قعدہ چھوڑ دے اور کھڑا ہو جائے۔ (بہار شریعت، حصہ3، ص593)

سوال: وہ کون سی چیزیں ہیں کہ امام کرے تو مقتدی ساتھ نہ دے؟

جواب: وہ چار چیزیں ہیں کہ امام کرے تو مقتدی اس کا ساتھ نہ دے:

(1) نماز میں کوئی زائد سجدہ کیا۔ (2) تکبیرات عیدین میں اقوال صحابہ پر زیادتی کی۔ (3) جنازہ میں پانچ تکبیریں کہیں۔ (4) پانچویں رکعت کے لیے بھول کر کھڑا ہو گیا، پھر اس صورت میں اگر قعدہ اخیرہ کر چکا ہے تو مقتدی اس کا انتظار کرے، اگر پانچویں کے سجدہ سے پہلے لوٹ آیا تو مقتدی بھی اس کا ساتھ دے، اس کے ساتھ سلام پھیرے اور اس کے ساتھ سجدہ سہو کرے اور اگر پانچویں کا سجدہ کر لیا تو مقتدی تنہا سلام پھیر لے۔ اور اگر قعدہ اخیرہ نہیں کیا تھا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو سب کی نماز فاسد ہو گئی، اگرچہ مقتدی نے تشہد پڑھ کر سلام پھیر لیا ہو۔

(الفتاوی الھندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الامامۃ، الفصل السادس، ج1، ص90)

سوال: وہ کون سی چیزیں ہیں کہ امام نہ کرے تو مقتدی پھر بھی کرے گا؟

جواب: نو چیزیں ہیں کہ امام اگر نہ کرے تو مقتدی اس کی پیروی نہ کرے، بلکہ بجالائے۔

(1) تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اُٹھانا۔ (2) ثنا پڑھنا۔ (3,4) رکوع وسجود کی تکبیرات (5) تسبیحات۔ (6) تسمیع (7) تشہد پڑھنا۔ (8) سلام پھیرنا۔ (9) تکبیرات تشریق۔

(الفتاوی الھندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الامامۃ، الفصل السادس، ج1، ص90)

نماز کے مفسدات

سوال: نماز کے مفسدات بیان کریں۔

جواب: نماز کے مفسدات درج ذیل ہیں:

(1) کلام کرنا، عمداً ہو یا خطاءً یا سہواً (2) کسی شخص کو سلام کرنا، عمداً ہو یا سہواً (3) زبان سے سلام کا جواب دینا بھی نماز کو فاسد کرتا ہے اور ہاتھ کے اشارے سے دیا تو مکروہ ہوئی (4) سلام کی نیت سے مصافحہ کرنا بھی نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ (5) کسی کو چھینک آئی اس کے جواب میں نمازی نے یَرْحَمُكَ الله کہا، نماز فاسد ہوگئی (6) خوشی کی خبر سن کر جواب میں الحمد للہ کہا، نماز فاسد ہوگئی یوہیں کوئی چیز تعجب خیز دیکھ کر بقصدِ جواب سُبْحَانَ الله ی یا لَا اِلٰـهَ اِلَّا الله یا اَللهُ اَكْبَر کہا، نماز فاسد ہوگئی (7) بُری خبر سُن کر اِنَّا لِلّٰـهِ وَ اِنَّـا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن کہا (8) الفاظ قرآن سے کسی کو جواب دیا، نماز فاسد ہوگئی، مثلاً کسی نے پوچھا، کیا خدا کے سوا دوسرا خدا ہے؟ اس نے جواب دیا لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه (9) یوہیں اگر کسی کو الفاظ قرآن سے مخاطب کیا، مثلاً اس کا نام یحییٰ ہے، اس سے کہا ﴿ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ﴾ ۔ (10) اللہ عزوجل کا نام مبارک سُن کر جل جلالہ کہا، یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم مبارک سُن کر درود پڑھا، یا امام کی قراءت سُن کر صَدَقَ الله وَصَدَقَ رَسُوْلُه کہا، تو ان سب صورتوں میں نماز جاتی رہی، جب کہ بقصد جواب کہا ہو اور اگر جواب میں نہ کہا تو حرج نہیں۔ (11) یوہیں اگر اذان کا جواب دیا نماز فاسد ہو جائے گی۔ (12) آہ، اوہ، اُف، تف یہ الفاظ درد یا مصیبت کی وجہ سے نکلے یا آواز سے رویا اور حرف پیدا ہوئے، ان سب صورتوں میں نماز جاتی رہی اور اگر رونے میں صرف آنسو نکلے آواز وحروف نہیں نکلے، تو حرج نہیں نیز جنت ودوزخ کی یاد میں اگر یہ الفاظ کہے، تو نماز فاسد نہ ہوئی۔ اسی طرح امام کا پڑھنا پسند آیا اس پر رونے لگا اور ارے، نعم ہاں، زبان سے نکلا کوئی حرج نہیں، کہ یہ خشوع کے باعث ہے اور اگر خوش گلوئی کے سبب کہا، تو نماز جاتی رہی۔ (13) کھنکارنے میں جب دو حرف ظاہر ہوں، جیسے اح، تو مفسد

نماز ہے، جب کہ نہ عذر ہو نہ کوئی صحیح غرض، اگر عذر سے ہو، مثلاً طبیعت کا تقاضا ہو یا کسی صحیح غرض کے لیے، مثلاً آواز صاف کرنے کے لیے یا امام سے غلطی ہوگئی ہے اس لیے کھنکارتا ہے کہ درست کرلے یا اس لیے کھنکارتا ہے کہ دوسرے شخص کو اس کا نماز میں ہونا معلوم ہو، تو ان صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (14) نماز میں مصحف شریف سے دیکھ کر قرآن پڑھنا مطلقاً مفسد نماز ہے، یوہیں اگر محراب وغیرہ میں لکھا ہوا سے دیکھ کر پڑھنا بھی مفسد ہے، ہاں اگر یاد پر پڑھتا ہو مصحف یا محراب پر فقط نظر ہے، تو حرج نہیں۔ (15) عملِ کثیر کہ نہ اعمال نماز سے ہو نہ نماز کی اصلاح کے لیے کیا گیا ہو، نماز فاسد کردیتا ہے، عملِ قلیل مفسد نہیں، جس کام کے کرنے والے کو دُور سے دیکھ کر اس کے نماز میں نہ ہونے کا شک نہ رہے، بلکہ گمان غالب ہو کہ نماز میں نہیں تو وہ عملِ کثیر ہے اور اگر دُور سے دیکھنے والے کو شبہ و شک ہو کہ نماز میں ہے یا نہیں، تو عملِ قلیل ہے۔ (16) ستر کھولے ہوئے یا بقدر مانع نجاست کے ساتھ پورا رکن ادا کرنا، یا تین تسبیح کا وقت گزر جانا، مفسد نماز ہے۔ (17) نماز کے اندر کھانا پینا مطلقاً نماز کو فاسد کردیتا ہے، قصداً ہو یا بھول کر، تھوڑا ہو یا زیادہ، یہاں تک کہ اگر تل بغیر چبائے نگل لیا یا کوئی قطرہ اُس کے منہ میں گرا اور اس نے نگل لیا، نماز جاتی رہی۔ (18) دانتوں کے اندر کھانے کی کوئی چیز رہ گئی تھی اس کو نگل گیا، اگر چنے سے کم ہے نماز فاسد نہ ہوئی مکروہ ہوئی اور چنے برابر ہے تو فاسد ہوگئی۔ (19) دانتوں سے خون نکلا، اگر تھوک غالب ہے تو نگلنے سے فاسد نہ ہوگی، ورنہ ہوجائے گی۔ غلبہ کی علامت یہ ہے کہ حلق میں خون کا مزہ محسوس ہو، نماز اور روزہ توڑنے میں مزے کا اعتبار ہے اور وضو توڑنے میں رنگ کا۔ (20) سینہ کو قبلہ سے پھیرنا مفسد نماز ہے، جب کہ کوئی عذر نہ ہو یعنی جب کہ اتنا پھیرے کہ سینہ خاص جہت کعبہ سے پینتالیس درجے ہٹ جائے۔ (21) تین کلمے اس طرح لکھنا کہ حروف ظاہر ہوں، نماز کو فاسد کرتا ہے اور اگر حرف ظاہر نہ ہوں، مثلاً پانی پر یا ہوا میں لکھا تو عبث ہے، نماز مکروہ تحریمی ہوئی۔ (22) موت وجنون و بے ہوشی سے نماز جاتی رہتی ہے، اگر وقت میں افاقہ ہوا تو ادا کرے، ورنہ قضا بشرطیکہ ایک دن رات سے

متجاوز نہ ہو۔ (23) سانپ بچھو مارنے سے نماز نہیں جاتی جب کہ نہ تین قدم چلنا پڑے نہ تین ضرب کی حاجت ہو، ورنہ جاتی رہے گی، مگر مارنے کی اجازت ہے اگرچہ نماز فاسد ہو جائے۔ (24) پے در پے تین بال اکھیڑے یا تین جوئیں ماریں یا ایک ہی جوں کو تین بار میں مارا، نماز جاتی رہی اور پے در پے نہ ہو، تو نماز فاسد نہ ہوگی مگر مکروہ ہے۔ (25) ایک رکن میں تین بار کھجانے سے نماز جاتی رہتی ہے، یعنی یوں کہ کھجا کر ہاتھ ہٹا لیا پھر کھجایا پھر ہاتھ ہٹالیا وعلیٰ ہذا اور اگر ایک بار ہاتھ رکھ کر چند مرتبہ حرکت دی تو ایک ہی مرتبہ کھجانا کہا جائے گا۔ (26) تکبیرات انتقال میں اللہ یا اکبر کے الف کو دراز کیا آللہ یا آکبر کہا یا "ب" کے بعد الف بڑھایا اکبار کہا نماز فاسد ہو جائے گی اور تحریمہ میں ایسا ہوا تو نماز شروع ہی نہ ہوئی۔

ملخص از (الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج 2، ص 445تا473☆الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، الفصل الأول، ج 1، ص98تا103☆غنیۃ المتملی، مفسدات الصلاۃ، ص 448تا452☆بہار شریعت، حصہ3، ص604تا614)

امام کو لقمہ دینے کا بیان

سوال: کیا مقتدی اپنے امام کو لقمہ دے سکتا ہے؟

جواب: اگر امام کو کوئی چیز پیش آجائے اور مقتدی تسبیح کے ذریعے اسے لقمہ دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (بحرالرائق، ج2، ص7، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

سوال: کوئی مقتدی اپنے امام کو غیر محل میں لقمہ دے دے تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟ اور اگر امام اس کا لقمہ لے لے تو کیا حکم ہے؟

جواب: مقتدی صرف محل میں لقمہ دے سکتا ہے، غیر محل میں دے گا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی اور اس صورت میں اگر امام اس کا لقمہ لے گا تو اس کی اور اس کے پیچھے تمام مقتدیوں کی نماز بھی ٹوٹ جائے گی۔

سوال: لقمہ کا محل کیا ہے؟

جواب: لقمہ دینے کے دو محل ہیں (1) جہاں لقمہ دینا احادیث سے ثابت ہو (2) اس کے علاوہ جہاں حاجت ہو، اور حاجت وہاں ہوتی ہے جہاں فسادِ نماز یا ترکِ واجب ہو رہا ہو، لہٰذا جہاں اس سے کم معاملہ ہو وہاں لقمہ دینے سے نماز ٹوٹ جائے گی۔ اسی طرح مقتدی صرف اپنے امام کو لقمہ دے سکتا ہے کہ اپنی نماز بچانے کے لئے اسے اس کی حاجت ہے۔

سوال: مقتدی نے اپنے امام کے سوا کسی کو لقمہ دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: نمازی نے اپنے امام کے سوا دوسرے کو لقمہ دیا نماز جاتی رہی، جس کو لقمہ دیا ہے وہ نماز میں ہو یا نہ ہو، مقتدی ہو یا منفرد یا کسی اور کا امام۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ الخ، ج2، ص461)

سوال: امام نے اپنے مقتدی کے سوا کسی کا لقمہ لے لیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: اپنے مقتدی کے سوا دوسرے کا لقمہ لینا بھی مفسدِ نماز ہے، البتہ اگر اس کے بتاتے وقت اسے خود یاد آ گیا اس کے بتانے سے نہیں، یعنی اگر وہ نہ بتاتا جب بھی اسے یاد آ جاتا، اس کے بتانے کو کچھ دخل نہیں تو اس کا پڑھنا مفسد نہیں۔

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ إلخ، ج2، ص461)

سوال: کیا لقمہ ہر قسم کی نماز میں دے سکتے ہیں؟

جواب: امام جب نماز میں غلطی کرے تو اسے بتانا لقمہ دینا مطلقاً جائز ہے خواہ نماز فرض ہو یا واجب یا تراویح یا نفل۔"

(فتاوی رضویہ، ج7، ص288، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: امام قراءت میں بھول گیا تو کیا مقتدی فوراً لقمہ دے؟

جواب: فوراً ہی لقمہ دینا مکروہ ہے، تھوڑا توقف چاہیے کہ شاید امام خود نکال لے، مگر جب کہ اس کی عادت اسے معلوم ہو کہ رُکتا ہے، تو بعض ایسے حروف نکلتے ہیں جن سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو فوراً بتائے۔

(الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ إلخ، ج2، ص462)

سوال: اس موقع پر امام کو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: یوہیں امام کو مکروہ ہے کہ مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور کرے، بلکہ کسی دوسری سورت کی طرف منتقل ہو جائے یا دوسری آیت شروع کر دے، بشرطیکہ اس کا وصل مفسد نماز نہ ہو اور اگر بقدر حاجت پڑھ چکا ہے تو رکوع کر دے، مجبور کرنے کے یہ معنی ہیں کہ بار بار پڑھے یا ساکت کھڑا رہے۔

(الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ إلخ، ج2، ص462)

مگر وہ غلطی اگر ایسی ہے، جس میں فسادِ معنی تھا تو اصلاحِ نماز کے لیے اس کا اعادہ لازم تھا اور یاد نہیں آتا تو مقتدی کو آپ ہی مجبور کرے گا اور وہ بھی نہ بتا سکے، تو نماز گئی۔

(بہار شریعت، حصہ3، ص608)

سوال: کیا لقمہ دینے کے لیے بالغ ہونا شرط ہے؟

جواب: لقمہ دینے والے کے لیے بالغ ہونا شرط نہیں، مراہق بھی لقمہ دے سکتا ہے۔ بشرطیکہ نماز جانتا ہو اور نماز میں ہو۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج1، ص99)

نمازی کے آگے سے گزرنا

سوال: کیا نمازی کے آگے سے کوئی گزرے تو اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

جواب: نمازی کے آگے سے کسی کا گزرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا، خواہ گزرنے والا مرد ہو یا عورت، کُتّا ہو یا گدھا۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج، ص480)

سوال: نمازی کے آگے سے گزرنا کیسا ہے؟

جواب: مصلّی کے آگے سے گزرنا بہت سخت گناہ ہے۔ حدیث میں فرمایا: ((اس میں جو کچھ گناہ ہے، اگر گزرنے والا جانتا تو چالیس تک کھڑے رہنے کو گزرنے سے بہتر جانتا))، راوی کہتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ چالیس دن کہے یا چالیس مہینے یا چالیس برس۔ بزار کی روایت میں چالیس برس کی تصریح ہے۔ اور ابن ماجہ کی روایت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی جانتا کہ اپنے بھائی کے سامنے نماز میں آڑے ہو کر گزرنے میں کیا ہے؟ تو سو برس کھڑا رہنا اس ایک قدم چلنے سے بہتر سمجھتا۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب منع المار بین یدی المصلی، الحدیث 507، ص260☆مسند البزار، مسند زید بن خالد الجھنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج9، ص239☆سنن ابن ماجہ، ابواب اقامۃ الصلوات و السنۃ فیھا، باب المرور بین یدی المصلی، الحدیث946، ج1، ص506)

سوال: نمازی کے آگے سے کتنے فاصلے پر سے گزر سکتے ہیں؟

جواب: اگر سترہ نہ ہو تو مکان اور چھوٹی مسجد میں قدم سے دیوار قبلہ تک کہیں سے گزرنا جائز نہیں۔ میدان اور بڑی مسجد میں نمازی کے قدم سے موضع سجود تک گزرنا ناجائز ہے۔ موضع سجود سے مراد یہ ہے کہ قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ کی طرف نظر کرے تو جتنی دور تک نگاہ پھیلے وہ موضع سجود ہے اس کے درمیان سے گزرنا ناجائز ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع، الفصل الأول، ج1، ص104)

سوال: اگر کوئی شخص بلندی پر نماز پڑھ رہا تو اس کے آگے سے گزرنا کیسا ہے؟

جواب: کوئی شخص بلندی پر پڑھ رہا ہے اس کے نیچے سے گزرنا بھی جائز نہیں، جبکہ گزرنے والے کا کوئی عضو نمازی کے سامنے ہو، چھت یا تخت پر نماز پڑھنے والے کے آگے سے گزرنے کا بھی یہی حکم ہے اور اگر ان چیزوں کی اتنی بلندی ہو کہ کسی عضو کا سامنا نہ ہو، تو حرج نہیں۔ (درمختار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج2، ص480)

سوال: نمازی کے آگے سترہ ہو، تو اب گزرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: نمازی کے آگے سُترہ ہو یعنی کوئی ایسی چیز جس سے آڑ ہو جائے، تو سُترہ کے بعد سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع، الفصل الأول، ج1، ص104)

سوال: سترہ کی مقدار کیا ہے؟

جواب: سُترہ بقدر ایک ہاتھ کے اونچا اور انگلی برابر موٹا ہو اور زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ اونچا ہو۔ (درمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ، ج2، ص484)

سوال: درخت، جانور اور آدمی بھی سترہ بن سکتے ہیں؟

جواب: درخت، جانور اور آدمی وغیرہ کا بھی سُترہ ہو سکتا ہے کہ ان کے بعد گزرنے میں کچھ حرج نہیں۔ (غنیۃ المتملی، فصل کراھیۃ الصلاۃ، ص367)

مگر آدمی کو اس حالت میں سُترہ کیا جائے، جب کہ اس کی پیٹھ مصلّی کی طرف ہو کہ نمازی کی طرف منہ کرنا منع ہے۔ (بہار شریعت، حصہ3، ص616)

سوال: نمازی کا اپنے آگے سترہ رکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: امام ومنفرد جب صحرا میں یا کسی ایسی جگہ نماز پڑھیں، جہاں سے لوگوں کے گزرنے کا اندیشہ ہو تو مستحب ہے کہ سُترہ گاڑیں۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج2، ص484)

سوال: سترہ کہاں ہونا چاہیے؟

جواب: سُترہ نزدیک ہونا چاہیے، سُترہ بالکل ناک کی سیدھ پر نہ ہو بلکہ داہنے یا بائیں بھوؤں کی سیدھ پر ہو اور دہنے کی سیدھ پر ہونا افضل ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج2، ص484)

سوال: اگر دو آدمی نمازی کے آگے سے گزرنا چاہتے ہیں، تو کیسے گزریں؟

جواب: اگر دو شخص گزرنا چاہتے ہیں اور سُترہ کو کوئی چیز نہیں تو ان میں ایک نمازی کے سامنے اس کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو جائے اور دوسرا اس کی آڑ پکڑ کر گزر جائے، پھر وہ دوسرا اس کی پیٹھ کے پیچھے نمازی کی طرف پشت کر کے کھڑا ہو جائے اور یہ گزر جائے، پھر وہ دوسرا جدھر سے اس وقت آیا اسی طرف ہٹ جائے۔

(ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، الفصل الأول، ج1، ص104)

سوال: گزرنے والے کے ہاتھ میں عصا ہے، اور عصا کو نصب نہیں کر سکتا ہے، کیا اسے ایسے ہی نمازی کے آگے رکھ کر گزر سکتا ہے؟

جواب: اگر اس کے پاس عصا ہے مگر نصب نہیں کر سکتا، تو اسے کھڑا کر کے مصلّی کے آگے سے گزرنا جائز ہے، جب کہ اس کو اپنے ہاتھ سے چھوڑ کر گرنے سے پہلے گزر جائے۔

(بہار شریعت، حصہ3، ص617)

سوال: مسجد الحرام شریف میں نماز پڑھ رہا ہو تو کیا طواف کرنے والے آگے سے گزر سکتے ہیں؟

جواب: مسجد الحرام شریف میں نماز پڑھتا ہو تو اُس کے آگے طواف کرتے ہوئے لوگ گزر سکتے ہیں۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج2، ص482)

نماز کے مکروہات

سوال: نماز میں کون سی چیزیں مکروہ تحریمی ہیں؟

جواب: نماز کے مکروہات تحریمیہ درج ذیل ہیں:

(1) کپڑے یا داڑھی یا بدن کے ساتھ کھیلنا (2) کپڑا سمیٹنا، مثلاً سجدہ میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے اٹھا لینا، اگرچہ گرد سے بچانے کے لیے کیا ہو اور اگر بلا وجہ ہو تو اور زیادہ مکروہ (3) کپڑا لٹکانا، مثلاً سر یا مونڈھے پر اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں، یہ سب مکروہ تحریمی ہیں، اسی طرح اگر ایک ہی مونڈھے پر ڈالا اس طرح کہ ایک کنارہ پیٹھ پر لٹک رہا ہے دوسرا پیٹ پر، جیسے عموماً اس زمانہ میں مونڈھوں پر رومال رکھنے کا طریقہ ہے، تو یہ بھی مکروہ ہے۔ (4) کوئی آستین آدھی کلائی سے زیادہ چڑھی ہو (5) دامن سمیٹے نماز پڑھنا، خواہ پیشتر سے چڑھی ہو یا نماز میں چڑھائی ہو۔ (6) پاخانہ پیشاب کی شدت یا غلبہ ریح کے وقت نماز پڑھنا (7) مرد کے لیے جوڑا باندھے ہوئے نماز پڑھنا (8) کنکریاں ہٹانا مکروہ تحریمی ہے، مگر جس وقت کہ پورے طور پر بروجہ سُنت سجدہ ادا نہ ہوتا ہو، تو ایک بار کی اجازت ہے اور بچنا بہتر ہے اور اگر بغیر ہٹائے واجب ادا نہ ہوتا ہو تو ہٹانا واجب ہے، اگرچہ ایک بار سے زیادہ کی حاجت پڑے۔ (9) اُنگلیاں چٹکانا (10) انگلیوں کی قینچی باندھنا یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا (11) نماز کے لیے جاتے وقت اور نماز کے انتظار میں بھی یہ دونوں چیزیں مکروہ ہیں اور اگر نہ نماز میں ہے، نہ توابع نماز میں تو کراہت نہیں، جب کہ کسی حاجت کے لیے ہوں۔ (12) کمر پر ہاتھ رکھنا مکروہ تحریمی ہے، نماز کے علاوہ بھی کمر پر ہاتھ رکھنا نہ چاہیے۔ (13) اِدھر اُدھر منہ پھیر کر دیکھنا مکروہ تحریمی ہے، کل چہرہ پھر گیا ہو یا بعض اور اگر منہ نہ پھیرے، صرف کنکھیوں سے اِدھر اُدھر بلا حاجت دیکھے، تو کراہت تنزیہی ہے اور نادر کسی غرض صحیح سے ہو تو اصلاً حرج نہیں۔ (14) نگاہ آسمان کی طرف اٹھانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ (15) مرد کا سجدہ میں کلائیوں کو بچھانا (16) کسی شخص کے منہ کے سامنے نماز پڑھنا

مکروہ تحریمی ہے۔ یوہیں دوسرے شخص کو نمازی کی طرف منہ کرنا بھی ناجائز و گناہ ہے، یعنی اگر مصلّی (نمازی) کی جانب سے ہوتو کراہت مصلّی پر ہے، ورنہ اس پر۔(17) اعتجار یعنی پگڑی اس طرح باندھنا کہ بیچ سر پر نہ ہو(18) ناک اور منہ کو چھپانا(19) بے ضرورت کھنکار نکالنا۔(20) نماز میں بالقصد جماہی لینا مکروہ تحریمی ہے اور خود آئے تو حرج نہیں، مگر روکنا مستحب ہے۔(21) جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو، اسے پہن کر نماز پڑھنا، مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا، ناجائز ہے۔(22) یوہیں نمازی کے سر پر یعنی چھت میں ہو یا معلّق ہو یا محل سجود میں ہو، کہ اس پر سجدہ واقع ہو یا آگے ہوتو نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ آگے ہونے میں کراہت اس وقت ہے کہ تصویر معلق ہو، یا نصب ہو یا دیوار وغیرہ میں منقوش ہو، اگر فرش میں ہے اور اس پر سجدہ نہیں، تو کراہت نہیں۔

نوٹ : ☆ اگر تصویر غیر جاندار کی ہے، جیسے پہاڑ دریا وغیرہا کی، تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ ☆ چھوٹی تصویر ہو یعنی اتنی کہ اس کو زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھیں تو اعضا کی تفصیل نہ دکھائی دے، یا پاؤں کے نیچے، یا بیٹھنے کی جگہ ہو، تو ان سب صورتوں میں نماز مکروہ نہیں۔ ☆ تصویر سر بریدہ یا جس کا چہرہ مٹا دیا ہو، مثلاً کاغذ یا کپڑے یا دیوار پر ہوتو اس پر روشنائی پھیر دی ہو یا اس کے سر یا چہرے کو کھرچ ڈالا یا دھو ڈالا ہو، کراہت نہیں۔ ☆ اعلیٰ حضرت کی تحقیق کے مطابق تصویر کے دائیں، بائیں اور پیچھے ہونے میں نماز مکروہ تنزیہی ہے۔(فتاوی رضویہ، ج24، ص608.638 ☆ جد الممتار، کتاب الصلوۃ، مکروہات الصلوۃ، مطلب اذا تردد الحکم ...الخ، ج2، ص365)

(23) اُلٹا قرآن مجید پڑھنا(24) کسی واجب کو ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے، مثلاً رکوع و سجود میں پیٹھ سیدھی نہ کرنا، یوہیں قومہ اور جلسہ میں سیدھے ہونے سے پہلے سجدہ کو چلا جانا، (25) قیام کے علاوہ اور کسی موقع پر قرآن مجید پڑھنا(26) رکوع میں قرأت ختم کرنا (27) امام سے پہلے مقتدی کا رکوع و سجود وغیرہ میں جانا یا اس سے پہلے سر اٹھانا۔(28) صرف پاجامہ یا تہبند پہن کر نماز پڑھی اور کرتا یا چادر موجود ہے، تو نماز مکروہ

تحریمی ہے اور جو دوسرا کپڑا نہیں، تو معاف ہے۔ (29) امام کو کسی آنے والے کی خاطر نماز کا طول دینا مکروہ تحریمی ہے، اگر اس کو پہچانتا ہو اور اس کی خاطر مدنظر ہو اور اگر نماز پر اس کی اعانت کے لیے بقدر ایک دو تسبیح کے طول دیا تو کراہت نہیں (30) زمین مغصوب میں نماز پڑھنا (31) قبر کا سامنے ہونا، اگر نمازی و قبر کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو تو مکروہ تحریمی ہے۔ (32) کفار کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنا۔

ملخص از الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ إلخ، الفصل الثانی، ج 1، ص 105 تا 106 ☆ الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج 2، ص 488 تا 506 ☆ بہار شریعت، حصہ 3، ص 624 تا 630

سوال: نماز میں کون سی چیزیں مکروہ تنزیہی ہیں؟

جواب: نماز کے مکروہات تنزیہیہ درج ذیل ہیں:

(1) سجدہ یا رکوع میں بلا ضرورت تین تسبیح سے کم کہنا (2) کام کاج کے کپڑوں سے نماز پڑھنا جب کہ اس کے پاس اور کپڑے ہوں ورنہ کراہت نہیں۔ (3) منہ میں کوئی چیز لیے ہوئے نماز پڑھنا پڑھانا مکروہ ہے، جب کہ قراءت سے مانع نہ ہو اور اگر مانع قراءت ہو، مثلاً آواز ہی نہ نکلے یا اس قسم کے الفاظ نکلیں کہ قرآن کے نہ ہوں، تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (4) نماز میں اُنگلیوں پر آیتوں اور سورتوں اور تسبیحات کا گننا (5) ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا، مکروہ ہے (6) نماز میں بغیر عذر چار زانو بیٹھنا مکروہ ہے اور عذر ہو تو حرج نہیں (7) دامن یا آستین سے اپنے کو ہوا پہنچانا مکروہ ہے (8) اسبال یعنی کپڑا حد معتاد سے دراز رکھنا، دامنوں اور پائچوں میں اسبال یہ ہے کہ ٹخنوں سے نیچے ہوں اور آستینوں میں انگلیوں سے نیچے اور عمامہ میں یہ کہ بیٹھنے میں دبے۔ (9) انگڑائی لینا (10) بالقصد کھانسنا اور کھنکارنا مکروہ ہے اور اگر طبیعت مجبور کر رہی ہے تو حرج نہیں (11) فرض کی ایک رکعت میں کسی آیت کو بار بار پڑھنا حالت اختیار میں مکروہ ہے اور عذر سے ہو تو حرج نہیں۔ (12) یوہیں ایک سورت کو بار بار پڑھنا (13) سجدہ کو جاتے وقت

گھٹنے سے پہلے ہاتھ رکھنا(14)اور اٹھتے وقت ہاتھ سے پہلے گھٹنے اٹھانا بلا عذر مکروہ ہے(15)رکوع میں سر کو پشت سے اونچا یا نیچا کرنا(16)بسم اللہ وتعوذ وثنا اور آمین زور سے کہنا(17)اذکار نماز کو ان کی جگہ سے ہٹا کر پڑھنا۔(18)بغیر عذر دیوار یا عصا پر ٹیک لگانا مکروہ ہے اور عذر سے ہو تو حرج نہیں(19) رکوع میں گھٹنوں پر اور سجدوں میں زمین پر ہاتھ نہ رکھنا۔(20)عمامہ کو سر سے اتار کر زمین پر رکھ دینا، یا زمین سے اٹھا کر سر پر رکھ لینا مفسد نماز نہیں، البتہ مکروہ ہے۔(21)آستین کو بچھا کر سجدہ کرنا تاکہ چہرہ پر خاک نہ لگے مکروہ ہے اور براہِ تکبر ہو تو کراہت تحریم اور گرمی سے بچنے کے لیے کپڑے پر سجدہ کیا، تو حرج نہیں۔(22)آیت رحمت پر سوال کرنا اور آیت عذاب پر پناہ مانگنا، منفرد نفل پڑھنے والے کے لیے جائز ہے، امام ومقتدی کو مکروہ اور اگر مقتدیوں پر ثقل کا باعث ہو تو امام کو مکروہ تحریمی۔(23)داہنے بائیں جھومنا مکروہ ہے اور تراوح یعنی کبھی ایک پاؤں پر زور دیا کبھی دوسرے پر یہ سُنّت ہے۔(24)نماز میں آنکھ بند رکھنا مکروہ ہے، مگر جب کھلی رہنے میں خشوع نہ ہوتا ہو تو بند کرنے میں حرج نہیں، بلکہ بہتر ہے۔(25) سجدہ وغیرہ میں قبلہ سے انگلیوں کو پھیر دینا، مکروہ ہے۔(26)امام کو تنہا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اور اگر باہر کھڑا ہوا سجدہ محراب میں کیا یا وہ تنہا نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ کچھ مقتدی بھی محراب کے اندر ہوں تو حرج نہیں۔ یو ہیں اگر مقتدیوں پر مسجد تنگ ہو تو بھی محراب میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں۔ (27)امام کو دروں میں کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے۔(28)امام کا تنہا بلند جگہ کھڑا ہونا مکروہ ہے، بلندی کی مقدار یہ ہے کہ دیکھنے میں اس کی اونچائی ظاہر ممتاز ہو۔ پھر یہ بلندی اگر قلیل ہو تو کراہت تنزیہ ورنہ ظاہر تحریم۔(29)امام نیچے ہو اور مقتدی بلند جگہ پر، یہ بھی مکروہ و خلافِ سُنّت ہے۔(30)کعبہ معظمہ اور مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے، کہ اس میں ترک تعظیم ہے۔(31)مسجد میں کوئی جگہ اپنے لیے خاص کر لینا، کہ وہیں نماز پڑھے یہ مکروہ ہے۔(32)جلتی آگ نمازی کے آگے ہونا باعث کراہت ہے، شمع یا چراغ میں کراہت نہیں۔(33)سامنے پاخانہ وغیرہ نجاست ہونا یا ایسی جگہ نماز پڑھنا کہ وہ مظنہ نجاست ہو(34)مرد کا سجدہ میں ران کو پیٹ سے چپکا دینا(35)ہاتھ سے بغیر عذر مکھی

پسو اڑانا مکروہ ہے۔(36)ایسی چیز کے سامنے جو دل کو مشغول رکھے نماز مکروہ ہے، مثلاً زینت اور لہو ولعب وغیرہ۔(37)نماز کے لیے دوڑنا(38)عام راستہ،کوڑا ڈالنے کی جگہ، مذبح، غسل خانہ، حمام، مویشی خانہ خصوصاً اونٹ باندھنے کی جگہ، اصطبل، پاخانہ کی چھت ان مواضع میں نماز مکروہ ہے۔

(ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع، الفصل الثانی، ج 1، ص106تا109☆درمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ، ج2، ص506تا513☆بہار شریعت، حصہ3، ص630تا637)

سوال: نماز توڑ دینا کب جائز ہے؟

جواب: سانپ وغیرہ کے مارنے کے لیے جب کہ ایذا کا اندیشہ صحیح ہو یا کوئی جانور بھاگ گیا اس کے پکڑنے کے لیے یا بکریوں پر بھیڑیے کے حملہ کرنے کے خوف سے نماز توڑ دینا جائز ہے۔ یوہیں اپنے یا پرائے ایک درہم کے نقصان کا خوف ہو، مثلاً دُودھ اُبل جائے گا یا گوشت ترکاری روٹی وغیرہ جل جانے کا خوف ہو یا ایک درہم کی کوئی چیز چور اُچکا لے بھاگا، ان صورتوں میں نماز توڑ دینے کی اجازت ہے۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج2، ص513)

سوال: نماز توڑ دینا کب مستحب ہے؟

جواب: پاخانہ پیشاب معلوم ہوا یا کپڑے یا بدن میں اتنی نجاست لگی دیکھی کہ مانع نماز نہ ہو، یا اس کو کسی اجنبی عورت نے چھو دیا تو نماز توڑ دینا مستحب ہے، بشرطیکہ وقت و جماعت نہ فوت ہو اور پاخانہ پیشاب کی حاجت شدید معلوم ہونے میں تو جماعت کے فوت ہو جانے کا بھی خیال نہ کیا جائے گا (کیونکہ اس صورت میں توڑ دینا واجب ہے)، البتہ فوت وقت کا لحاظ ہوگا۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ، ج2، ص514)

سوال: نماز توڑنا کب واجب ہے؟

جواب: کوئی مصیبت زدہ فریاد کر رہا ہو، اسی نمازی کو پکار رہا ہو یا مطلقاً کسی

شخص کو پکارتا ہو یا کوئی ڈوب رہا ہو یا آگ سے جل جائے گا یا اندھا راہ گیر کنوئیں میں گرا چاہتا ہو، ان سب صورتوں میں توڑ دینا واجب ہے، جب کہ یہ اس کے بچانے پر قادر ہو۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ج2، ص514)

سوال: کیا ماں باپ کے بلانے پر بھی نماز توڑ سکتے ہیں؟

جواب: ماں باپ، دادا دادی وغیرہ اصول کے محض بلانے سے نماز قطع کرنا جائز نہیں، البتہ اگر ان کا پکارنا بھی کسی بڑی مصیبت کے لیے ہو، جیسے اوپر مذکور ہوا تو توڑ دے، یہ حکم فرض کا ہے اور اگر نفل نماز ہے اور ان کو معلوم ہے کہ نماز پڑھتا ہے تو ان کے معمولی پکارنے سے نماز نہ توڑے اور اس کا نماز پڑھنا انھیں معلوم نہ ہو اور پکارا تو توڑ دے اور جواب دے، اگرچہ معمولی طور سے بلائیں۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ج2، ص514)

سوال: ننگے سر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: سستی سے ننگے سر نماز پڑھنا یعنی ٹوپی پہننا بوجھ معلوم ہوتا ہو یا گرمی معلوم ہوتی ہو، مکروہ تنزیہی ہے اور اگر تحقیر نماز مقصود ہے، مثلاً نماز کوئی ایسی مہتم بالشان چیز نہیں جس کے لیے ٹوپی، عمامہ پہنا جائے تو یہ کفر ہے اور خشوع خضوع کے لیے سر برہنہ پڑھی، تو مستحب ہے۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ج2، ص491)

سوال: نماز میں ٹوپی گر جائے تو اٹھا لینا کیسا ہے؟

جواب: نماز میں ٹوپی گر پڑی تو اٹھا لینا افضل ہے، جب کہ عمل کثیر کی حاجت نہ پڑے، ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی اور بار بار اٹھانی پڑے، تو چھوڑ دے اور نہ اٹھانے سے خضوع مقصود ہو، تو نہ اٹھانا افضل ہے۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ج2، ص491)

احکام مسجد

سوال: مسجد کا دروازہ بند کرنا کیسا ہے؟

جواب: مسجد کا دروازہ بند کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر اسبابِ مسجد جاتے رہنے کا خوف ہو، تو نماز کے اوقات کے علاوہ بند کرنے کی اجازت ہے۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب السابع، فصل كره غلق باب المسجد، ج1، ص109)

سوال: مسجد میں نجاست لے کر جانا کیسا ہے؟

جواب: مسجد میں نجاست لے کر جانا، اگرچہ اس سے مسجد آلودہ نہ ہو، یا جس کے بدن پر نجاست لگی ہو، اس کو مسجد میں جانا منع ہے۔

(ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب فی أحكام المسجد، ج 2، ص 517)

سوال: مساجد کو کن چیزوں سے بچانے کا حکم ہے؟

جواب: حدیث پاک میں ہے: ((مساجد کو بچوں اور پاگلوں اور بیع وشرا اور جھگڑے اور آواز بلند کرنے اور حدود قائم کرنے اور تلوار کھینچنے سے بچاؤ۔)) •

(سنن ابن ماجه، أبواب المساجد إلخ، باب مايكره فی المساجد، الحديث 750، ج 1، ص415)

سوال: ناسمجھ بچے اور پاگل کو مسجد لے کر جانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: بچے اور پاگل کو جن سے نجاست کا گمان ہو مسجد میں لے جانا حرام ہے ورنہ مکروہ، جو لوگ جوتیاں مسجد کے اندر لے جاتے ہیں، ان کو اس کا خیال کرنا چاہیے کہ اگر نجاست لگی ہو تو صاف کر لیں اور جوتا پہنے مسجد میں چلے جانا، بے ادبی ہے۔

(الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج2، ص 518)

سوال: آج کل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ وضو کے بعد منہ اور ہاتھ سے پانی پونچھ کر مسجد میں جھاڑتے ہیں، ایسا کرنا کیسا ہے؟

جواب: ایسا کرنا ناجائز ہے۔ (بہار شریعت، حصہ 3، ص 647)

سوال: مسجد میں سوال کرنے کا کیا حکم ہے؟ اور گمشدہ چیز تلاش کرنا کیسا ہے؟

جواب مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور اس سائل کو دینا بھی منع ہے، مسجد میں گم شدہ چیز تلاش کرنا منع ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ج2، ص523)

سوال: مسجد میں کھانا، پینا اور سونا کیسا ہے؟

جواب : مسجد میں کھانا، پینا، سونا، معتکف کے سوا کسی کو جائز نہیں، لہٰذا جب کھانے پینے وغیرہ کا ارادہ ہو تو اعتکاف کی نیت کرکے مسجد میں جائے کچھ ذکر و نماز کے بعد اب کھا پی سکتا ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ج2، ص525)

سوال: مسجد میں کب جانے کی ممانعت ہے؟

جواب : مسجد میں کچا لہسن، پیاز کھانا یا کھا کر جانا جائز نہیں، جب تک بو باقی ہو کہ فرشتوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ((جو اس بدبودار درخت سے کھائے، وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کہ ملائکہ کو اس چیز سے ایذا ہوتی ہے، جس سے آدمی کو ہوتی ہے۔)) یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بدبُو ہو۔ جیسے گندنا (لہسن کی طرح ایک ترکاری)، مولی، کچا گوشت، مٹی کا تیل، وہ دیا سلائی جس کے رگڑنے میں بُو اُڑتی ہے، ریاح خارج کرنا وغیرہ وغیرہ۔ جس کو گندہ دہنی کا عارضہ ہو یا کوئی بدبُو دار زخم ہو یا کوئی دوا بدبُو دار لگائی ہو، تو جب تک بُو منقطع نہ ہو اس کو مسجد میں آنے کی ممانعت ہے، یوہیں قصاب اور مچھلی بیچنے والے اور کوڑھی اور سفید داغ والے اور اس شخص کو جو لوگوں کو زبان سے ایذا دیتا ہو، مسجد سے روکا جائے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، باب نہی من أکل ثوما الخ، ص 282☆
درالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ج2، ص525)

سوال: سب مسجدوں میں افضل کون سی مسجد ہے؟

جواب : سب مسجدوں سے افضل مسجد حرام شریف ہے، پھر مسجد نبوی، پھر مسجد قدس، پھر مسجد قبا، پھر اور جامع مسجدیں، پھر مسجد محلّہ، پھر مسجد شارع۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ، مطلب فی أفضل المساجد، ج2، ص521)

سوال: مسجدِ محلہ میں نماز پڑھے یا جامع مسجد میں؟

جواب: مسجدِ محلہ میں نماز پڑھنا، اگرچہ جماعت قلیل ہو مسجدِ جامع سے افضل ہے، اگرچہ وہاں بڑی جماعت ہو، بلکہ اگر مسجدِ محلہ میں جماعت نہ ہوئی ہو تو تنہا جائے اور اذان و اقامت کہے، نماز پڑھے، وہ مسجدِ جامع کی جماعت سے افضل ہے۔

(صغیری، فصل فی أحکام المسجد، ص 302)

سوال: مسجد میں دنیاوی جائز گفتگو کرنا کیسا ہے؟

جواب: مباح باتیں بھی مسجد میں کرنے کی اجازت نہیں، نہ آواز بلند کرنا جائز۔

(صغیری، فصل فی أحکام المسجد، ص 302)

افسوس کہ اس زمانے میں مسجدوں کو لوگوں نے چوپال بنا رکھا ہے، یہاں تک کہ بعضوں کو مسجدوں میں گالیاں بکتے دیکھا جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(بہار شریعت، حصہ 3، ص 648)

سوال: مسجد میں سویا تھا، احتلام ہوگیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: مسجد میں سویا تھا اور نہانے کی ضرورت ہوگئی تو آنکھ کھلتے ہی جہاں سویا تھا وہیں فوراً تیمم کرکے نکل آئے تاخیر حرام ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج 3، ص 479، بہار شریعت، حصہ 2، ص 352)

ہاں جو شخص عین کنارہ مسجد میں ہو کہ پہلے ہی قدم میں خارج ہو جائے۔۔۔یا جنابت یاد نہ رہی اور مسجد میں ایک ہی قدم رکھا تھا، ان صورتوں میں فوراً ایک قدم رکھ کر باہر ہو جائے کہ اس خروج (یعنی نکلنے میں) میں مرور فی المسجد (یعنی مسجد میں چلنا) نہ ہوگا اور جب تک تیمم پورا نہ ہو بحالِ جنابت (یعنی جنابت کی حالت میں) مسجد میں ٹھہرنا رہے گا، (لہٰذا اس صورت میں بغیر تیمم فوراً باہر آجائے)۔ (فتاوی رضویہ، ج 3، ص 480)

وتر کا بیان

سوال: وتر کا کیا حکم ہے؟

جواب: وتر واجب ہے اگر سہواً یا قصداً نہ پڑھا تو قضا واجب ہے اور صاحب ترتیب کے لیے اگر یہ یاد ہے کہ نماز وتر نہیں پڑھی ہے اور وقت میں گنجائش بھی ہے تو فجر کی نماز فاسد ہے، خواہ شروع سے پہلے یاد ہو یا درمیان میں یاد آ جائے۔

(الدرالمختار معہ ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج2، ص 529، 532)

سوال: وتر پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: نماز وتر تین رکعت ہے اور اس میں قعدہ اُولیٰ واجب ہے اور قعدہ اُولیٰ میں صرف التحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے، نہ درود پڑھے نہ سلام پھیرے جیسے مغرب میں کرتے ہیں اسی طرح کرے اور اگر قعدہ اُولیٰ بھول کر کھڑا ہو گیا تو لوٹنے کی اجازت نہیں بلکہ سجدہ سہو کرے۔ (درمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج2، ص532)

وتر کی تینوں رکعتوں میں مطلقاً قراءت فرض ہے اور ہر ایک میں بعد فاتحہ سورت ملانا واجب اور بہتر یہ ہے کہ پہلی میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى یا اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا دوسری میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ تیسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے۔ اور کبھی کبھی اور سورتیں بھی پڑھ لے، تیسری رکعت میں قراءت سے فارغ ہو کر رکوع سے پہلے کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر اللہ اکبر کہے جیسے تکبیر تحریمہ میں کرتے ہیں پھر ہاتھ باندھ لے اور دعائے قنوت پڑھے، دعائے قنوت کا پڑھنا واجب ہے اور اس میں کسی خاص دعا کا پڑھنا ضروری نہیں، بہتر وہ دعائیں ہیں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہیں اور ان کے علاوہ کوئی اور دعا پڑھے جب بھی حرج نہیں، سب میں زیادہ مشہور دعا یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَ نَسْتَغْفِرُكَ وَ نُؤْمِنُ بِكَ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَیْكَ وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ الْخَیْرَ وَ نَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَ نَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ یَّفْجُرُكَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْكَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰی

عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ۔

دُعائے قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا بہتر ہے۔

(الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج2، ص534)

سوال: دعائے قنوت بلند آواز سے پڑھے یا آہستہ؟

جواب: دعائے قنوت آہستہ پڑھے امام ہو یا منفرد یا مقتدی، ادا ہو یا قضا، رمضان میں ہو یا اور دنوں میں۔

(الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج2، ص536)

سوال: جو شخص دعائے قنوت نہ پڑھ سکے، وہ کیا پڑھے؟

جواب: جو دعائے قنوت نہ پڑھ سکے یہ پڑھے۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، ج1، ص111)

سوال: اگر دعائے قنوت بھول کر رکوع میں چلا گیا تو اب کیا کرے؟

جواب: اگر دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو نہ قیام کی طرف لوٹے نہ رکوع میں پڑھے اور اگر قیام کی طرف لوٹ آیا اور قنوت پڑھا اور رکوع نہ کیا، تو نماز فاسد نہ ہوگی، مگر گنہگار ہوگا۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، ج1، ص111

سوال: مقتدی نے قنوت ابھی ختم نہ کی تھی، امام رکوع میں چلا گیا تو کیا کرے؟

جواب: قنوتِ وتر میں مقتدی امام کی متابعت کرے، اگر مقتدی قنوت سے فارغ نہ ہوا تھا کہ امام رکوع میں چلا گیا تو مقتدی بھی امام کا ساتھ دے اور اگر امام نے قنوت پڑھے رکوع کر دیا اور مقتدی نے ابھی کچھ نہ پڑھا، تو مقتدی کو اگر رکوع فوت ہو کا اندیشہ ہو جب تو رکوع کر دے، ورنہ قنوت پڑھ کر رکوع میں جائے اور اُس خاص دعا

حاجت نہیں جو دعائے قنوت کے نام سے مشہور ہے، بلکہ مطلقاً کوئی دعا جسے قنوت کہہ سکیں پڑھ لے۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، ج1، ص111)

سوال: اگر بھول کر پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ لی تو کیا پھر بھی تیسری میں پڑھے گا؟

جواب: بھول کر پہلی یا دوسری میں دعائے قنوت پڑھ لی تو تیسری میں پھر پڑھے یہی راجح ہے۔ (غنیۃ المتملی، صلاۃ الوتر، ص422)

سوال: مسبوق اگر تیسری رکعت کے رکوع میں ملا، جب کھڑے ہوکر اپنے دو رکعتیں پڑھے گا تو کیا اس میں قنوت پڑھے گا؟

جواب: مسبوق اگر امام کے ساتھ تیسری رکعت کے رکوع میں ملا ہے تو بعد کو جو پڑھے گا اس میں قنوت نہ پڑھے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، ج1، ص111)

سوال: وتر کا بہتر وقت کیا ہے؟

جواب: جسے آخر شب میں جاگنے پر اعتماد ہو تو بہتر یہ ہے کہ پچھلی رات میں وتر پڑھے، ورنہ بعد عشا پڑھ لے۔

(صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب من خاف ان لا یقوم الخ، الحدیث755، ص380)

سوال: وتر میں کون سی سورتیں پڑھے؟

جواب: وتر میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلی رکعت میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ دوسری میں ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ تیسری میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھی ہے، لہٰذا کبھی تبرکاً انہیں پڑھے۔ اور کبھی پہلی رکعت میں سورہ اعلیٰ کی جگہ ﴿اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ﴾۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع، الفصل الرابع، ج1، ص78)

سنن ونوافل

سوال: کتب فقہ میں نفل اور سنت کو اکٹھا کیوں ذکر کیا جاتا ہے؟

جواب: نفل عام ہے کہ سنت پر بھی اس کا اطلاق آیا ہے اور اس کے غیر کو بھی نفل کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فقہائے کرام باب النوافل میں سنن کا بھی ذکر کرتے ہیں کہ نفل ان کو بھی شامل ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، مطلب فی السنۃ، ج2، ص230)

لہٰذا نفل کے جتنے احکام بیان ہوں گے وہ سنتوں کو بھی شامل ہوں گے، البتہ اگر سنتوں کے لیے کوئی خاص بات ہوگی تو اس کو اس مطلق حکم سے الگ کیا جائے گا جہاں استثنا نہ ہو، اسی مطلق حکم نفل میں شامل سمجھیں۔ (بہار شریعت، حصہ4، ص663)

سوال: سنت مؤکدہ کون سے ہیں؟

جواب: سنت مؤکدہ یہ ہیں: (1) دو رکعت نماز فجر سے پہلے (2,3) چار ظہر کے پہلے، دو بعد (4) دو مغرب کے بعد (5) دو عشا کے بعد (6,7) چار جمعہ سے پہلے، چار بعد یعنی جمعہ کے دن جمعہ پڑھنے والے پر چودہ رکعتیں ہیں اور علاوہ جمعہ کے باقی دنوں میں ہر روز بارہ رکعتیں۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج2، ص545)

افضل یہ ہے کہ جمعہ کے بعد چار پڑھے، پھر دو تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے۔ (غنیۃ المتملی، فصل فی النوافل، ص389)

سوال: سنن مؤکدہ میں قوت کے اعتبار سے کیا ترتیب ہے؟

جواب: سب سنتوں میں قوی تر سنت فجر ہے، یہاں تک کہ بعض اس کو واجب کہتے ہیں اور اس کی مشروعیت کا اگر کوئی انکار کرے تو اگر شبہۃً یا براہ جہل ہو تو خوف کفر ہے اور اگر دانستہ بلاشبہہ ہو تو اس کی تکفیر کی جائے گی ولہٰذا یہ سنتیں بلا عذر نہ بیٹھ کر ہو سکتی ہیں نہ سواری پر نہ چلتی گاڑی پر، ان کا حکم ان باتوں میں بالکل مثل وتر ہے۔ ان کے بعد پھر مغرب کی سنتیں پھر ظہر کے بعد کی پھر عشا کے بعد کی پھر ظہر سے پہلے کی سنتیں اور اصح یہ ہے کہ سنت فجر کے بعد ظہر کی پہلی سنتوں کا مرتبہ ہے کہ حدیث میں خاص ان کے بارے میں

فرمایا: جو انہیں ترک کریگا، اُسے میری شفاعت نہ پہنچے گی۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج2، ص 548تا550)

سوال: اگر سنتیں فوت ہوجائیں یعنی وقت نکل جائے تو کیا ان کی قضا کی جائے گی؟

جواب: فجر کی نماز قضا ہوگئی اور زوال سے پہلے پڑھ لی تو سنتیں بھی پڑھے ورنہ نہیں، علاوہ فجر کے اور سنتیں قضا ہوگئیں تو ان کی قضا نہیں۔

(در مختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب فی السنن و النوافل، ج2، ص 549)

سوال: ظہر اور جمعہ کی سنت قبلیہ پہلے نہیں پڑھ سکے تو کیا کریں؟

جواب: ظہر یا جمعہ کے پہلے کی سنت فوت ہوگئی اور فرض پڑھ لیے تو اگر وقت باقی ہے فرض کے بعد پڑھے اور افضل یہ ہے کہ پچھلی سنتیں پڑھ کر ان کو پڑھے۔

(فتح القدیر، کتاب الصلاۃ، باب ادراک الفریضۃ، ج1، و باب النوافل، ص386)

سوال: فجر کے فرض پڑھ لیے صرف سنتیں رہ گئیں تو کیا کرے؟

جواب: فجر کی سنت قضا ہوگئی اور فرض پڑھ لیے تو اب سنتوں کی قضا نہیں البتہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ طلوعِ آفتاب کے بعد پڑھ لے تو بہتر ہے۔

(غنیۃ المتملی، فصل فی النوافل، ص 397)

اور طلوع سے پیشتر بالاتفاق ممنوع ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب فی السنن و النوافل، ج2، ص 550)

آج کل اکثر عوام بعد فرض فوراً پڑھ لیا کرتے ہیں یہ ناجائز ہے، پڑھنا ہو تو آفتاب بلند ہونے کے بعد زوال سے پہلے پڑھیں۔ (بہار شریعت، حصہ 4، ص 664)

سوال: جماعت کھڑی ہونے کے بعد کوئی نفل یا سنت نماز پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: جماعت قائم ہونے کے بعد کسی نفل کا شروع کرنا جائز نہیں سوا سنت فجر کے کہ اگر یہ جانے کہ سنت پڑھنے کے بعد جماعت مل جائے گی، اگرچہ قعدہ ہی میں

شامل ہوگا تو سنت پڑھ لے مگر صف کے برابر پڑھنا جائز نہیں، بلکہ اپنے گھر پڑھے یا بیرون مسجد کوئی جگہ قابل نماز ہوتو وہاں پڑھے اور یہ ممکن نہ ہوتو اگر اندر کے حصہ میں جماعت ہوتی ہوتو باہر کے حصہ میں پڑھے، باہر کے حصہ میں ہوتو اندر اور اگر اس مسجد میں اندر باہر دو درجے نہ ہوں تو ستون یا پیڑ کی آڑ میں پڑھے کہ اس میں اور صف میں حائل ہو جائے اور صف کے پیچھے پڑھنا بھی ممنوع ہے اگرچہ صف میں پڑھنا زیادہ بُرا ہے۔

(غنية المتملي، فصل في النوافل، ص398)

آج کل اکثر عوام اس کا بالکل خیال نہیں کرتے اور اسی صف میں گھس کر شروع کر دیتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ (بہار شریعت، حصہ4،ص665)

سوال: سنت وفرض کے درمیان کلام کرنے سے کیا سنتیں باطل ہو جاتی ہیں؟

جواب: سنت وفرض کے درمیان کلام کرنے سے اصح یہ ہے کہ سنت باطل نہیں ہوتی البتہ ثواب کم ہو جاتا ہے۔

(تنوير الابصار والدر المختار، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج2، ص558)

سوال: سنت غیر مؤکدہ (مستحبہ) کون سی ہیں؟

جواب: عشاوعصر کے پہلے نیز عشا کے بعد چار چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا مستحب ہے اور یہ بھی اختیار ہے کہ عشا کے بعد دو ہی پڑھے مستحب ادا ہو جائے گا۔ یو ہیں ظہر کے بعد چار رکعت پڑھنا مستحب ہے کہ حدیث میں فرمایا: جس نے ظہر سے پہلے چار اور بعد میں چار پر محافظت کی، اللہ تعالیٰ اُس پر آگ حرام فرما دے گا۔

(جامع الترمذي، أبواب الصلاة، الحديث 427، ج1، ص435 ☆ حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج1، ص284)

سوال: اکٹھے کتنی رکعات نوافل بلا کراہت پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: دن کے نفل میں ایک سلام کے ساتھ چار رکعت سے زیادہ اور رات میں آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے اور افضل یہ ہے کہ دن ہو یا رات ہو چار چار

رکعت پر سلام پھیرے۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج2، ص550)

سوال: سنت مؤکدہ چار رکعت اور نفل چار رکعت ادا کرنے میں کیا فرق ہے؟

جواب: جو سنت مؤکدہ چار رکعتی ہے اس کے قعدہ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھے اگر بھول کر درود شریف پڑھ لیا تو سجدہ سہو کرے اور ان سنتوں میں جب تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہوا تو سُبْحٰنَكَ اور اَعُوْذُ بھی نہ پڑھے اور ان کے علاوہ اور چار رکعت والے نوافل (اور سنت غیر مؤکدہ) کے قعدہ اولیٰ میں بھی درود شریف پڑھے اور تیسری رکعت میں سُبْحٰنَكَ اور اَعُوْذُ بھی پڑھے، بشرطیکہ دو رکعت کے بعد قعدہ کیا ہو ورنہ پہلا سُبْحٰنَكَ اور اَعُوْذُ کافی ہے، منت کی نماز کے قعدہ اولیٰ میں بھی درود پڑھے اور تیسری میں ثنا و تعوذ پڑھے۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج2، ص552)

سوال: نفل گھر میں پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں؟

جواب: نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے اور اگر یہ خیال ہو کہ گھر جا کر کاموں کی مشغولی کے سبب نوافل فوت ہو جائیں گے یا گھر میں جی نہ لگے گا اور خشوع کم ہو جائے گا تو مسجد ہی میں پڑھے۔ (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج2، ص562)

سوال: نفل نماز اگر شروع کر کے توڑ دے تو کیا حکم ہے؟

جواب: نفل نماز قصداً شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے کہ اگر توڑ دے گا قضا پڑھنی ہوگی۔ (الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج2، ص574۔576)

سوال: چار رکعت کی نیت کر کے نفل نماز شروع کی، تو کیا چار پوری کرنا ضروری ہے؟

جواب: نفل نماز شروع کی اگرچہ چار کی نیت باندھی جب بھی دو ہی رکعت شروع کرنے والا قرار دیا جائے گا کہ نفل کا ہر شفع (یعنی دو رکعت) علیحدہ علیحدہ نماز ہے، لہٰذا چار رکعت نفل کی نیت باندھی اور شفعِ اول یا ثانی میں توڑ دی تو دو رکعت قضا واجب ہوئی مگر شفعِ ثانی توڑنے سے دو رکعت قضا واجب ہونے کی یہ شرط ہے کہ دوسری رکعت پر قعدہ

گر چکا ہو ورنہ چار قضا کرنی ہوں گی۔

(الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فی النوافل، ج1، ص113 و الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج2، ص577)

سوال: کیا نفل نماز بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: کھڑے ہو کر پڑھنے کی قدرت ہو جب بھی بیٹھ کر نفل پڑھ سکتے ہیں مگر کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے کہ حدیث میں فرمایا: بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نصف ہے۔ اور عذر کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھے تو ثواب میں کمی نہ ہوگی۔ یہ جو آج کل عام رواج پڑ گیا ہے کہ نفل بیٹھ کر پڑھا کرتے ہیں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید بیٹھ کر پڑھنے کو افضل سمجھتے ہیں ایسا ہے تو ان کا خیال غلط ہے۔ وتر کے بعد جو دو رکعت نفل پڑھتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور اس میں اُس حدیث سے دلیل لانا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وتر کے بعد بیٹھ کر نفل پڑھے۔ صحیح نہیں کہ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مخصوصات میں سے ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب جواز النافلۃ قائماً وقاعداً، الحدیث 735، ص370 و الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج2، ص585)

سوال: چلتی ٹرین پر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: چلتی ریل گاڑی پر فرض و واجب و سنت فجر نہیں ہو سکتی لہٰذا جب اسٹیشن پر گاڑی ٹھہرے اُس وقت یہ نمازیں پڑھے اور اگر دیکھے کہ وقت جاتا ہے تو جس طرح بھی ممکن ہو پڑھ لے پھر جب موقع ملے اعادہ کرے کہ جہاں من جہۃ العباد (بندوں کی طرف سے) کوئی شرط یا رکن مفقود ہو اُس کا یہی حکم ہے۔

سنت فجر کے علاوہ باقی سنتیں اور نوافل چلتی ٹرین پر ادا کر سکتے ہیں۔

(بہار شریعت، حصہ4، ص673)

نوافل کی اقسام

سوال: نوافل کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: نوافل تو بہت کثیر ہیں، اوقاتِ ممنوعہ کے سوا آدمی جتنے چاہے پڑھے مگر ان میں سے بعض جو حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وائمہ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہیں، درج ذیل ہیں:

(1) تحیۃ المسجد: جو شخص مسجد میں آئے اُسے دو رکعت نماز پڑھنا سنت ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ چار پڑھے، اسے تحیۃ المسجد کہتے ہیں۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب فی تحیۃ المسجد، ج2، ص555)

ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص مسجد میں داخل ہو، بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لے۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب إذا دخل المسجد فلیرکع رکعتین، الحدیث444، ج1، ص170)

(2) تحیۃ الوضو: وضو کے بعد اعضا خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے، اسے تحیۃ الوضو کہتے ہیں۔

(تنویر الأبصار و الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج2، ص563)

ایک بار حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: اے بلال! کیا سبب ہے کہ میں جنت میں تشریف لے گیا تو تم کو آگے آگے جاتے دیکھا۔ عرض کی: یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں جب وضو کرتا ہوں دو رکعت نفل پڑھ لیتا ہوں۔ فرمایا: یہ ہی سبب ہے۔

(ملخصاً، صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب فضل الطہور الخ، الحدیث1149، ج1، ص390)

(3) نمازِ اشراق: ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر ذکرِ خدا کرتا رہا، یہاں تک کہ آفتاب بلند ہوگیا پھر دو رکعتیں پڑھیں تو اُسے پورے حج اور عمرہ کا ثواب

ملے گا۔ اسے نمازِ اشراق کہتے ہیں۔

(جامع الترمذی، أبواب السفر، باب ما ذکر مما یستحب من الجلوس فی المسجد الخ، الحدیث 586، ج2، ص100)

(4) نماز چاشت: آفتاب بلند ہونے سے زوال یعنی نصف النہار شرعی کے وقت میں جو کم از کم دو اور زیادہ بارہ رکعتیں پڑھی جائیں۔

اسے نماز چاشت کہتے ہیں اور یہ مستحب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھے پڑھے۔ (الفتاوی الھندیة، کتاب الصلاة، الباب التاسع فی النوافل، ج1، ص112)

حدیث میں ہے، جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں سونے کا محل بنائے گا۔

(جامع الترمذی، ابواب الوتر، باب ماجاء فی صلاة الضحی، ج2، ص17)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو چاشت کی دو رکعتوں پر محافظت کرے، اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، ج3، ص564)

(5) نماز سفر: نمازِ سفر یہ ہے کہ سفر میں جاتے وقت دو رکعتیں اپنے گھر پر پڑھی جائیں۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب فی رکعتی السفر، ج2، ص565)

حدیث میں ہے: کسی نے اپنے اہل کے پاس اُن دو رکعتوں سے بہتر نہ چھوڑا، جو بوقت ارادہ سفر ان کے پاس پڑھیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصلوات، باب الرجل یرید السفر من کان یستحب الخ، ج1، ص424، مکتبة الرشد، ریاض)

(6) نماز واپسی سفر: سفر سے واپس ہو کر دو رکعتیں مسجد میں ادا کرے۔ (ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب فی رکعتی السفر، ج2، ص565)

صحیح مسلم میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سفر سے دن میں چاشت کے وقت تشریف لاتے اور ابتداءً مسجد میں جاتے اور دو رکعتیں اُس میں نماز پڑھتے پھر وہیں مسجد میں تشریف رکھتے۔

(صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب رکعتین فی المسجد إلخ، الحدیث 716، ص 361)

(7) صلاۃ اللیل: رات میں بعد نماز عشا جو نوافل پڑھے جائیں ان کو صلاۃ اللیل کہتے ہیں اور رات کے نوافل دن کے نوافل سے افضل ہیں۔

(بہار شریعت، حصہ 4، ص 677)

ترمذی ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: قیام اللیل کو اپنے اوپر لازم کرلو کہ یہ اگلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور تمھارے رب (عزوجل) کی طرف قربت کا ذریعہ اور سیّآت کا مٹانے والا اور گناہ سے روکنے والا۔

(جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث 3560، ج5، ص 322)

(8) نماز تہجد: اسی صلاۃ اللیل کی ایک قسم تہجد ہے کہ عشا کے بعد رات میں سو کر اُٹھیں اور نوافل پڑھیں، سونے سے قبل جو کچھ پڑھیں وہ تہجد نہیں۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب فی صلاۃ اللیل، ج2، ص 566)

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا، "جب تم میں سے کوئی شخص سو جاتا ہے تو شیطان اس کے سر کے پچھلے حصے پر تین گرہیں لگا دیتا ہے، وہ ہر گرہ پر کہتا ہے کہ "لمبی تان کے سو جا، ابھی تو بہت رات باقی ہے۔" جب وہ شخص بیدار ہو کر اللہ عزوجل کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر وہ وضو کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور اگر نماز ادا کرے تو تیسری بھی کھل جاتی ہے اور وہ شخص تازہ دم ہو کر صبح کرتا ہے بصورت دیگر تھکا ماندہ سست ہو کر صبح کرتا ہے۔" ایک روایت میں یہ اضافہ ہے، "تو وہ تازہ

دم ہو کر صبح کرتا ہے اور خیر کو پالیتا ہے بصورت دیگر تھکا ماندہ صبح کرتا ہے اور خیر کو نہیں پاتا۔" جبکہ ایک روایت میں ہے "لہٰذا شیطان کی گانٹھوں کو کھول لیا کرو اگر چہ دو رکعتوں کے ذریعے ہی سے ہو۔

(صحیح بخاری ، کتاب التہجد ،باب عقد الشیطان علی قافیة الراس الخ ، رقم 1142، ج 1، ص 387)

(9)**نماز استخارہ** :استخارہ کرنے کے لیے جو نماز پڑھی جائے، اسے نمازِ استخارہ کہتے ہیں ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو تمام امور میں استخارہ کی تعلیم فرماتے، جیسے قرآن کی سُورت تعلیم فرماتے تھے، فرماتے ہیں: جب کوئی کسی امر کا قصد کرے تو دو رکعت نفل پڑھے پھر کہے۔اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْقَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِہٖ۔

(صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب ماجاء فی التطوع الخ، الحدیث 1162، ج 1، ص 393 ☆ ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب فی رکعتی الاستخارة، ج 2، ص 569)

(10)**صلوٰة التسبیح** :یہ ایک مخصوص قسم کی نماز ہے، جس میں بے انتہا ثواب ہے اور اس کی ترکیب ہمارے طور پر وہ ہے جو ترمذی کی روایت میں ہے: اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ کر سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُكَ پڑھے پھر یہ پڑھے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پندرہ بار پھر اَعُوْذُ اور بِسْمِ اللّٰہ اور اَلْحَمْد اور سورت پڑھ کر دس بار یہی تسبیح پڑھے پھر رکوع کرے اور رکو

میں دس بار پڑھے پھر رکوع سے سر اٹھائے اور بعد تسمیع وتحمید دس بار کہے پھر سجدہ کو جائے اور اس میں دس بار کہے پھر سجدہ سے سر اٹھا کر دس بار کہے پھر سجدہ کو جائے اور اس میں دس مرتبہ پڑھے۔ یو ہیں چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں 75 بار تسبیح اور چاروں میں تین سو ہوئیں اور رکوع وسجود میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنے کے بعد تسبیحات پڑھے۔ (غنیۃ المتملی، صلاۃ التسبیح، ص431)

(11)نمازِ حاجت :جو نماز قضائے حاجت کے لیے پڑھی جائے، اسے نمازِ حاجت کہتے ہیں، اس کے لیے دو یا چار رکعت پڑھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو کوئی اہم امر پیش آتا تو نماز پڑھتے۔

(سنن أبي داود، کتاب التطوع، باب وقت قیام النبي صلی اللہ علیہ وسلم من اللیل، الحدیث1319، ج2، ص52)

(12)صلوۃ الاسرار:قضائے حاجت کے لیے ایک مجرب نماز صلاۃ الاسرار ہے۔ جو غوث پاک سے روایت کی گئی ہے، اس کی ترکیب یہ ہے کہ بعد نماز مغرب سنتیں پڑھ کر دو رکعت نماز نفل پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ الحمد کے بعد ہر رکعت میں گیارہ گیارہ بار **قل ھو اللہ** پڑھے سلام کے بعد اللہ عزوجل کی حمد وثنا کرے پھر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر گیارہ بار دُرود وسلام عرض کرے اور گیارہ بار یہ کہے: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ اَغِثْنِیْ وَامْدُدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ۔ پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے، ہر قدم پر یہ کہے: یَا غَوْثَ الثَّقَلَیْنِ وَ یَا کَرِیْمَ الطَّرَفَیْنِ اَغِثْنِیْ وَامْدُدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ ۔ پھر حضور کے توسل سے اللہ عزوجل سے دُعا کرے۔ (بھجۃ الأسرار، ذکر فضل أصحابہ و بشراہم، ص197، بتصرف)

(13)نمازِ توبہ :گناہوں کی معافی کے لیے جو نماز پڑھی جائے، اسے نمازِ توبہ کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب کوئی بندہ گناہ کرے پھر وضو

کر کے نماز پڑھے پھر استغفار کرے، اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا۔

(جامع الترمذی، أبواب الصلاۃ، باب ماجاء في الصلاۃ عند التوبۃ، الحدیث406، ج1، ص414)

(14) **صلوۃ الرغائب**: رجب کی پہلی شبِ جمعہ اور شعبان کی پندرھویں شب اور شبِ قدر میں جماعت کے ساتھ جو نفل نماز ادا کی جاتی ہے، اسے صلوۃ الرغائب کہتے ہیں۔

(بہارشریعت، حصہ4، ص687)

تراویح کا بیان

سوال: کیا تراویح پڑھنا مرد وعورت دونوں کے لیے ضروری ہے؟

جواب: تراویح مرد وعورت سب کے لیے بالاجماع سنت مؤکدہ ہے اس کا ترک جائز نہیں۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج2، ص596)

اس پر خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مداومت فرمائی اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میری سنت اور سنت خلفائے راشدین کو اپنے اوپر لازم سمجھو۔

(جامع الترمذی، أبواب العلم، باب ماجاء فی الأخذ بالسنة إلخ، الحدیث2685، ج4، ص308)

اور خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی تراویح پڑھی اور اسے بہت پسند فرمایا۔

(بہار شریعت، حصہ4، ص688)

سوال: تراویح کی کتنی رکعتیں ہیں؟

جواب: جمہور کا مذہب یہ ہے کہ تراویح کی بیس رکعتیں ہیں اور یہی احادیث اور آثارِ صحابہ سے ثابت ہے۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاۃ التراویح، ج2، ص599)

سوال: تراویح کا وقت کیا ہے؟

جواب: اس کا وقت فرضِ عشاء کے بعد سے طلوعِ فجر تک ہے، وتر سے پہلے بھی ہو سکتی ہے اور بعد بھی تو اگر کچھ رکعتیں اس کی باقی رہ گئیں کہ امام وتر کو کھڑا ہو گیا تو امام کے ساتھ وتر پڑھ لے پھر باقی ادا کرلے جب کہ فرض جماعت سے پڑھے ہوں اور یہ افضل ہے اور اگر تراویح پوری کر کے وتر تنہا پڑھے تو بھی جائز ہے۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاۃ التراویح، ج2، ص597)

سوال: اگر تراویح فوت ہو جائیں، تو کیا بعد میں ان کی قضا کرنی ہوگی؟

جواب: اگر فوت ہو جائیں تو ان کی قضا نہیں اور اگر قضا تنہا پڑھ لی تو تراویح نہیں بلکہ نفل ہیں۔ (الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مبحث صلاۃ التراویح، ج2، ص598)

سوال: تراویح کی بیس رکعتیں کتنے سلاموں کے ساتھ پڑھنی ہیں؟

جواب: تراویح کی بیس رکعتیں دس سلام سے پڑھے یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرے اور اگر کسی نے بیسوں پڑھ کر آخر میں سلام پھیرا تو اگر ہر دو رکعت پر قعدہ کرتا رہا تو ہو جائے گی مگر کراہت کے ساتھ اور اگر قعدہ نہ کیا تھا تو دو رکعت کے قائم مقام ہوئیں۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاۃ التراویح، ج2، ص599)

سوال: تراویح میں قرآن ختم کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے اور دو مرتبہ فضیلت اور تین مرتبہ افضل۔ لوگوں کی سستی کی وجہ سے ختم کو ترک نہ کرے۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاۃ التراویح، ج2، ص601)

سوال: ترویحہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: ہر چار رکعت پر اتنی دیر تک بیٹھنا مستحب ہے جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھیں، اسے ترویحہ کہتے ہیں۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ج1، ص115)

سوال: ترویحہ میں کیا کرنا چاہیے؟

جواب: اس بیٹھنے میں اسے اختیار ہے کہ چپ بیٹھا رہے یا کلمہ پڑھے یا تلاوت کرے یا درود شریف پڑھے یا چار رکعتیں تنہا نفل پڑھے جماعت سے مکروہ ہے یا یہ تسبیح پڑھے: سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْكِبْرِيَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ۔ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِیْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَّبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ۔

(غنیۃ المتملی، تراویح، ص404)

سوال: تراویح میں جماعت کیا حکم ہے؟

جواب: تراویح میں جماعت سنتِ کفایہ ہے کہ اگر مسجد کے سب لوگ چھوڑ

دیں گے تو سب گنہگار رہوں گے اور اگر کسی ایک نے گھر میں تنہا پڑھ لی تو گنہگار نہیں مگر جو شخص مقتدا ہو کہ اس کے ہونے سے جماعت بڑی ہوتی ہے اور چھوڑ دے گا تو لوگ کم ہو جائیں گے اسے بلا عذر جماعت چھوڑنے کی اجازت نہیں۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ج1، ص116)

سوال: خوش خوان کو امام بنانا چاہیے یا درست خوان کو؟

جواب: غلط پڑھنے والے خوش خوان کو امام بنانا نہ چاہیے بلکہ درست خوان کو بنائیں۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ج1، ص116)

افسوس صد افسوس کہ اس زمانہ میں حفاظ کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے، اکثر تو ایسا پڑھتے ہیں کہ یَعْلَمُوْنَ تَعْلَمُوْنَ کے سوا کچھ پتہ نہیں چلتا الفاظ و حروف کھا جایا کرتے ہیں جو اچھا پڑھنے والے کہے جاتے ہیں اُنھیں دیکھیے تو حروف صحیح نہیں ادا کرتے ہمزہ، الف، عین اور ذ، ز، ظ اور ث، س، ص، ت، ط وغیرہا حروف میں فرق نہیں کرتے جس سے قطعاً نماز ہی نہیں ہوتی۔ (بہار شریعت، حصہ4، ص691)

سوال: حافظ کو اجرت دے کر تراویح پڑھوانا کیسا ہے؟

جواب: آج کل اکثر رواج ہو گیا ہے کہ حافظ کو اُجرت دے کر تراویح پڑھواتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار ہیں، اُجرت صرف یہی نہیں کہ پیشتر مقرر کرلیں کہ یہ لیں گے یہ دیں گے، بلکہ اگر معلوم ہے کہ یہاں کچھ ملتا ہے، اگرچہ اس سے طے نہ ہوا ہو یہ بھی ناجائز ہے کہ اَلْمَعْرُوْفُ کَالْمَشْرُوْطِ ہاں اگر کہہ دے کہ کچھ نہیں دوں گا یا نہیں لوں گا پھر پڑھے اور حافظ کی خدمت کریں تو اس میں حرج نہیں کہ اَلصَّرِیْحُ یَفُوْقُ الدَّلَالَۃَ صریح دلالت پر فوقیت رکھتا ہے۔

(بہار شریعت، حصہ4، ص692)

سوال: اگر عشاء یا تراویح بغیر جماعت سے پڑھیں، تو کیا وتر کی جماعت میں

شریک ہوسکتا ہے؟

جواب: اگر عشاء جماعت سے پڑھی اور تراویح تنہا تو وتر کی جماعت میں شریک ہوسکتا ہے اور اگر عشا تنہا پڑھ لی اگرچہ تراویح باجماعت پڑھی تو وتر تنہا پڑھے۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاۃ التراویح، ج2، ص603)

سوال: کیا تراویح بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: تراویح بیٹھ کر پڑھنا بلا عذر مکروہ ہے، بلکہ بعضوں کے نزدیک تو ہوگی ہی نہیں۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج2، ص603)

سوال: اگر کسی وجہ سے تراویح میں ختمِ قرآن نہ ہوسکے تو کیا کریں؟

جواب: اگر کسی وجہ سے ختم نہ ہو تو سورتوں کی تراویح پڑھیں اور اس کے لیے بعضوں نے یہ طریقہ رکھا ہے کہ الم ترکیف سے آخر تک دو بار پڑھنے میں بیس رکعتیں ہو جائیں گی۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع، فصل فی التراویح، ج1، ص118)

سوال: دورانِ تراویح پورے ختم میں کتنی بار بسم اللہ جہر سے پڑھیں گے؟

جواب: ایک بار بسم اللہ شریف جہر سے پڑھنا سنت ہے اور ہر سورت کی ابتدا میں آہستہ پڑھنا مستحب اور یہ جو آج کل بعض جہال نے نکالا ہے کہ ایک سو چودہ بار بسم اللہ جہر سے پڑھی جائے ورنہ ختم نہ ہوگا، مذہب حنفی میں بے اصل ہے۔

(بہار شریعت، حصہ4، ص694)

سوال: ختم میں جو تین بار سورۂ اخلاص پڑھتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

جواب: متاخرین نے ختم تراویح میں تین بار قل ھو اللہ پڑھنا مستحب کہا اور بہتر یہ ہے کہ ختم کے دن پچھلی رکعت میں الٓمٓ سے مفلحون تک پڑھے۔

(بہار شریعت، حصہ4، ص695)

قضا نمازوں کا بیان

سوال: ادا، قضا اور اعادہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: جس چیز کا بندوں پر حکم ہے اسے وقت میں بجالانے کو ادا کہتے ہیں اور وقت کے بعد عمل میں لانا قضا ہے اور اگر اس حکم کے بجالانے میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو وہ خرابی دفعہ کرنے کے لیے دوبارہ عمل بجالانا اعادہ ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ج2، ص627تا632)

سوال: بلا عذر شرعی نماز قضا کر دینا کیسا ہے؟

جواب: بلا عذرِ شرعی نماز قضا کر دینا بہت سخت گناہ ہے، اُس پر فرض ہے کہ اُس کی قضا پڑھے اور سچے دل سے توبہ کرے، توبہ جب ہی صحیح ہے کہ قضا پڑھ لے۔ اُس کو تو ادا نہ کرے، توبہ کیے جائے، یہ توبہ نہیں کہ وہ نماز جو اس کے ذمہ تھی اس کا نہ پڑھنا تو اب بھی باقی ہے اور جب گناہ سے باز نہ آیا، توبہ کہاں ہوئی۔ حدیث میں فرمایا: گناہ پر قائم رہ کر استغفار کرنے والا اس کے مثل ہے جو اپنے رب عزوجل سے ٹھٹھا کرتا ہے۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ج 2، ص626,627☆شعب الإیمان، باب فی معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ، الحدیث7178، ج5، ص436)

سوال: نماز قضا کر دینے کے لیے شرعی اعذار کیا ہیں؟

جواب: دشمن کا خوف نماز قضا کر دینے کے لیے عذر ہے، مثلاً مسافر کو چور اور ڈاکوؤں کا صحیح اندیشہ ہے تو اس کی وجہ سے وقتی نماز قضا کر سکتا ہے بشرطیکہ کسی طرح نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو اسی طرح جنائی (دائی) نماز پڑھے گی تو بچہ کے مرجانے کا اندیشہ ہے نماز قضا کرنے کے لیے یہ عذر ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، قضاء الفوائت، ج2، ص627)

سوال: وقت کے اندر تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کر دی، پھر وقت نکل گیا، یہ نماز ادا ہو گی یا قضا؟

جواب: وقت میں اگر تحریمہ باندھ لیا تو نماز قضا نہ ہوئی بلکہ ادا ہے۔

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ج2، ص628)

مگر نماز فجر و جمعہ و عیدین کہ ان میں سلام سے پہلے بھی اگر وقت نکل گیا نماز جاتی رہی۔ (بہار شریعت، حصہ4، ص701)

سوال: اگر سوتے میں یا بھولے سے نماز کا وقت گزر گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: سوتے میں یا بھولے سے نماز قضا ہوگئی تو اس کی قضا پڑھنی فرض ہے، البتہ قضا کا گناہ اس پر نہیں مگر بیدار ہونے اور یاد آنے پر اگر وقت مکروہ نہ ہو تو اُسی وقت پڑھ لے تاخیر مکروہ ہے، کہ حدیث میں ارشاد فرمایا: جو نماز سے بھول جائے یا سو جائے تو یاد آنے پر پڑھ لے کہ وہی اس کا وقت ہے۔ مگر دخولِ وقت کے بعد سو گیا پھر وقت نکل گیا تو قطعاً گنہگار ہوا جب کہ جاگنے پر صحیح اعتماد یا جگانے والا موجود نہ ہو بلکہ فجر میں دخول وقت سے پہلے بھی سونے کی اجازت نہیں ہوسکتی جب کہ اکثر حصہ رات کا جاگنے میں گزرا اور ظن ہے کہ اب سو گیا تو وقت میں آنکھ نہ کھلے گی۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی قضاء الفوائت، ج1، ص121)

جب یہ اندیشہ ہو کہ صبح کی نماز جاتی رہے گی تو بلا ضرورت شرعیہ اُسے رات میں دیر تک جاگنا ممنوع ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، طلوع الشمس من مغربھا، ج2، ص33)

سوال: قضا نماز کس وقت میں پڑھی جائے؟

جواب: قضا کے لیے کوئی وقت معین نہیں عمر میں جب پڑھے گا بری ء الذّمہ ہو جائے گا مگر طلوع و غروب اور زوال کے وقت کہ ان وقتوں میں نماز جائز نہیں۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الأول فی المواقیت وما یتصل بھا، الفصل الثالث، ج1، ص52)

سوال: حالتِ جنون میں جو نمازیں چھوٹ جائیں، کیا ان کی قضا کی جائے گی؟

جواب: مجنون کی حالتِ جنون جو نمازیں فوت ہوئیں اچھے ہونے کے بعد ان کی قضا واجب نہیں جبکہ جنون نماز کے چھ وقت کامل تک برابر رہا ہو۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی قضاء الفوائت، ج1، ص121)

سوال: جو شخص معاذ اللہ مرتد ہوگیا، پھر اسلام لایا تو اس کی زمانہ ارتداد کی نمازوں اور ارتداد سے پہلے کی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو شخص معاذ اللہ مرتَد ہوگیا پھر اسلام لایا تو زمانہ ارتداد کی نمازوں کی قضا نہیں اور مرتد ہونے سے پہلے زمانہ اسلام میں جو نمازیں جاتی رہی تھیں ان کی قضا واجب ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ج2، ص667)

سوال: جو نماز حالتِ سفر میں قضا ہوئی، اسے کیسے ادا کریں گے؟ اسی طرح جو نماز حالتِ اقامت میں فوت ہوئی، اسے کیسے ادا کریں گے؟

جواب: جو نماز جیسی فوت ہوئی اس کی قضا ویسی ہی پڑھی جائے گی، مثلاً سفر میں نماز قضا ہوئی تو چار رکعت والی دو ہی پڑھی جائے گی اگرچہ اقامت کی حالت میں پڑھے اور حالت اقامت میں فوت ہوئی تو چار رکعت والی کی قضا چار رکعت ہے اگرچہ سفر میں پڑھے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع، فصل فی قضاء الفوائت، ج1، ص121)

سوال: قضا نمازوں میں ترتیب ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: پانچوں فرضوں میں باہم اور فرض و وتر میں ترتیب ضروری ہے کہ پہلے فجر پھر ظہر پھر عصر پھر مغرب پھر عشا پھر وتر پڑھے، خواہ یہ سب قضا ہوں یا بعض ادا بعض قضا، مثلاً ظہر کی قضا ہوگئی تو فرض ہے کہ اسے پڑھ کر عصر پڑھے یا وتر قضا ہوگیا تو اُسے پڑھ کر فجر پڑھے اگر یاد ہوتے ہوئے عصر یا فجر کی پڑھ لی تو نہ ہوگی ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی قضاء الفوائت، ج1، ص121)

سوال: ترتیب کب ساقط ہوجاتی ہے؟

جواب: تین صورتوں میں ترتیب ساقط ہوجاتی ہے:

(1) وقت میں تنگی، اگر وقت میں اتنی گنجائش نہیں کہ وقتی اور قضائیں سب پڑھ لے تو وقتی اور قضا نمازوں میں جس کی گنجائش ہو پڑھے باقی میں ترتیب ساقط ہے، مثلاً نماز عشا و وتر قضا ہوگئے اور فجر کے وقت میں پانچ رکعت کی گنجائش ہے تو وتر و فجر پڑھے اور چھ

رکعت کی وسعت ہے تو عشاء و فجر پڑھے۔

(شرح الوقایۃ، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ج1، ص217)

(2) بھول جانا، قضا نماز یاد نہ رہی اور وقتیہ پڑھ لی پڑھنے کے بعد یاد آئی تو وقتیہ ہوگئی اور پڑھنے میں یاد آئی تو گئی۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی قضاء الفوائت، ج1، ص122)

(3) چھ یا اس سے زیادہ نمازوں کا قضا ہو جانا، چھ نمازیں جس کی قضا ہو گئیں کہ چھٹی کا وقت ختم ہو گیا اس پر ترتیب فرض نہیں، اب اگرچہ باوجود وقت کی گنجائش اور یاد کے وقتی پڑھے گا ہو جائے گی خواہ وہ سب ایک ساتھ قضا ہوئیں مثلاً ایک دم سے چھ وقتوں کی نہ پڑھیں یا متفرق طور پر قضا ہوئیں۔

(الدر المختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، مطلب فی تعریف الإعادۃ، ج2، ص637)

سوال: چھ نمازیں قضا ہونے کے سبب ترتیب ساقط ہوگئی، کیا پھر ترتیب لوٹے گی؟

جواب: جب چھ نمازیں قضا ہونے کے سبب ترتیب ساقط ہوگئی تو ان میں سے اگر بعض پڑھ لی کہ چھ سے کم رہ گئیں تو وہ ترتیب عود نہ کرے گی یعنی ان میں سے اگر دو باقی ہوں تو باوجود یاد کے وقتی نماز ہو جائے گی البتہ اگر سب قضائیں پڑھ لیں تو اب پھر صاحب ترتیب ہو گیا کہ اب اگر کوئی نماز قضا ہوگی تو بشرائط سابق اسے پڑھ کر وقتی پڑھے ورنہ نہ ہوگی۔

(الدر المختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ج2، ص637)

سوال: خلاف ترتیب پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی، اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: باوجود یاد اور گنجائش وقت کے وقتی نماز کی نسبت جو کہا گیا کہ نہ ہوگی اس سے مراد یہ ہے کہ وہ نماز موقوف ہے اگر وقتی پڑھتا گیا اور قضا رہنے دی تو جب دونوں مل کر چھ ہو جائیں گی یعنی چھٹی کا وقت ختم ہو جائے گا تو سب صحیح ہو گئیں اور اگر اس درمیان میں قضا پڑھ لی تو سب گئیں یعنی نفل ہو گئیں سب کو پھر سے پڑھے۔

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ج2، ص641)

سوال: جس کے ذمہ زیادہ نمازیں قضا ہوں، کیا اسے تاخیر کی اجازت ہے؟

جواب : جس کے ذمہ قضا نمازیں ہوں اگرچہ ان کا پڑھنا جلد سے جلد واجب ہے مگر بال بچوں کی خورد ونوش اور اپنی ضروریات کی فراہمی کے سبب تاخیر جائز ہے تو کاروبار بھی کرے اور جو وقت فرصت کا ملے اس میں قضا پڑھتا رہے یہاں تک کہ پوری ہو جائیں۔ (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج2، ص646)

سوال: کیا نوافل وسنن کی جگہ قضا نمازیں پڑھ سکتے ہیں؟

جواب :قضا نمازیں نوافل سے اہم ہیں یعنی جس وقت نفل پڑھتا ہے انھیں چھوڑ کر ان کے بدلے قضائیں پڑھے کہ بری الذمہ ہو جائے البتہ تراویح اور بارہ رکعتیں سنت مؤکدہ کی نہ چھوڑے۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب فی بطلان الوصیة بالختمات و التھالیل، ج2، ص646)

سوال: جس کی نمازیں قضا ہوئیں اور وہ فوت ہوگیا، تو اس کے ورثہ کیا کریں؟

جواب :جس کی نمازیں قضا ہوگئیں اور انتقال ہوگیا تو اگر وصیت کر گیا اور مال بھی چھوڑا تو اس کی تہائی سے ہر فرض و وتر کے بدلے نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جَو تصدق کریں اور مال نہ چھوڑا اور ورثہ فدیہ دینا چاہیں تو کچھ مال اپنے پاس سے یا قرض لے کر مسکین پر تصدق کر کے اس کے قبضہ میں دیں اور مسکین اپنی طرف سے اسے ہبہ کر دے اور یہ قبضہ بھی کر لے پھر یہ مسکین کو دے، یوہیں لوٹ پھیر کرتے رہیں یہاں تک کہ سب کا فدیہ ادا ہو جائے۔ اور اگر مال چھوڑا مگر وہ ناکافی ہے جب بھی یہی کریں اور اگر وصیت نہ کی اور ولی اپنی طرف سے بطور احسان فدیہ دینا چاہے تو دے اور اگر مال کی تہائی بقدر کافی ہے اور وصیت یہ کی کہ اس میں سے تھوڑا لے کر لوٹ پھیر کر کے فدیہ پورا کر لیں اور باقی کو ورثہ یا اور کوئی لے لے تو گنہگار ہوا۔

(الدر المختار و ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب فی إسقاط الصلاة عن المیت، ج2، ص643,644)

بعض ناواقف یوں فدیہ دیتے ہیں کہ نمازوں کے فدیہ کی قیمت لگا کر سب کے بدلے میں قرآن مجید دیتے ہیں اس طرح کل فدیہ ادا نہیں ہوتا یہ محض بے اصل بات ہے بلکہ صرف اتنا ہی ادا ہوگا جس قیمت کا مصحف شریف ہے۔ (بہار شریعت، حصہ4، ص708)

سوال: شبِ قدر یا رمضان کے آخری جمعہ میں جو قضائے عمری پڑھی جاتی ہے، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: قضائے عمری کہ شبِ قدر یا اخیر جمعہ رمضان میں جماعت سے پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عمر بھر کی قضائیں اسی ایک نماز سے ادا ہو گئیں، باطل محض ہے۔

(بہار شریعت، حصہ4، ص708)

سجدۂ سہو کا بیان

سوال: سجدۂ سہو کیا ہے؟

جواب: واجباتِ نماز میں جب کوئی واجب بھولے سے رہ جائے تو اس کی تلافی کے لیے دو سجدے واجب ہوتے ہیں، اسے سجدہ سہو کہتے ہے۔

(شرح الوقایة، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج1، ص220)

سوال: اگر قصداً واجب ترک کیا تو سجدۂ سہو سے تلافی ہو جائے گی؟

جواب: قصداً واجب ترک کیا تو سجدہ سہو سے وہ نقصان دفع نہ ہوگا بلکہ اعادہ واجب ہے۔ یوہیں اگر سہواً واجب ترک ہوا اور سجدہ سہو نہ کیا جب بھی اعادہ واجب ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج2، ص655)

سوال: سجدۂ سہو کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: اس کا طریقہ یہ ہے کہ التحیات کے بعد دہنی طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔

(شرح الوقایة، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج1، ص220)

سجدہ سہو کے بعد بھی التحیات پڑھنا واجب ہے التحیات پڑھ کر سلام پھیرے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں قعدوں میں درود شریف بھی پڑھے۔ (ہندیہ، سجود السہو، ج1، ص125)

اور یہ بھی اختیار ہے کہ پہلے قعدہ میں التحیات و درود پڑھے اور دوسرے میں صرف التحیات۔

(بہار شریعت، حصہ4، ص710)

سوال: اگر بغیر سلام پھیرے سجدے کیے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر بغیر سلام پھیرے سجدے کر لیے کافی ہیں مگر ایسا کرنا مکروہِ تنزیہی ہے۔

(الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الثانی عشر فی سجود السهو، ج1، ص125)

سوال: فرض یا سنن و مستحبات ترک ہو جائیں تو کیا حکم ہے؟

جواب: فرض ترک ہو جانے سے نماز جاتی رہتی ہے سجدہ سہو سے اس کی تلافی

نہیں ہوسکتی لہٰذا پھر پڑھے اور سنن و مستحبات مثلاً تعوذ، تسمیہ، ثنا، آمین، تکبیراتِ انتقالات، تسبیحات کے ترک سے بھی سجدہ سہو نہیں بلکہ نماز ہوگئی۔

(غنية المتملی، فصل فی سجود السهو، ص455)

مگر اعادہ مستحب ہے سہواً ترک کیا ہو یا قصداً۔ (بہار شریعت، حصہ4، ص709)

سوال: ایک نماز میں چند واجب بھولے سے ترک ہوئے، کتنے سجدے کرنے ہوں گے؟

جواب: ایک نماز میں چند واجب ترک ہوئے تو وہی دو سجدے سب کے لیے کافی ہیں۔ (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السهو، ج2، ص655)

سوال: فرض میں قعدۂ اولیٰ بھول کر تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوگئے، کیا حکم ہے؟

جواب: فرض میں قعدہ اولیٰ بھول گیا تو جب تک سیدھا کھڑا نہ ہوا، لوٹ آئے اور سجدہ سہو نہیں اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو نہ لوٹے اور آخر میں سجدہ سہو کرے اور اگر سیدھا کھڑا ہو کر لوٹا تو سجدہ سہو کرے اور صحیح مذہب میں نماز ہو جائے گی مگر گنہگار ہوا لہٰذا حکم ہے کہ اگر لوٹے تو فوراً کھڑا ہو جائے۔

(در مختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السهو، ج2، ص661)

سوال: قعدۂ اخیرہ بھول کر کھڑے ہوئے تو کیا کریں؟

جواب: قعدہ اخیرہ بھول گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدہ سہو کرے اور اگر اس رکعت کا سجدہ کرلیا تو سجدہ سے سر اٹھاتے ہی وہ فرض نفل ہوگیا لہٰذا اگر چاہے تو علاوہ مغرب کے اور نمازوں میں ایک رکعت اور ملالے کہ شفع پورا ہو جائے اور طاق رکعت نہ رہے اگرچہ وہ نماز فجر یا عصر ہو، مغرب میں اور نہ ملائے کہ چار پوری ہوگئیں۔ (در مختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السهو، ج2، ص664)

سوال: اگر بقدر تشہد قعدہ اخیرہ کر چکا ہے اور کھڑا ہوگیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر بقدر تشہد قعدہ اخیرہ کر چکا ہے اور کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دے اور اس صورت میں اگر امام کھڑا ہو گیا تو مقتدی اس کا ساتھ نہ دیں بلکہ بیٹھے ہوئے انتظار کریں اگر لوٹ آیا ساتھ ہو لیں اور نہ لوٹا اور سجدہ کر لیا تو مقتدی سلام پھیر دیں اور امام ایک رکعت اور ملائے کہ یہ دو نفل ہو جائیں اور سجدہ سہو کر کے سلام پھیرے۔

(در مختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو، ج2، ص667تا669)

سوال: اگر قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد بھول کر درودِ پاک پڑھ لیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد اتنا پڑھا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو سجدہ سہو واجب ہے اس وجہ سے نہیں کہ درود شریف پڑھا بلکہ اس وجہ سے کہ تیسری کے قیام میں تاخیر ہوئی تو اگر اتنی دیر تک سکوت کیا جب بھی سجدہ سہو واجب ہے جیسے قعدہ و رکوع و سجود میں قرآن پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہے، حالانکہ وہ کلام الٰہی ہے۔

(در مختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو، ج2، ص657)

سوال: فرض کے قیام میں بھول کر تشہد پڑھ دیا کیا حکم ہے؟

جواب: فرض کی پہلی دو رکعتوں کے قیام میں الحمد کے بعد بھول کر تشہد پڑھا سجدہ سہو واجب ہے اور الحمد سے پہلے پڑھا تو نہیں۔ پچھلی رکعتوں کے قیام میں تشہد پڑھا تو سجدہ واجب نہ ہوا۔

(الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی عشر فی سجود السهو، ج1، ص127)

سوال: امام نے جہری نماز میں آہستہ قراءت کی یا سری میں بلند آواز سے قرأت کی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: امام نے جہری نماز میں بقدر جواز نماز یعنی ایک آیت آہستہ پڑھی یا سری میں جہر سے تو سجدہ سہو واجب ہے اور ایک کلمہ آہستہ یا جہر سے پڑھا تو معاف ہے۔

(الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی عشر فی سجود السهو، ج1، ص128)

سوال: قراءت وغیرہ میں سوچنے کی وجہ سے وقفہ ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: قراءت وغیرہ کسی موقع پر سوچنے لگا کہ بقدر ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کے وقفہ ہوا سجدہ سہو واجب ہے۔

(در مختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج2، ص658)

سوال: امام کے پیچھے مقتدی سے سہواً کوئی واجب چھوٹ گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر مقتدی سے بحالتِ اقتدا سہو واقع ہوا تو سجدہ سہو واجب نہیں۔

(در مختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج2، ص658)

سوال: مسبوق امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے، تو سلام پھیر کر کرے گا؟

جواب: جی نہیں! مسبوق امام کے ساتھ سلام پھیرے بغیر سجدۂ سہو کرے گا، اگر قصداً پھیرے گا نماز جاتی رہے گی۔(غنیۃ المتملی، فصل فی سجود السھو، ص466)

مریض کی نماز

سوال: کون شخص فرض یا واجب نماز زمین پہ بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے؟

جواب: جو شخص بوجہ بیماری کے کھڑے ہوکر نماز پڑھنے پر قادر نہیں کہ کھڑے ہوکر پڑھنے سے ضرر لاحق ہوگا یا مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا یا چکر آتا ہے یا کھڑے ہوکر پڑھنے سے قطرہ آئے گا یا بہت شدید درو ناقابل برداشت پیدا ہوجائے گا تو ان سب صورتوں میں بیٹھ کر رکوع وسجود کے ساتھ نماز پڑھے۔

(تنویر الأبصار و الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، ج2، ص681)

سوال: اگر زمین پر بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکے تو کیا کرے؟

جواب: اگر اپنے آپ بیٹھ بھی نہیں سکتا مگر لڑکا یا غلام یا خادم یا کوئی اجنبی شخص وہاں ہے کہ بٹھا دے گا تو بیٹھ کر پڑھنا ضروری ہے اور اگر بیٹھا نہیں رہ سکتا تو تکیہ یا دیوار یا کسی شخص پر ٹیک لگا کر پڑھے یہ بھی نہ ہوسکے تو لیٹ کر پڑھے اور بیٹھ کر پڑھنا ممکن ہو تو لیٹ کر نماز نہ ہوگی۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع عشر فی صلاۃ المریض، ج، ص136)

سوال: جو شخص کھڑا ہوکر نماز پڑھ سکتا ہے، مگر رکوع وسجود پر قادر نہیں، تو کیسے نماز پڑھے؟

جواب: کھڑا ہوسکتا ہے مگر رکوع وسجود نہیں کرسکتا یا صرف سجدہ نہیں کرسکتا مثلاً حلق وغیرہ میں پھوڑا ہے کہ سجدہ کرنے سے بہے گا تو بھی بیٹھ کر اشارہ سے پڑھ سکتا ہے بلکہ یہی بہتر ہے۔ اشارہ کی صورت میں سجدہ کا اشارہ رکوع سے پست ہونا ضروری ہے مگر یہ ضرور نہیں کہ سر کو بالکل زمین سے قریب کردے سجدہ کے لیے تکیہ وغیرہ کوئی چیز پیشانی کے قریب اٹھا کر اس پر سجدہ کرنا مکروہِ تحریمی ہے، خواہ خود اسی نے وہ چیز اٹھائی ہو یا دوسرے نے۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، ج2، ص684,685)

سوال: کرسی پر کون سا شخص نماز پڑھ سکتا ہے؟

جواب : کرسی پر بیٹھ کر صرف وہی شخص نماز پڑھ سکتا ہے جو سجدہ کرنے پر قادر نہ ہو، کیونکہ سجدہ معاف ہوگیا تو قیام معاف ہوگیا، اب اشاروں سے نماز پڑھنی ہے، چاہے زمین پر بیٹھ کر پڑھے یا کرسی پر۔ جو سجدہ تو کر سکتا ہے، صرف قیام پر قادر نہیں تو اس کی نماز کرسی پر نہ ہوگی، کیونکہ اس کے لیے حکم یہ ہے کہ رکوع وسجود کے ساتھ نماز پڑھے جبکہ کرسی پر بیٹھنے والا رکوع وسجود اشاروں سے کرتا ہے۔ اور یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ اجازت کی صورت میں بھی کرسی کے سامنے رکھے ہوئے تختے پر سجدہ کرنا ایک فضول عمل ہے کہ اسے اشاروں سے نماز پڑھنے کا حکم ہے۔

سوال : اگر مریض بیٹھ کر نماز پڑھنے پر بھی قادر نہیں تو کیا کرے؟

جواب : اگر مریض بیٹھنے پر بھی قادر نہیں تو لیٹ کر اشارہ سے پڑھے، خواہ دائنی یا بائیں کروٹ پر لیٹ کر قبلہ کو منہ کرے خواہ چت لیٹ کر قبلہ کو پاؤں کرے مگر پاؤں نہ پھیلائے، کہ قبلہ کو پاؤں پھیلانا مکروہ ہے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر اونچا کر لے کہ منہ قبلہ کو ہو جائے اور یہ صورت یعنی چت لیٹ کر پڑھنا افضل ہے۔ اگر سر سے اشارہ بھی نہ کر سکے تو نماز ساقط ہے، اس کی ضرورت نہیں کہ آنکھ یا بھوں یا دل کے اشارہ سے پڑھے پھر اگر چھ وقت اسی حالت میں گزر گئے تو ان کی قضا بھی ساقط، فدیہ کی بھی حاجت نہیں ورنہ بعد صحت ان نمازوں کی قضا لازم ہے اگرچہ اتنی ہی صحت ہو کہ سر کے اشارہ سے پڑھ سکے۔ (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، صلاۃ المریض، ج2، ص686,687)

سوال : بیماری کی حالت میں جو نمازیں قضا ہوئیں، انہیں کیسے ادا کرے گا؟

جواب : بیماری کی نمازیں قضا ہوگئیں اب اچھا ہو کر انھیں پڑھنا چاہتا ہے تو ویسے پڑھے جیسے تندرست پڑھتے ہیں اس طرح نہیں پڑھ سکتا جیسے بیماری میں پڑھتا مثلاً بیٹھ کر یا اشارہ سے اگر اسی طرح پڑھیں تو نہ ہوئیں اور صحت کی حالت میں قضا ہوئیں بیماری میں انھیں پڑھنا چاہتا ہے تو جس طرح پڑھ سکتا ہے پڑھے ہو جائیں گی، صحت کی سی پڑھنا اس وقت واجب نہیں۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع عشر فی صلاۃ المریض، ج1، ص138)

سجدۂ تلاوت کا بیان

سوال: سجدۂ تلاوت کب واجب ہوتا ہے؟

جواب: آیت سجدہ پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب ہوجاتا ہے پڑھنے میں یہ شرط ہے کہ اتنی آواز سے ہو کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو خود سن سکے، سننے والے کے لیے یہ ضرور نہیں کہ بالقصد سنی ہو بلا قصد سننے سے بھی سجدہ واجب ہوجاتا ہے۔

(الھدایة، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج1، ص78)

اگر اتنی آواز سے آیت پڑھی کہ سن سکتا تھا مگر شوروغل یا بہرے ہونے کی وجہ سے نہ سنی تو سجدہ واجب ہوگیا اور اگر محض ہونٹ ہلے آواز پیدا نہ ہوئی تو واجب نہ ہوا۔

(الفتاوی الھندیة، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، ج1، ص132)

سوال: کیا سجدہ واجب ہونے کے لیے پوری آیت سننا ضروری ہے؟

جواب: سجدہ واجب ہونے کے لیے پوری آیت پڑھنا ضروری نہیں بلکہ وہ لفظ جس میں سجدہ کا مادہ پایا جاتا ہے اور اس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ ملا کر پڑھنا کافی ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج2، ص694)

سوال: آیتِ سجدہ کا ترجمہ پڑھنے یا سننے سے کیا سجدۂ تلاوت واجب ہوگا؟

جواب: فارسی یا کسی اور زبان میں آیت کا ترجمہ پڑھا تو پڑھنے والے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہوگیا، سننے والے نے یہ سمجھا ہو یا نہیں کہ آیت سجدہ کا ترجمہ ہے، البتہ یہ ضرور ہے کہ اسے نامعلوم ہو تو بتا دیا گیا ہو کہ یہ آیت سجدہ کا ترجمہ تھا اور آیت پڑھی گئی ہو تو اس کی ضرورت نہیں کہ سننے والے کو آیت سجدہ ہونا بتایا گیا ہو۔

(الفتاوی الھندیة، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، ج1، ص133)

سوال: چند اشخاص نے ایک ایک حرف پڑھا، سب کا مجموعہ آیت سجدہ ہوگیا، کیا حکم ہے؟ اسی طرح آیت سجدہ ہجے کر کے پڑھی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: چند شخصوں نے ایک ایک حرف پڑھا کہ سب کا مجموعہ آیت سجدہ

ہوگیا تو کسی پر سجدہ واجب نہ ہوا۔ یو ہیں آیت کے ہجے کرنے یا ہجے سننے سے بھی واجب نہ ہوگا۔ یو ہیں پرند سے آیت سجدہ سُنی یا جنگل اور پہاڑ وغیرہ میں آواز گونجی اور بجنسہ آیت کی آواز کان میں آئی تو سجدہ واجب نہیں۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج1، ص132,133)

سوال: آیت سجدہ لکھنے یا اس کی طرف دیکھنے سے سجدۂ تلاوت ہوگا یا نہیں؟

جواب: آیت سجدہ لکھنے یا اس کی طرف دیکھنے سے سجدہ واجب نہیں۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج1، ص133)

سوال: سجدۂ تلاوت کے لیے کیا شرائط ہیں؟

جواب: سجدہ تلاوت کے لیے تحریمہ کے سوا تمام وہ شرائط ہیں جو نماز کے لیے ہیں مثلاً طہارت، استقبال قبلہ، نیت، وقت، ستر عورت، لہٰذا اگر پانی پر قادر ہے تیمم کر کے سجدہ کرنا جائز نہیں۔ (الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج2، ص699)

سوال: سجدۂ تلاوت کن چیزوں سے فاسد ہوتا ہے؟

جواب: جو چیزیں نماز کو فاسد کرتی ہیں ان سے سجدہ بھی فاسد ہو جائے گا مثلاً حدث عمد و کلام و قہقہہ۔ (الدر المختار ورد المحتار، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج2، ص699)

سوال: سجدۂ تلاوت کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب: سجدہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہو کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور کم سے کم تین بار سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے، پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا کھڑا ہو جائے، پہلے پیچھے دونوں بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا سنت ہے اور کھڑے ہو کر سجدہ میں جانا اور سجدہ کے بعد کھڑا ہونا یہ دونوں قیام مستحب۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج1، ص135)

سجدہ تلاوت کے لیے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے وقت نہ ہاتھ اٹھانا ہے اور نہ اس میں تشہد ہے نہ سلام۔ (تنوير الأبصار، باب سجود التلاوة، ج2، ص700)

سوال: آیتِ سجدہ بیرونِ نماز پڑھی تو کیا سجدۂ تلاوت فوراً کرنا واجب ہے؟

جواب: آیت سجدہ بیرون نماز پڑھی تو فوراً سجدہ کرلینا واجب نہیں ہاں بہتر ہے کہ فوراً کرلے اور وضو ہو تو تاخیر مکروہِ تنزیہی۔

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج2، ص703)

سوال: ایک مجلس میں آیت سجدہ بار بار سنی، کتنے سجدے واجب ہوں گے؟

جواب: ایک مجلس میں سجدہ کی ایک آیت کو بار بار پڑھا یا سنا تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا، اگرچہ چند شخصوں سے سنا ہو۔ یوہیں اگر آیت پڑھی اور وہی آیت دوسرے سے سنی جب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔

(الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج2، ص712)

ایک مجلس میں سجدہ کی چند آیتیں پڑھیں تو اتنے ہی سجدے کرنے ایک کافی نہیں۔

(شرح الوقایۃ، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج1، ص232)

سوال: پوری سورت پڑھنا اور آیتِ سجدہ چھوڑ دینا کیسا ہے؟

جواب: پوری سورت پڑھنا اور آیت سجدہ چھوڑ دینا مکروہِ تحریمی ہے اور صرف آیت سجدہ کے پڑھنے میں کراہت نہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ دو ایک آیت پہلے یا بعد کی ملالے۔

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج2، ص717)

سوال: تمام آیاتِ سجدہ ایک مجلس میں پڑھنے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: جس مقصد کے لیے ایک مجلس میں سجدہ کی سب آیتیں پڑھ کر سجدے کرے اللہ عزوجل اس کا مقصد پورا فرمادے گا۔ خواہ ایک ایک آیت پڑھ کر اس کا سجدہ کرتا جائے یا سب کو پڑھ کر آخر میں چودہ سجدے کرلے۔

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج2، ص719)

مسافر کی نماز

سوال: شرعاً مسافر کسے کہتے ہیں؟

جواب: شرعاً مسافر وہ شخص ہے جو تین دن کی راہ تک جانے کے ارادہ سے بستی سے باہر ہوا۔ (مبسوط للسرخسی، باب صلاة المسافر، ج1، ص235، دار المعرفہ، بیروت)

خشکی میں میل کے حساب سے اس کی مقدار ساڑھے ستاون میل ہے، جو کہ کلومیٹر کے حساب سے 92 کلومیٹر ہے۔

سوال: کسی جگہ جانے کے دو راستے ہیں، ایک سے مسافتِ سفر ہے جبکہ دوسرے سے نہیں، اس جگہ جانے سے مسافر ہوگا یا نہیں؟

جواب: کسی جگہ جانے کے دو راستے ہیں ایک سے مسافت سفر ہے دوسرے سے نہیں تو جس راستہ سے یہ جائے گا اس کا اعتبار ہے، نزدیک والے راستے سے گیا تو مسافر نہیں اور دور والے سے گیا تو ہے، اگرچہ اس راستہ کے اختیار کرنے میں اس کی کوئی غرض صحیح نہ ہو۔ (ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، ج1، ص138)

سوال: جس نے مسافتِ سفر پر جانے کا ارادہ کیا، کیا وہ نیت کرنے ہی سے مسافر ہو جائے گا؟

جواب: محض نیت سفر سے مسافر نہ ہوگا بلکہ مسافر کا حکم اس وقت سے ہے کہ بستی کی آبادی سے باہر ہو جائے شہر میں ہے تو شہر سے، گاؤں میں ہے تو گاؤں سے اور شہر والے کے لیے یہ بھی ضرور ہے کہ شہر کے آس پاس جو آبادی شہر سے متصل ہے اس سے بھی باہر ہو جائے۔ فنائے شہر سے جو گاؤں متصل ہے شہر والے کے لیے اس گاؤں سے باہر ہو جانا ضرور نہیں۔ (الدر المختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج2، ص722)

سوال: مسافر پر نماز کے بارے میں کیا احکام ہیں؟

جواب: مسافر پر واجب ہے کہ نماز میں قصر کرے یعنی چار رکعت والے فرض کو دو پڑھے اس کے حق میں دو ہی رکعتیں پوری نماز ہے اور قصداً چار پڑھیں اور دو پر قعدہ کیا تو

فرض ادا ہو گئے اور پچھلی دو رکعتیں نفل ہوئیں مگر گنہگار و مستحق نار ہوا کہ واجب ترک کیا لہٰذا توبہ کرے اور دو رکعت پر قعدہ نہ کیا تو فرض ادا نہ ہوئے اور وہ نماز نفل ہوگئی۔

(الفتاوی الھندیة، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، ج1، ص139)

سوال: کیا سنتوں میں بھی قصر ہے؟

جواب: سُنّتوں میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں گی البتہ خوف اور رواروی (گھبراہٹ) کی حالت میں معاف ہیں اور امن کی حالت میں پڑھی جائیں۔

(الفتاوی الھندیة، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، ج1، ص139)

سوال: مسافر کب تک مسافر رہتا ہے؟

جواب: مسافر اس وقت تک مسافر ہے جب تک اپنی بستی میں پہنچ نہ جائے یا آبادی میں پورے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کر لے۔

(الفتاوی الھندیة، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، ج1، ص139)

سوال: مسافر نے دو جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کی، کیا مقیم ہو جائے گا؟

جواب: دو جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کی اور دونوں مستقل ہوں جیسے مکّہ و منیٰ تو مقیم نہ ہوا اور ایک دوسرے کی تابع ہو جیسے شہر اور اس کی فنا تو مقیم ہو گیا۔

(الفتاوی الھندیة، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، ج1، ص140)

سوال: ایک شخص نے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کی، مگر حالت بتاتی ہے کہ پندرہ دن نہ ٹھہرے گا، تو کیا مقیم ہو جائے گا؟

جواب: جس نے اقامت کی نیت کی مگر اس کی حالت بتاتی ہے کہ پندرہ دن نہ ٹھہرے گا تو نیت صحیح نہیں، مثلاً حج کرنے گیا اور شروع ذی الحجہ میں پندرہ دن مکہ معظمہ میں ٹھہرنے کا ارادہ کیا تو یہ نیت بیکار ہے کہ جب حج کا ارادہ ہے تو عرفات و منیٰ کو ضرور جائے گا پھر اتنے دنوں مکہ معظمہ میں کیونکر ٹھہر سکتا ہے اور منیٰ سے واپس ہو کر نیت کرے تو صحیح ہے۔

(الفتاوی الھندیة، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، ج1، ص140)

سوال: پندرہ دن یکشت نہ کی، ذہن ہے کہ کام دو چار دن میں ہو جائے گا، مگر نہ ہوا، کرتے کرتے پندرہ سے زیادہ دن ہو گئے تو کیا حکم ہے؟

جواب: مسافر کسی کام کے لیے یا ساتھیوں کے انتظار میں دو چار روز یا تیرہ چودہ دن کی نیت سے ٹھہرا یا یہ ارادہ ہے کہ کام ہو جائے گا تو چلا جائے گا اور دونوں صورتوں میں اگر آجکل کرتے برسیں گزر جائیں جب بھی مسافر ہی ہے، نماز قصر پڑھے۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج1، ص139)

سوال: کیا مقیم مسافر کی اقتداء کر سکتا ہے؟

جواب: ادا و قضا دونوں میں مقیم مسافر کی اقتدا کر سکتا ہے اور امام کے سلام کے بعد اپنی باقی دو رکعتیں پڑھ لے اور ان رکعتوں میں قراءت بالکل نہ کرے بلکہ بقدر فاتحہ چپ کھڑا رہے۔

(الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج2، ص735)

سوال: کیا مسافر مقیم کی اقتدا کر سکتا ہے؟

جواب: وقت ختم ہونے کے بعد مسافر مقیم کی اقتدا نہیں کر سکتا وقت میں کر سکتا ہے اور اس صورت میں مسافر کے فرض بھی چار ہو گئے یہ حکم چار رکعتی نماز کا ہے اور جن نمازوں میں قصر نہیں ان میں وقت و بعد وقت دونوں صورتوں میں اقتدا کر سکتا ہے وقت میں اقتدا کی تھی نماز پوری کرنے سے پہلے وقت ختم ہو گیا جب بھی اقتدا صحیح ہے۔

(الدر المختار و رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج2، ص736)

سوال: وطن کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: وطن دو قسم کے ہے: (1) وطن اصلی۔ (2) وطن اقامت۔

وطن اصلی: وہ جگہ ہے جہاں اس کی پیدائش ہے یا اس کے گھر کے لوگ وہاں رہتے ہیں یا وہاں سکونت کر لی اور یہ ارادہ ہے کہ یہاں سے نہ جائے گا۔

وطن اقامت: وہ جگہ ہے کہ مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا وہاں ارادہ کیا ہو۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر ج1، ص142)

سوال: وطن اقامت کب باطل ہوتا ہے؟

جواب: وطن اقامت دوسرے وطن اقامت کو باطل کر دیتا ہے یعنی ایک جگہ پندرہ دن کے ارادہ سے ٹھہرا پھر دوسری جگہ اتنے ہی دن کے ارادہ سے ٹھہرا تو پہلی جگہ اب وطن نہ رہی، دونوں کے درمیان مسافت سفر ہو یا نہ ہو۔ یوہیں وطن اقامت وطن اصلی و سفر سے باطل ہو جاتا ہے۔

(درمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، مطلب فی الوطن الأصلی و وطن الاقامۃ، ج2، ص739)

سوال: عورت بیاہ کر سسرال گئی، اب اس کا وطنِ اصلی کون سا ہے؟

جواب: عورت بیاہ کر سُسرال گئی اور یہیں رہنے سہنے لگے تو میکا اس کے لیے وطنِ اصلی نہ رہا یعنی اگر سُسرال تین منزل پر ہے وہاں سے میکے آئی اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کی تو قصر پڑھے اور اگر میکے رہنا نہیں چھوڑا بلکہ سُسرال عارضی طور پر گئی تو میکے آتے ہی سفر ختم ہو گیا نماز پوری پڑھے۔ (بہار شریعت، حصہ4، ص751)

نماز جمعہ کا بیان

سوال: جمعہ کا حکمِ شرعی کیا ہے؟

جواب: جمعہ فرض عین ہے اور اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ مؤکد ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج3، ص5)

سوال: جمعہ پڑھنے کے لیے کتنی شرائط ہیں؟

جواب: جمعہ پڑھنے کے لیے چھ شرطیں ہیں کہ ان میں سے ایک شرط بھی مفقود ہوتو ہوگا ہی نہیں:

(1) شہر یا فنائے شہر، شہر وہ جگہ ہے جس میں متعدد کوچے اور بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں اور وہاں کوئی حاکم ہو کہ مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے یعنی انصاف پر قدرت کافی ہے، اگر چہ نا انصافی کرتا اور بدلہ نہ لیتا ہو اور شہر کے آس پاس کی جگہ جو مصر کی مصلحتوں کے لیے ہو اسے "فنائے مصر" کہتے ہیں۔ جیسے قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان، فوج کے رہنے کی جگہ، کچہریاں، اسٹیشن کہ یہ چیزیں شہر سے باہر ہوں تو فنائے شہر میں ان کا شمار ہے اور وہاں جمعہ جائز۔

(غنیۃ المتملی، فصل فی صلاۃ الجمعۃ، ص 449تا451)

(2) سلطان اسلام یا اس کا نائب جسے جمعہ قائم کرنے کا حکم دیا، اور جہاں اسلامی سلطنت نہ ہو وہاں جو سب سے بڑا فقیہ سُنی صحیح العقیدہ ہو، احکام شرعیہ جاری کرنے میں سُلطان اسلام کے قائم مقام ہے، لہٰذا وہی جمعہ قائم کرے بغیر اس کی اجازت کے نہیں ہوسکتا اور یہ بھی نہ ہو تو عام لوگ جس کو امام بنائیں، عالم کے ہوتے ہوئے عوام بطور خود کسی کو امام نہیں بنا سکتے نہ یہ ہوسکتا ہے کہ دو چار شخص کسی کو امام مقرر کر لیں ایسا جمعہ کہیں سے ثابت نہیں۔ (درمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج3، ص9تا16)

(3) وقت ظہر یعنی وقت ظہر میں نماز پوری ہو جائے تو اگر اثنائے نماز میں اگر چہ تشہد کے بعد عصر کا وقت آگیا جمعہ باطل ہوگیا ظہر کی قضا پڑھیں۔

(الفتاوی الھندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ج1، ص146)

(4) خطبہ، خطبہ جمعہ میں شرط یہ ہے کہ وقت میں ہو اور نماز سے پہلے اور ایسی جماعت کے سامنے ہو جو جمعہ کے لیے شرط ہے یعنی کم سے کم خطیب کے سوا تین مرد اور اتنی آواز سے ہو کہ پاس والے سُن سکیں۔

(درمختار ور دالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج3، ص21)

(5) جماعت یعنی امام کے علاوہ کم سے کم تین مرد۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ج1، ص148)

(6) اذنِ عام، یعنی مسجد کا دروازہ کھول دیا جائے کہ جس مسلمان کا جی چاہے آئے کسی کی روک ٹوک نہ ہو۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ج1، ص148)

سوال: خطبہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: خطبہ ذکرِ الٰہی کا نام ہے اگرچہ صرف ایک بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ یا سُبْحٰنَ اللہ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا اسی قدر سے فرض ادا ہو گیا مگر اتنے ہی پر اکتفا کرنا مکروہ ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج3، ص22)

سوال: خطبہ میں کتنی چیزیں سنت ہیں؟

جواب: خطبہ میں یہ چیزیں سنت ہیں: (1) خطیب کا پاک ہونا (2) کھڑا ہونا (3) خطبہ سے پہلے خطیب کا بیٹھنا (4) خطیب کا منبر پر ہونا (5) سامعین کی طرف منہ کرنا (6) قبلہ کو پیٹھ کرنا اور بہتر یہ ہے کہ منبر محراب کی بائیں جانب ہو۔ (7) حاضرین کا متوجہ بامام ہونا (8) خطبہ سے پہلے اَعُوْذُ بِاللہِ آہستہ پڑھنا (9) اتنی بلند آواز سے خطبہ پڑھنا کہ لوگ سنیں۔ (10) الحمد سے شروع کرنا۔ (11) اللہ عزوجل کی ثنا کرنا۔ (12) اللہ عزوجل کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا۔ (13) حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود بھیجنا۔ (14) کم سے کم ایک آیت کی تلاوت کرنا۔

(15) پہلے خطبہ میں وعظ ونصیحت ہونا۔(16) دوسرے میں حمد وثنا وشہادت ودرود کا اعادہ کرنا۔(17) دوسرے میں مسلمانوں کے لیے دُعا کرنا۔(18) دونوں خطبے ہلکے ہونا۔ (19) دونوں کے درمیان بقدر تین آیت پڑھنے کے بیٹھنا۔(20) مرد اگر امام کے سامنے ہوتو امام کی طرف منہ کرے اور دہنے بائیں ہوتو امام کی طرف مڑ جائے(21) امام سے قریب ہونا افضل ہے مگر یہ جائز نہیں کہ امام سے قریب ہونے کے لیے لوگوں کی گردنیں پھلانگے، البتہ اگر امام ابھی خطبہ کو نہیں گیا ہے اور آگے جگہ باقی ہے تو آگے جاسکتا ہے اور خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آیا تو مسجد کے کنارے ہی بیٹھ جائے۔(22) خطبہ سننے کی حالت میں دوزانو بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج3، ص23تا26)

سوال: خطبہ میں مستحب کیا ہے؟

جواب: مستحب یہ ہے کہ دوسرے خطبہ میں آواز بہ نسبت پہلے کے پست ہو اور خلفائے راشدین وعمین مکرمین حضرت حمزہ وحضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر ہو۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج3، ص23تا26)

سوال: غیر عربی میں خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: غیر عربی میں خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ دوسری زبان خطبہ میں خلط کرنا خلاف سنت متوارثہ ہے۔ یوہیں خطبہ میں اشعار پڑھنا بھی نہ چاہیے اگرچہ عربی ہی کے ہوں، ہاں دو ایک شعر پند ونصائح کے اگر کبھی پڑھ لے تو حرج نہیں۔

(بہار شریعت، حصہ4، ص769)

سوال: جمعہ واجب (لازم) ہونے کی کتنی شرطیں ہیں؟

جواب: جمعہ واجب ہونے کے لیے گیارہ شرطیں ہیں، ان میں سے ایک بھی معدوم ہوتو فرض نہیں پھر بھی اگر پڑھے گا تو ہو جائے گا:

(1) شہر میں مقیم ہونا (2) صحت یعنی مریض پر جمعہ فرض نہیں مریض سے مراد وہ

ہے کہ مسجد جمعہ تک نہ جا سکتا ہو یا چلا تو جائے گا مگر مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا۔ (3) آزاد ہونا۔ غلام پر جمعہ فرض نہیں اور اس کا آقا منع کر سکتا ہے۔ (4) مرد ہونا (5) بالغ ہونا (6) عاقل ہونا۔ (7) انکھیارا ہونا۔ (8) چلنے پر قادر ہونا۔ (9) قید میں نہ ہونا۔ (10) بادشاہ یا چور وغیرہ کسی ظالم کا خوف نہ ہونا، مفلس قرضدار کو اگر قید کا اندیشہ ہو تو اس پر فرض نہیں۔ (11) مینہ یا آندھی یا اولے یا سردی کا نہ ہونا یعنی اس قدر کہ ان سے نقصان کا خوف صحیح ہو۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب فی شروط وجوب الجمعۃ، ج 3، ص30تا33)

سوال: جن پر جمعہ فرض نہیں، ان کا شہر میں ظہر باجماعت پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: مریض یا مسافر یا قیدی یا کوئی اور جس پر جمعہ فرض نہیں ان لوگوں کو بھی جمعہ کے دن شہر میں جماعت کے ساتھ ظہر پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے، خواہ جمعہ ہونے سے پیشتر جماعت کریں یا بعد میں۔ یونہی جنھیں جمعہ نہ ملا وہ بھی بغیر اذان و اقامت ظہر کی نماز تنہا تنہا پڑھیں، جماعت ان کے لیے بھی ممنوع ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج3، ص36)

سوال: جس گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا، اس میں لوگ ظہر باجماعت پڑھیں یا بغیر جماعت کے؟

جواب: گاؤں میں جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز اذان و اقامت کے ساتھ باجماعت پڑھیں۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ج1، ص149)

سوال: نمازِ جمعہ کے مستحبات کیا ہیں؟

جواب: نماز جمعہ کے لیے پیشتر سے جانا، مسواک کرنا، اچھے اور سفید کپڑے پہننا، تیل اور خوشبو لگانا اور پہلی صف میں بیٹھنا مستحب ہے اور غسل سنت۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ج1، ص149)

حجامت بنوانا اور ناخن ترشوانا جمعہ کے بعد افضل ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج3، ص46)

سوال: خطبہ میں کیا چیزیں حرام ہیں؟

جواب: جو چیزیں نماز میں حرام ہیں مثلاً کھانا پینا، سلام وجوابِ سلام وغیرہ یہ سب خطبہ کی حالت میں بھی حرام ہیں یہاں تک کہ امر بالمعروف بھی، ہاں خطیب امر بالمعروف کرسکتا ہے، جب خطبہ پڑھے تو تمام حاضرین پر سننا اور چپ رہنا فرض ہے، جو لوگ امام سے دور ہوں کہ خطبہ کی آواز ان تک نہیں پہنچتی انھیں بھی چپ رہنا واجب ہے، اگر کسی کو بری بات کرتے دیکھیں تو ہاتھ یا سر کے اشارے سے منع کر سکتے ہیں زبان سے ناجائز ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج3، ص39)

سوال: جمعہ کے لیے سعی کب واجب ہوتی ہے؟

جواب: پہلی اذان کے ہوتے ہی سعی واجب ہے اور بیع وغیرہ ان چیزوں کا جو سعی کے منافی ہوں چھوڑ دینا واجب یہاں تک کہ راستہ چلتے ہوئے اگر خرید وفروخت کی تو یہ بھی ناجائز اور مسجد میں خرید وفروخت تو سخت گناہ ہے اور کھانا کھا رہا تھا کہ اذان جمعہ کی آواز آئی اگر یہ اندیشہ ہو کہ کھائے گا تو جمعہ فوت ہو جائے گا تو کھانا چھوڑ دے اور جمعہ کو جائے، جمعہ کے لیے اطمینان ووقار کے ساتھ جائے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ج1، ص149)

نماز عید کا بیان

سوال: عیدین کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: عیدین (عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ) کی نماز واجب ہے مگر سب پر نہیں بلکہ انہیں پر جن پر جمعہ واجب ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ج1، ص150)

سوال: عیدین کی ادا کی کیا شرائط ہیں؟

جواب: عیدین کی ادا کی وہی شرطیں ہیں جو جمعہ کے لیے ہیں، صرف اتنا فرق ہے کہ جمعہ میں خطبہ شرط ہے اور عیدین میں سنت، اگر جمعہ میں خطبہ نہ پڑھا تو جمعہ نہ ہوا اور اس میں نہ پڑھا تو نماز ہوگئی مگر بُرا کیا۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ جمعہ کا خطبہ قبل نماز ہے اور عیدین کا بعد نماز، اگر پہلے پڑھ لیا تو بُرا کیا، مگر نماز ہوگئی لوٹائی نہیں جائے گی اور خطبہ کا بھی اعادہ نہیں اور عیدین میں نہ اذان ہے نہ اقامت، صرف دو بار اتنا کہنے کی اجازت ہے۔ اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ج1، ص150)

سوال: روزِ عید کے مستحبات کیا ہیں؟

جواب: عید کے دن یہ امور مستحب ہیں: (1) حجامت بنوانا (2) ناخن ترشوانا (3) غسل کرنا (4) مسواک کرنا (5) اچھے کپڑے پہننا، نیا ہو تو نیا ورنہ دُھلا (6) خوشبو لگانا (7) صبح کی نماز مسجد محلّہ میں پڑھنا (8) عیدگاہ جلد چلا جانا (9) نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا (10) عیدگاہ کو پیدل جانا (11) دوسرے راستہ سے واپس آنا (12) نماز عیدالفطر کو جانے سے پیشتر چند کھجوریں کھالینا۔ تین، پانچ، سات یا کم وبیش مگر طاق ہوں، کھجوریں نہ ہوں تو کوئی میٹھی چیز کھالے، نماز سے پہلے کچھ نہ کھایا تو گنہگار نہ ہوا مگر عشا تک نہ کھایا تو عتاب کیا جائے گا۔ (13) خوشی ظاہر کرنا (14) کثرت سے صدقہ دینا (15) عیدگاہ کو اطمینان ووقار اور نیچی نگاہ کیے جانا (16) آپس میں مبارک دینا مستحب

ہے اور راستہ میں بلند آواز سے تکبیر نہ کہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ج 1، ص 150 ☆ درمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج 3، ص 54تا56)

عیدِ اضحیٰ تمام احکام میں عیدالفطر کی طرح ہے صرف بعض باتوں میں فرق ہے، اس میں مستحب یہ ہے کہ نماز سے پہلے کچھ نہ کھائے اگرچہ قربانی نہ کرے اور کھا لیا تو کراہت نہیں اور راستہ میں بلند آواز سے تکبیر کہتا جائے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع عشر فی صلاۃ العیدین، ج1، ص152)

قربانی کرنی ہو تو مستحب یہ ہے کہ پہلی سے دسویں ذی الحجہ تک نہ حجامت بنوائے، نہ ناخن ترشوائے۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین مطلب فی إزالۃ الشعر الخ، ج3، ص77)

سوال: نمازِ عید کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: نمازِ عید کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت واجب عیدالفطر یا عیدِ اضحیٰ کی نیت کر کے کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ہاتھ باندھ لے پھر ثنا پڑھے پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھائے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ہاتھ چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھائے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ہاتھ باندھ لے یعنی پہلی تکبیر میں ہاتھ باندھے، اس کے بعد دو تکبیروں میں ہاتھ لٹکائے پھر چوتھی تکبیر میں باندھ لے۔ اس کو یوں یاد رکھے کہ جہاں تکبیر کے بعد کچھ پڑھنا ہے وہاں ہاتھ باندھ لیے جائیں اور جہاں پڑھنا نہیں وہاں ہاتھ چھوڑ دیے جائیں، پھر امام اعوذ اور بسم اللہ آہستہ پڑھ کر جہر کے ساتھ الحمد اور سورت پڑھے پھر رکوع وسجدہ کرے، دوسری رکعت میں پہلے الحمد وسورت پڑھے پھر تین بار کان تک ہاتھ لے جا کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور ہاتھ نہ باندھے اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اٹھائے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا رکوع میں جائے، اس سے معلوم ہو گیا کہ عیدین میں زائد تکبیریں چھ ہوئیں، تین پہلی میں قراءت سے پہلے اور تکبیرِ تحریمہ کے بعد اور تین دوسری میں قراءت

کے بعد، اور تکبیر رکوع سے پہلے اور ان چھوؤں تکبیروں میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے اور ہر دو تکبیروں کے درمیان تین تسبیح کی قدر سکتہ کرے اور عیدین میں مستحب یہ ہے کہ پہلی میں سورہ جمعہ اور دوسری میں سورہ منافقون پڑھے یا پہلی میں سَبِّحِ اسْمَ اور دوسری میں هَلْ اَتٰكَ ۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج3، ص61)

سوال: عید کی نماز کے بعد مصافحہ و معانقہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: بعد نمازِ عید مصافحہ و معانقہ کرنا جیسا عموماً مسلمانوں میں رائج ہے بہتر ہے کہ اس میں اظہارِ مسرّت ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج3، ص70)(الفتاوی الرضویۃ، ج8، ص601)

سوال: تکبیراتِ تشریق کیا ہیں، اور ان کا حکم کیا ہے؟

جواب: نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر نماز فرض پنجگانہ کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ایک بار تکبیر بلند آواز سے کہنا واجب ہے اور تین بار افضل اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں، وہ یہ ہے: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۔ (تنویر الأبصار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج، ص71،74)

کتاب الجنائز

میت کا بیان

سوال: جان کنی کی علامات کیا ہیں؟

جواب: پاؤں کا سست ہو جانا کہ کھڑے نہ ہو سکیں، ناک کا ٹیڑھا ہو جانا، دونوں کنپٹیوں کا بیٹھ جانا، منہ کی کھال کا سخت ہو جانا وغیرہ وغیرہ۔

سوال: جان کنی کے وقت کیا کرنا چاہیے؟

جواب: جب موت کا وقت قریب آئے اور علامتیں پائی جائیں تو سنت یہ ہے کہ دہنی کروٹ پر لٹا کر قبلہ کی طرف منہ کر دیں اور یہ بھی جائز ہے کہ چت لٹائیں اور قبلہ کو پاؤں کریں کہ یوں بھی قبلہ کو منہ ہو جائے گا مگر اس صورت میں سر کو قدرے اونچا رکھیں اور قبلہ کو منہ کرنا دشوار ہو کہ اس کو تکلیف ہوتی ہو تو جس حالت پر ہے چھوڑ دیں۔

(درمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج3، ص91)

اور جب تک روح گلے کو نہ آئی اسے تلقین کریں یعنی اس کے پاس بلند آواز سے کلمہ طیبہ یا کلمہ شہادت پڑھیں مگر اسے اس کے کہنے کا حکم نہ کریں۔ (جوہرہ نیرہ، ص130)

جب اس نے کلمہ پڑھ لیا تو تلقین موقوف کر دیں، ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے کوئی بات کی تو پھر تلقین کریں کہ اس کا آخر کلام لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہو۔ تلقین کرنے والا کوئی نیک شخص ہو، ایسا نہ ہو جس کو اس کے مرنے کی خوشی ہو اور اس کے پاس اس وقت نیک اور پرہیزگار لوگوں کا ہونا بہت اچھی بات ہے اور اس وقت وہاں سورہ یٰس شریف کی تلاوت اور خوشبو ہونا مستحب، مثلاً لوبان یا اگر کی بتیاں سُلگا دیں۔

(ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الأول، ج1، ص157)

اور کوشش کریں کہ مکان میں کوئی تصویر یا کتا نہ ہو، اگر یہ چیزیں ہوں تو فوراً نکال دی جائیں کہ جہاں یہ ہوتی ہیں ملائکہ رحمت نہیں آتے، اس کی نزع کے وقت اپنے اور اس

کے لیے دُعائے خیر کرتے رہیں، کوئی بُرا کلمہ زبان سے نہ نکالیں کہ اس وقت جو کچھ کہا جاتا ہے ملائکہ اس پر آمین کہتے ہیں، نزع میں سختی دیکھیں تو سورہ یٰسٓ وسورہ رعد پڑھیں۔

(بہار شریعت، حصہ4، ص808)

سوال: جب روح نکل جائے، تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: جب روح نکل جائے تو ایک چوڑی پٹی جبڑے کے نیچے سے سر پر لے جاکر گرہ دے دیں کہ منہ کھلا نہ رہے اور آنکھیں بند کردی جائیں اور انگلیاں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کردیے جائیں، یہ کام اس کے گھر والوں میں جو زیادہ نرمی کے ساتھ کرسکتا ہو باپ یا بیٹا وہ کرے۔ (الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص131)

آنکھیں بند کرتے وقت یہ دُعا پڑھے: بِسْمِ اللهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ اَمْرَه وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَه وَاَسْعِدْه بِلِقَآئِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ ۔ ترجمہ: اللہ عزوجل کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ کی ملت پر، اے اللہ عزوجل تو اس کے کام کو اس پر آسان کر اور اس کے مابعد کو اس پر سہل کر اور اپنی ملاقات سے تُو اسے نیک بخت کر اور جس کی طرف نکلا (آخرت) اسے اس سے بہتر کر، جس سے نکلا (دنیا)۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج3، ص97)

پھر جن کپڑوں میں وہ مرا ہے، وہ اتار لیں اور اس کے سارے بدن کو کسی کپڑے سے چھپادیں اور اس کو چارپائی یا تخت وغیرہ کسی اونچی چیز پر رکھیں کہ زمین کی سیل نہ پہنچے۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الأول، ج1، ص157)

اس کے پیٹ پر لوہا یا گیلی مٹی یا اور کوئی بھاری چیز رکھ دیں کہ پیٹ پھول نہ جائے۔ مگر ضرورت سے زیادہ وزنی نہ ہو کہ باعثِ تکلیف ہے۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الأول، ج1، ص157)

اس کے ذمہ قرض یا جس قسم کے دَین ہوں جلد سے جلد ادا کردیں۔ کہ حدیث میں ہے: میّت اپنے دَین میں مقید ہے۔ غسل و کفن و دفن میں جلدی چاہیے کہ حدیث میں

اس کی بہت تاکید آئی ہے۔ (الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص131)
پڑوسیوں اور اس کے دوست احباب کو اطلاع کر دیں کہ نمازیوں کی کثرت ہوگی اور اس کے لیے دُعا کریں گے۔ (ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون، ج1، ص157)

سوال: مرتے وقت کسی مسلمان کی زبان سے معاذ اللہ کوئی کلمہ کفر نکل گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: مرتے وقت معاذ اللہ اس کی زبان سے کلمہ کفر نکلا تو کفر کا حکم نہ دیں گے کہ ممکن ہے موت کی سختی میں عقل جاتی رہی ہو اور بے ہوشی میں یہ کلمہ نکل گیا۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج3، ص96)

اور بہت ممکن ہے کہ اس کی بات پوری سمجھ میں نہ آئی کہ ایسی شدت کی حالت میں آدمی پوری بات صاف طور پر ادا کر لے دشوار ہوتا ہے۔ (بہار شریعت، حصہ4، ص809)

سوال: میت کے پاس تلاوتِ قرآن جائز ہے یا نہیں؟

جواب: میت کے پاس تلاوت قرآن مجید جائز ہے جبکہ اسکا تمام بدن کپڑے سے چھپا ہو اور تسبیح و دیگر اذکار میں مطلقاً حرج نہیں۔

(ردالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج3، ص98تا100)

سوال: عورت مرگئی اور بچہ اندر حرکت کر رہا ہو، تو کیا کریں گے؟

جواب: عورت مرگئی اور اس کے پیٹ میں بچہ حرکت کر رہا ہے تو بائیں جانب سے پیٹ چاک کر کے بچہ نکالا جائے اور اگر عورت زندہ ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ مرگیا اور عورت کی جان پر بنی ہو تو بچہ کاٹ کر نکالا جائے اور بچہ بھی زندہ ہو تو کیسی ہی تکلیف ہو، بچہ کاٹ کر نکالنا جائز نہیں۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون، ج1، ص157)

سوال: حاملہ عورت مرگئی، کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس کے بچہ پیدا ہوا ہے، کیا اس وجہ سے قبر کھود کر چیک کر سکتے ہیں؟

جواب: حاملہ عورت مرگئی اور دفن کر دی گئی کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس

کے بچہ پیدا ہوا تو محض اس خواب کی بنا پر قبر کھودنی جائز نہیں۔

(الفتاوی الهندیة، کتاب الکراہیة، الباب السادس عشر فی زیارة القبور إلخ، ج5، ص351)

غسل میت

سوال: میت کو غسل دینے کا کیا حکم ہے؟

جواب: میّت کو نہلانا فرض کفایہ ہے بعض لوگوں نے غسل دے دیا تو سب سے ساقط ہو گیا۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الصلاۃ باب فی الجنائز، ج1، ص158)

سوال: میت کو نہلانے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: میت کو نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس چار پائی یا تخت یا تختہ پر نہلانے کا ارادہ ہو اُس کو تین یا پانچ یا سات بار دھونی دیں یعنی جس چیز میں وہ خوشبو سلگتی ہو اُسے اتنی بار چار پائی وغیرہ کے گرد پھرائیں اور اُس پر میت کو لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی کپڑے سے چھپا دیں، پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے پھر نماز کا سا وضو کرائے یعنی منہ پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئیں پھر سر کا مسح کریں پھر پاؤں دھوئیں مگر میت کے وضو میں گٹوں تک پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے ہاں کوئی کپڑا یا روئی کی پھریری بھگو کر دانتوں اور مسوڑوں اور ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں پھر سر اور داڑھی کے بال ہوں تو گل خیرو سے دھوئیں یہ نہ ہو تو پاک صابن اسلامی کارخانہ کا بنا ہوا یا بیسن یا کسی اور چیز سے ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے، پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کا پانی بہائیں کہ تختہ تک پہنچ جائے پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر یوہیں کریں اور بیری کے پتے جوش دیا ہوا پانی نہ ہو تو خالص پانی نیم گرم کافی ہے پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں اگر کچھ نکلے دھو ڈالیں وضو و غسل کا اعادہ نہ کریں پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں پھر اُس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ دیں۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب فی الجنائز، الفصل الأول، ج1، ص158)

ایک مرتبہ سارے بدن پر پانی بہانا فرض ہے اور تین مرتبہ سنت جہاں غسل دیں مستحب یہ ہے کہ پردہ کر لیں کہ سوا نہلانے والوں اور مددگاروں کے دوسرا نہ دیکھے، نہلاتے وقت خواہ اس طرح لٹائیں جیسے قبر میں رکھتے ہیں یا قبلہ کی طرف پاؤں کر کے یا جو آسان

ہو کریں۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب فی الجنائز، الفصل الأول، ج1، ص158)

سوال: میت کو نہلانے والا کیسا ہونا چاہیے؟

جواب: نہلانے والا باطہارت ہو، جنبی نے غسل دیا تو کراہت ہے مگر غسل ہو جائے گا اور بے وضو نے نہلایا تو کراہت بھی نہیں، بہتر یہ ہے کہ نہلانے والا میت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہو، وہ نہ ہو یا نہلانا نہ جانتا ہو تو کوئی اور شخص جو امانت دار و پرہیزگار ہو۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الأول، ج1، ص159)

نہلانے والا معتمد شخص ہو کہ پوری طرح غسل دے اور جو اچھی بات دیکھے، مثلاً چہرہ چمک اٹھا یا میت کے بدن سے خوشبو آئی تو اسے لوگوں کے سامنے بیان کرے اور کوئی بُری بات دیکھی، مثلاً چہرے کا رنگ سیاہ ہو گیا یا بدبو آئی یا صورت یا اعضا میں تغیر آیا تو اسے کسی سے نہ کہے، ہاں اگر کوئی بدمذہب مرا اور اُس کا رنگ سیاہ ہو گیا! اور کوئی بُری بات ظاہر ہوئی تو اس کا بیان کرنا چاہیے کہ اس سے لوگوں کو عبرت و نصیحت ہوگی۔

(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص131)

سوال: کون کس کو غسل دے سکتا ہے؟

جواب: مرد کو مرد نہلائے اور عورت کو عورت، میت چھوٹا لڑکا ہے تو اسے عورت بھی نہلا سکتی ہے اور چھوٹی لڑکی کو مرد بھی، چھوٹے سے یہ مراد ہے کہ حدِ شہوت کو نہ پہنچے ہوں، عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے جب کہ موت سے پہلے یا بعد کوئی ایسا امر نہ واقع ہوا ہو جس سے اس کے نکاح سے نکل جائے۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الأول، ج1، ص160)

عورت مر جائے تو شوہر نہ اُسے نہلا سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے اور دیکھنے کی ممانعت نہیں۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج3، ص105)

سوال: میت کی داڑھی یا سر کے بال میں کنگھا کرنا یا بال اور ناخن تراشنا کیسا ہے؟

جواب: میت کی داڑھی یا سر کے بال میں کنگھا کرنا یا ناخن تراشنا یا کسی جگہ کے بال مونڈنا یا کترنا یا اُکھاڑنا، ناجائز و مکروہ تحریمی ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جس حالت پر ہے اُسی حالت میں دفن کر دیں، ہاں اگر ناخن ٹوٹا ہو تو لے سکتے ہیں اور اگر ناخن یا بال تراش لیے تو کفن میں رکھ دیں۔ (فتاوی ہندیہ، کتابُ الصلاۃ، الباب في الجنائز، الفصل الأول، ج1، ص158)

کفنِ میت

سوال: میت کو کفن دینے کا کیا حکم ہے؟

جواب: میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الأول، ج1، ص160)

سوال: مرد کے لیے سنت کفن کیا ہے؟

جواب: مرد کے لیے سنت تین کپڑے ہیں: (1) لفافہ (2) اِزار (3) قمیص۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الأول، ج1، ص160)

سوال: عورت کے لئے سنت کفن کیا ہے؟

جواب: عورت کے لیے سنت کپڑے پانچ ہیں: (1) لفافہ (2) اِزار (3) قمیص (4) اوڑھنی (5) سینہ بند۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الأول، ج1، ص160)

سوال: لفافہ، ازار، قمیص، اوڑھنی اور سینہ بند کی مقدار کتنی ہونی چاہیے؟

جواب: لفافہ یعنی چادر کی مقدار یہ ہے کہ میت کے قد سے اس قدر زیادہ ہو کہ دونوں طرف باندھ سکیں اور اِزار یعنی تہبند چوٹی سے قدم تک یعنی لفافہ سے اتنی چھوٹی جو بندش کے لیے زیادہ تھا اور قمیص جس کو کفنی کہتے ہیں گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک اور یہ آگے اور پیچھے دونوں طرف برابر ہوں، چاک اور آستینیں اس میں نہ ہوں۔ مرد اور عورت کی کفنی میں فرق ہے، مرد کی کفنی مونڈھے پر چیریں اور عورت کے لیے سینہ کی طرف، اوڑھنی تین ہاتھ کی ہونی چاہیے یعنی ڈیڑھ گز، سینہ بند پستان سے ناف تک اور بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب فی الجنائز، الفصل الأول، ج1، ص160)

سوال: کفن پہنانے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد بدن کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ لیں کہ کفن تر نہ ہو اور کفن کو ایک یا تین یا پانچ یا سات بار

دھونی دے لیں اس سے زیادہ نہیں، پھر کفن یوں بچھائیں کہ پہلے بڑی چادر پھر تہبند پھر کفنی پھر میت کو اس پر لٹائیں اور کفنی پہنائیں اور داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور مواضع سجود یعنی ماتھے، ناک، ہاتھ، گھٹنے، قدم پر کافور لگائیں پھر اِزار یعنی تہبند لپیٹیں پہلے بائیں جانب سے پھر دہنی طرف سے پھر لفافہ لپیٹیں پہلے بائیں طرف سے پھر دہنی طرف سے تاکہ دہنا اوپر رہے اور سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں کہ اُڑنے کا اندیشہ نہ رہے، عورت کو کفنی پہنا کر اُس کے بال کے دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں اور اوڑھنی نصف پشت کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر منہ پر مثل نقاب ڈال دیں کہ سینہ پر رہے کہ اُس کا طول نصف پشت سے سینہ تک ہے اور عرض ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک ہے اور یہ جو لوگ کیا کرتے ہیں کہ زندگی کی طرح اُڑھاتے ہیں یہ محض بیجا و خلافِ سُنّت ہے پھر بدستور اِزار و لفافہ لپیٹیں پھر سب کے اُوپر سینہ بند بالائے پستان سے ران تک لا کر باندھیں۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الأول، ج1، ص161)

جنازہ لے کر جانا

سوال: جنازہ کو قبرستان لے جانے کی سنن اور آداب کیا ہیں؟

جواب: سنت یہ ہے کہ چار شخص جنازہ اٹھائیں، ایک ایک پایہ ایک شخص لے اور اگر صرف دو شخصوں نے جنازہ اٹھایا، ایک سرہانے اور ایک پائنتی تو بلاضرورت مکروہ ہے اور ضرورت سے ہو مثلاً جگہ تنگ ہے تو حرج نہیں۔ سنت یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم چلے اور پوری سنت یہ کہ پہلے دہنے سرہانے کندھا دے پھر دہنی پائنتی پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائنتی اور دس دس قدم چلے تو کُل چالیس قدم ہوئے کہ حدیث میں ہے، "جو چالیس قدم جنازہ لے چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیے جائیں گے۔ نیز حدیث میں ہے: جو جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے، اللہ تعالیٰ اس کی حتمی مغفرت فرمادے گا۔ چھوٹا بچہ شیر خوار یا ابھی دودھ چھوڑا ہو یا اس سے کچھ بڑا، اس کو اگر ایک شخص ہاتھ پر اٹھا کر لے چلے تو حرج نہیں اور یکے بعد دیگرے لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں اور اگر کوئی شخص سواری پر ہو اور اتنے چھوٹے جنازہ کو ہاتھ پر لیے ہو، جب بھی حرج نہیں اور اس سے بڑا مردہ ہو تو چارپائی پر لے جائیں۔

جنازہ معتدل تیزی سے لے جائیں مگر نہ اس طرح کہ میّت کو جھٹکا لگے اور ساتھ جانے والوں کے لیے افضل یہ ہے کہ جنازہ سے پیچھے چلیں، دہنے بائیں نہ چلیں اور اگر کوئی آگے چلے تو اسے چاہیے کہ اتنی دور رہے کہ ساتھیوں میں نہ شمار کیا جائے اور سب کے سب آگے ہوں تو مکروہ ہے۔ جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے اور سواری پر ہو تو آگے چلنا مکروہ اور آگے ہو تو جنازہ سے دور ہو۔ عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا ناجائز وممنوع ہے اور نوحہ کرنے والی ساتھ میں ہو تو اسے سختی سے منع کیا جائے۔ جنازہ لے چلنے میں سرہانا آگے ہونا چاہیے اور جنازہ کے ساتھ آگ لے جانے کی ممانعت ہے۔

جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کو سکوت کی حالت میں ہونا چاہیے۔ موت اور احوال واہوالِ قبر کو پیش نظر رکھیں، دنیا کی باتیں نہ کریں نہ ہنسیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو جنازہ کے ساتھ ہنستے دیکھا، فرمایا: تُو جنازہ میں ہنستا ہے، تجھ سے کبھی کلام نہ کروں گا۔ اور ذکر کرنا چاہیں تو دل میں کریں اور بلحاظ حال زمانہ اب علما نے ذکر جہر کی بھی اجازت دی ہے۔

(فتاوی ہندیہ، فی الجنائز، ج1، ص160،162 ☆ درمختار، باب صلاۃ الجنازۃ، ج3، ص163)

سوال: عوام میں مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازے کو کندھا نہیں دے سکتا، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازہ کو نہ کندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اتار سکتا ہے نہ منہ دیکھ سکتا ہے، یہ محض غلط ہے صرف نہلانے اور اسکے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔ (بہار شریعت، حصہ4، ص813)

نمازِ جنازہ

سوال: نمازِ جنازہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: نمازِ جنازہ فرض کفایہ ہے کہ ایک نے بھی پڑھ لی تو سب بری الذمہ ہوگئے، ورنہ جس جس کو خبر پہنچی تھی اور نہ پڑھی گنہگار رہوا۔

(الدر المختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج3، ص120)

اس کی فرضیت کا جو انکار کرے کافر ہے۔ (بہار شریعت، حصہ4، ص825)

سوال: نمازِ جنازہ کی شرائط کیا ہیں؟

جواب: نمازِ جنازہ میں دو طرح کی شرطیں ہیں، ایک نمازی کے متعلق، دوسری میت کے متعلق۔ نمازی کے لحاظ سے تو وہی شرطیں ہیں جو مطلق نمازکی ہیں، میت سے تعلق رکھنے والی چند شرطیں یہ ہیں: (1) میت کا مسلمان ہونا۔ (2) میت کے بدن وکفن کا پاک ہونا۔ (3) جنازہ کا وہاں موجود ہونا یعنی کُل یا اکثر یا نصف مع سر کے موجود ہونا، لہٰذا غائب کی نماز نہیں ہوسکتی۔ (4) جنازہ زمین پر رکھا ہونا یا ہاتھ پر ہو مگر قریب ہو، اگر جانور وغیرہ پر لدا ہو نماز نہ ہوگی ۔ (5) جنازہ نمازی کے آگے قبلہ کو ہونا، اگر نمازی کے پیچھے ہوگا نماز صحیح نہ ہوگی۔ (6) میت کا وہ حصہ بدن جس کا چھپانا فرض ہے چُھپا ہونا۔ (7) میت امام کے محاذی ہو۔ (الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج3، ص121تا123)

سوال: نماز جنازہ کے رکن کتنے ہیں؟

جواب: نماز جنازہ میں دو رکن ہیں: (1) چار بار اللہ اکبر کہنا (2) قیام۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج3، ص124)

سوال: نمازِ جنازہ میں سنتِ مؤکدہ کتنی ہیں؟

جواب: نماز جنازہ میں تین چیزیں سنت مؤکدہ ہیں: (1) اللہ عزوجل کی حمد و ثنا (2) نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر درود (3) میت کے لیے دُعا۔

(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص137)

سوال: نماز جنازہ کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: نماز جنازہ کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کے بعد کان تک ہاتھ اُٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے حسبِ دستور باندھ لے اور ثنا پڑھے، یعنی سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ۔ پھر بغیر ہاتھ اُٹھائے اللہ اکبر کہے اور درود شریف پڑھے بہتر وہ دُرود ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اور کوئی دوسرا پڑھا جب بھی حرج نہیں، پھر اللہ اکبر کہہ کر یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ.

اگر میت مجنون یا نابالغ ہو تو تیسری تکبیر کے بعد یہ دُعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا ذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا۔ اور لڑکی ہو تو اجْعَلْهَا اور شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً کہے۔

چوتھی تکبیر کے بعد بغیر کوئی دُعا پڑھے ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے، سلام میں میت اور فرشتوں اور حاضرین نماز کی نیت کرے، اُسی طرح جیسے اور نمازوں کے سلام میں نیت کی جاتی ہے یہاں اتنی بات زیادہ ہے کہ میت کی بھی نیت کرے۔

(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص 137,138 ☆ فتاوی رضویہ ج 9، ص 194 ☆ درمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب ھل یسقط فرض، ج3، ص130)

سوال: کن لوگوں کا نمازِ جنازہ نہیں پڑھا جائے گا؟

جواب: (1) باغی جو امام برحق پر ناحق خروج کرے اور اُسی بغاوت میں مارا جائے۔ (2) ڈاکو کہ ڈاکہ میں مارا گیا نہ اُن کو غسل دیا جائے نہ اُن کی نماز پڑھی جائے، مگر جبکہ بادشاہِ اسلام نے اُن پر قابو پایا اور قتل کیا تو نماز و غسل ہے یا وہ نہ پکڑے گئے نہ مارے گئے بلکہ ویسے ہی مرے تو بھی غسل و نماز ہے۔ (3) جو لوگ ناحق پاسداری سے لڑیں بلکہ جو اُن کا تماشہ دیکھ رہے تھے اور پتھر آ کر لگا اور مر گئے تو ان کی بھی نماز نہیں، ہاں اُنکے متفرق

ہونے کے بعد مرے تو نماز ہے۔(4) جس نے کسی شخص گلا گھونٹ کر مار ڈالے۔(5) شہر میں رات کو ہتھیار لے کر لوٹ مار کریں وہ بھی ڈاکو ہیں، اس حالت میں مارے جائیں تو اُن کی بھی نماز نہ پڑھی جائے۔(6) جس نے اپنی ماں یا باپ کو مار ڈالا، اُس کی بھی نماز نہیں۔(7) جو کسی کا مال چھین رہا تھا اور اس حالت میں مارا گیا، اُس کی بھی نماز نہیں۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج1، ص163)

سوال: کیا خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی؟

جواب: جس نے خودکشی کی حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے، مگر اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب فی الجنائز، الفصل الخامس، ج1، ص163)

سوال: نمازِ جنازہ پڑھانے کا حق کسے ہے؟

جواب: نماز جنازہ میں امامت کا حق بادشاہ اسلام کو ہے، پھر قاضی، پھر امام جمعہ، پھر امام محلّہ، پھر ولی کو، امام محلّہ کا ولی پر تقدم بطور استحباب ہے اور یہ بھی اُس وقت کہ ولی سے افضل ہو ورنہ ولی بہتر ہے۔ (غنية المتملي، فصل في الجنائز، ص584)

سوال: جو ولی پر مقدم نہ ہو، اس نے ولی کی اجازت بغیر جنازہ پڑھا دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: ولی کے سوا کسی ایسے نے نماز پڑھائی جو ولی پر مقدم نہ ہو اور ولی نے اُسے اجازت بھی نہ دی تھی تو اگر ولی نماز میں شریک نہ ہوا تو ولی نماز کا اعادہ کر سکتا ہے اور اگر مردہ دفن ہو گیا ہے تو قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر وہ ولی پر مقدم ہے جیسے بادشاہ و قاضی و امام محلّہ کہ ولی سے افضل ہو تو اب ولی نماز کا اعادہ نہیں کر سکتا اور اگر ایک ولی نے نماز پڑھا دی تو دوسرے اولیاء اعادہ نہیں کر سکتے اور ہر صورتِ اعادہ میں جو شخص پہلی نماز میں شریک نہ تھا وہ ولی کے ساتھ پڑھ سکتا ہے اور جو شخص شریک تھا وہ ولی کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا کہ جنازہ کی دو مرتبہ نماز ناجائز ہے سوا اس صورت کے کہ غیر ولی نے بغیر اذن ولی پڑھائی۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج1، ص163)

سوال: مسلمان میت کو بغیر نمازِ جنازہ کے دفن کر دیا تو اب کیا حکم ہے؟

جواب: میّت کو بغیر نماز پڑھے دفن کر دیا اور مٹی بھی دے دی گئی تو اب اس کی قبر پر نماز پڑھیں، جب تک پھٹنے کا گمان نہ ہو اور مٹی نہ دی گئی ہو تو نکالیں اور نماز پڑھ کر دفن کریں اور قبر پر نماز پڑھنے میں دنوں کی کوئی تعداد مقرر نہیں کہ کتنے دن تک پڑھی جائے کہ یہ موسم اور زمین اور میّت کے جسم و مرض کے اختلاف سے مختلف ہے، گرمی میں جلد پھٹے گا اور جاڑے میں دیر سے، تر یا شور زمین میں جلد خشک اور غیر شور میں دیر سے، فربہ جسم جلد لاغر دیر میں۔ (درمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج3، ص146)

سوال: مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: مسجد میں نماز جنازہ مطلقاً مکروہِ تحریمی ہے، خواہ میت مسجد کے اندر ہو یا باہر، سب نمازی مسجد میں ہوں یا بعض، کہ حدیث میں نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے کی ممانعت آئی۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج3، ص148)

سوال: بچہ پیدا ہوتے ہی مر گیا یا مردہ پیدا ہوا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: بچہ زندہ پیدا ہوا یعنی اکثر حصہ باہر ہونے کے وقت زندہ تھا پھر مر گیا تو اُس کو غسل و کفن دیں گے اور اس کی نماز پڑھیں گے، ورنہ اُسے ویسے ہی نہلا کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے، اُس کے لیے غسل و کفن بطریق مسنون نہیں اور نماز بھی اس کی نہیں پڑھی جائے گی، یہاں تک کہ سر جب باہر ہوا تھا اس وقت چیختا تھا مگر اکثر حصہ نکلنے سے پیشتر مر گیا تو نماز نہ پڑھی جائے، اکثر کی مقدار یہ ہے کہ سر کی جانب سے ہو تو سینہ تک اکثر ہے اور پاؤں کی جانب سے ہو تو کمر تک۔ بچہ زندہ پیدا ہوا یا مُردہ اُس کی خلقت تمام ہو یا نا تمام بہر حال اس کا نام رکھا جائے اور قیامت کے دن اُس کا حشر ہوگا۔

(درمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب مہم إذا ...، ج3، ص152تا154)

دفن میت

سوال: میت کودفن کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: میت کُودفن کرنا فرض کفایہ ہےاور یہ جائزنہیں کہ میت کوزمین پر رکھ دیں اور چاروں طرف سے دیواریں قائم کر کے بند کردیں۔

(ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج1، ص165)

سوال: قبر کی لمبائی، چوڑائی اور گہرائی کتنی ہونی چاہیے؟

جواب: قبر کی لمبائی میت کے قد برابر ہواور چوڑائی آدھے قد کی اور گہرائی کم سے کم نصف قد کی اور بہتر یہ کہ گہرائی بھی قد برابر ہواور متوسط درجہ یہ کہ سینہ تک ہو۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی دفن المیت، ج3، ص164)

اور اس سے مراد یہ کہ لحد یا صندوق اتنا ہو، یہ نہیں کہ جہاں سے کھودنی شروع کی وہاں سے آخر تک یہ مقدار ہو۔ (الفتاوی الھندیۃ، الباب فی الجنائز، ج1، ص165)

سوال: میت کوقبر میں کس طرح اورکون حضرت رکھیں؟

جواب: جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھنا مستحب ہے کہ مردہ قبلہ کی جانب سے قبر میں اتارا جائے، یوں نہیں کہ قبر کی پائنتی رکھیں اور سر کی جانب سے قبر میں لائیں۔عورت کا جنازہ اتارنے والے محارم ہوں، یہ نہ ہوں تو دیگر رشتہ والے یہ بھی نہ ہوں تو پرہیزگار اجنبی کے اتارنے میں مضایقہ نہیں۔میت کوقبر میں رکھتے وقت یہ دُعا پڑھیں: بِسْمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ۔میت کودہنی طرف کروٹ پرلٹائیں اوراس کا منہ قبلہ کو کریں، قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندش کھول دیں کہ اب ضرورت نہیں اور نہ کھولی تو حرج نہیں۔قبر میں رکھنے کے بعد لحد کو کچی اینٹوں سے بند کریں اور زمین نرم ہوتو تختے لگانا بھی جائز ہے، تختوں کے درمیان جھری رہ گئی تو اُسے ڈھیلے وغیرہ سے بند کردیں، قبر صندوق نما ہوتواس کا بھی یہی حکم ہے۔عورت کا جنازہ ہوتو قبر میں اتارنے سے تختہ لگانے تک قبر کو کپڑے وغیرہ سے چھپائے رکھیں، مرد کی قبر کودفن کرتے وقت نہ چھپائیں البتہ اگر مینہ وغیرہ کوئی عذر ہوتو چھپانا جائز ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج، ص166تا168☆الفتاوی الھندیۃ، کتاب

الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج 1، ص 166)

سوال: قبر کو مٹی دینے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالیں۔ پہلی بار کہیں: مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ (اسی سے ہم نے تمہیں پیدا کیا)، دوسری بار: وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ (اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے)، تیسری بار: وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى (اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے)۔ باقی مٹی ہاتھ یا کھرپی یا پھاوڑے وغیرہ جس چیز سے ممکن ہو قبر میں ڈالیں اور جتنی مٹی قبر سے نکلی اُس سے زیادہ ڈالنا مکروہ ہے۔ قبر چوکھونٹی نہ بنائیں بلکہ اس میں ڈھال رکھیں جیسے اونٹ کا کوہان اور اس پر پانی چھڑکنے میں حرج نہیں، بلکہ بہتر ہے اور قبر ایک بالشت اونچی ہو یا کچھ خفیف زیادہ۔

(الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج 1، ص 166)

سوال: قبر پر کتنی دیر ٹھہرنا چاہیے؟ اور اس دوران کیا کرنا چاہیے؟

جواب: دفن کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر تک ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے گوشت تقسیم کر دیا جائے، کہ ان کے رہنے سے میت کو انس ہوگا اور نکیرین کا جواب دینے میں وحشت نہ ہوگی اور اتنی دیر تک تلاوتِ قرآن اور میت کے لیے دُعا و استغفار کریں اور یہ دُعا کریں کہ سوالِ نکیرین کے جواب میں ثابت قدم رہے۔ مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر پر سورہ بقرہ کا اوّل و آخر پڑھیں سرہانے الٓمّٓ سے مُفۡلِحُوۡنَ تک اور پائنتی اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ سے ختم سورت تک پڑھیں۔ (الجوہرۃ النیرۃ، باب الجنائز، ص 141)

سوال: قبر پر اور قبرستان میں کون سی باتیں منع ہیں؟

جواب: قبر پر بیٹھنا، سونا، چلنا، پاخانہ، پیشاب کرنا حرام ہے۔ قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا اس سے گزرنا ناجائز ہے، خواہ نیا ہونا اسے معلوم ہو یا اس کا گمان ہو۔

(الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج 1، ص 166)

سوال: قبر پر قرآن پڑھنے کے لیے حافظ مقرر کرنا کیسا ہے؟

جواب: قبر پر قرآن پڑھنے کے لیے حافظ مقرر کرنا جائز ہے۔

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج3، ص185)

یعنی جب کہ پڑھنے والے اُجرت پر نہ پڑھتے ہوں کہ اُجرت پر قرآن مجید پڑھنا اور پڑھوانا ناجائز ہے، اگر اُجرت پر پڑھوانا چاہے تو اپنے کام کاج کے لیے نوکر رکھے پھر یہ کام لے۔

(بہار شریعت، حصہ4، ص848)

سوال: قبر میں شجرہ اور عہد نامہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: شجرہ یا عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ میت کے منہ کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اس میں رکھیں۔

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج3، ص185)

سوال: زیارتِ قبور کا کیا حکم ہے؟

جواب: زیارتِ قبور مستحب ہے ہر ہفتہ میں ایک دن زیارت کرے، جمعہ یا جمعرات یا ہفتہ یا پیر کے دن مناسب ہے، سب میں افضل روزِ جمعہ وقتِ صبح ہے۔ اولیائے کرام کے مزاراتِ طیبہ پر سفر کر کے جانا جائز ہے، وہ اپنے زائر کو نفع پہنچاتے ہیں۔ عورتوں کو زیارتِ قبور کے لیے جانا منع ہے۔

(ردالمحتار، صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی زیارۃ القبور، ج3، ص177 ☆ فتاوی رضویہ، ج9، ص538)

سوال: زیارتِ قبور کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: زیارتِ قبر کا طریقہ یہ ہے کہ پائنتی کی جانب سے جا کر میت کے منہ کے سامنے کھڑا ہو، سرہانے سے نہ آئے کہ میت کے لیے باعثِ تکلیف ہے یعنی میت کو گردن پھیر کر دیکھنا پڑے گا کہ کون آتا ہے اور یہ کہے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ دَارِ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّ اِنَّا اِنْشَاءَ اللهُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللهَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ۔ پھر فاتحہ پڑھے اور بیٹھنا چاہے تو اتنے فاصلہ سے بیٹھے کہ اس کے پاس زندگی میں نزدیک یا دور جتنے فاصلہ پر بیٹھ سکتا تھا۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی زیارۃ القبور، ج3، ص179)

سوال: میت پر نوحہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: نوحہ یعنی میّت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کر کے آواز سے رونا جس کو بَین کہتے ہیں بالاجماع حرام ہے۔ یوہیں واویلا وامصیبتا کہہ کے چلّانا۔ گریبان پھاڑنا، مونھ نوچنا، بال کھولنا، سر پر خاک ڈالنا، سینہ کوٹنا، ران پر ہاتھ مارنا یہ سب جاہلیت کے کام ہیں اور حرام۔

(الجوہرة النیرة، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص 139 ☆ الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، ومما یتصل بذلك مسائل، ج 1، ص 167)

سوال: دفن کے بعد مردہ کو تلقین کرنا کیسا ہے اور اس کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: بعدِ دفن مُردہ کو تلقین کرنا، اہلِ سنت کے نزدیک مشروع ہے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے جو حدیث میں ارشاد ہوا، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مرے اور اُس کو مٹی دے چکو، تو تم میں ایک شخص قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر کہے یا فلاں بن فلانہ وہ سُنے گا اور جواب نہ دے گا پھر کہے یا فلاں بن فلانہ وہ سیدھا ہو کر بیٹھ جائے گا پھر کہے یا فلاں بن فلانہ وہ کہے گا، ہمیں ارشاد کر اللہ عزوجل تجھ پر رحم فرمائے گا، مگر تمھیں اس کے کہنے کی خبر نہیں ہوتی پھر کہے: اُذْکُرْ مَا خَرَجْتَ مِنَ الدُّنْیَا شَهَادَةَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّكَ رَضِیْتَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا وَّ بِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا۔ ترجمہ: تو اُسے یاد کر، جس پر تُو دنیا سے نکلا یعنی یہ گواہی کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں اور یہ کہ تُو اللہ عزوجل کے رب اور اسلام کے دین اور محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نبی اور قرآن کے امام ہونے پر راضی تھا۔

نکیرین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے، چلو ہم اُس کے پاس کیا بیٹھیں جسے لوگ اس کی حجت سکھا چکے، اس پر کسی نے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی، اگر اُس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو؟ فرمایا: حوا کی طرف نسبت کرے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث 7979، ج 8، ص 249,250)

ایصالِ ثواب کا بیان

سوال: ایصالِ ثواب کرنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب: ایصالِ ثواب یعنی قرآن مجید یا درود شریف یا کلمہ طیبہ یا کسی نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچانا جائز ہے۔ عبادتِ مالیہ یا بدنیہ فرض و نفل سب کا ثواب دوسروں کو پہنچایا جا سکتا ہے، زندوں کے ایصالِ ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ کتب فقہ و عقائد میں اس کی تصریح مذکور ہے، ہدایہ اور شرح عقائد نسفی میں اس کا بیان موجود ہے اس کو بدعت کہنا ہٹ دھرمی ہے۔ احادیث سے بھی اس کا جائز ہونا ثابت ہے، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا جب انتقال ہوا، انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! سعد کی ماں کا انتقال ہو گیا، کون سا صدقہ افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: پانی۔ انھوں نے کنواں کھودا اور کہا کہ یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔

(سنن ابی داؤد، فی فضل سقی الماء، ج2، ص130، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میری والدہ اچانک فوت ہو گئیں اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ کلام کرتیں تو تصدق کرتیں، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو ثواب پہنچے گا، فرمایا: ہاں۔

(صحیح بخاری، باب موت الفجأۃ البغتۃ، ج2، ص102، مطبوعہ دار طوق النجاۃ☆صحیح مسلم، باب وصول ثواب الصدقۃ عن المیت الیہ، ج2، ص696، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

سوال: تیجہ اور چالیسواں کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ ایصالِ ثواب کی صورتیں ہیں اور ایصالِ ثواب شرعی دلائل سے ثابت ہے، اب رہیں تخصیصات مثلاً تیسرے دن یا چالیسویں دن یہ تخصیصات نہ شرعی تخصیصات ہیں نہ ان کو شرعی سمجھا جاتا ہے، یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ اسی دن میں ثواب پہنچے گا اگر کسی دوسرے دن کیا جائے گا تو نہیں پہنچے گا۔ یہ محض رواجی اور عرفی بات ہے جو اپنی

سہولت کے لیے لوگوں نے کر رکھی ہے بلکہ انتقال کے بعد ہی سے قرآن مجید کی تلاوت اور خیر خیرات کا سلسلہ جاری ہوتا ہے اکثر لوگوں کے یہاں اسی دن سے بہت دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اس کے ہوتے ہوئے کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ مخصوص دن کے سوا دوسرے دنوں میں لوگ ناجائز جانتے ہیں، یہ محض افترا ہے جو مسلمانوں کے سر باندھا جاتا ہے اور زندوں مُردوں کو ثواب سے محروم کرنے کی بیکار کوشش ہے۔

(بہارِ شریعت، حصہ16، ص642)

سوال: ایصالِ ثواب کی مزید کچھ صورتیں بیان کر دیں۔

جواب: ایصالِ ثواب کی درج ذیل صورتیں بھی مسلمانوں میں رائج ہیں:

(1) ماہِ رجب میں بعض جگہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ایصالِ ثواب کے لیے پوریوں کے کونڈے بھرے جاتے ہیں یہ بھی جائز مگر اس میں بعضوں نے اسی جگہ کھانے کی پابندی کر رکھی ہے یہ بے جا پابندی ہے۔ اس کونڈے کے متعلق ایک کتاب بھی ہے جس کا نام داستانِ عجیب ہے، اس موقع پر بعض لوگ اس کو پڑھواتے ہیں اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں وہ نہ پڑھی جائے فاتحہ دلا کر ایصالِ ثواب کریں۔

(2) ماہِ محرم میں دس دنوں تک خصوصاً دسویں کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ و دیگر شہدائے کربلا کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں کوئی شربت پر فاتحہ دلاتا ہے، کوئی شیر برنج (چاولوں کی کھیر) پر، کوئی مٹھائی پر، کوئی روٹی گوشت پر۔ جس پر چاہو فاتحہ دلاؤ جائز ہے، ان کو جس طرح ایصالِ ثواب کرو مندوب ہے۔ بہت سے پانی اور شربت کی سبیل لگا دیتے ہیں، جاڑوں میں چائے پلاتے ہیں، کوئی کھچڑا پکواتا ہے جو کارِ خیر کرو اور ثواب پہنچاؤ ہو سکتا ہے، ان سب کو ناجائز نہیں کہا جا سکتا۔ بعض جاہلوں میں مشہور ہے کہ محرم میں سوائے شہدائے کربلا کے دوسروں کی فاتحہ نہ دلائی جائے ان کا یہ خیال غلط ہے، جس طرح دوسرے دنوں میں سب کی فاتحہ ہو سکتی ہے، ان دنوں میں بھی ہو سکتی ہے۔

(3) ماہ ربیع الآخر کی گیارہویں تاریخ بلکہ ہر مہینہ کی گیارہویں کو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ دلائی جاتی ہے، یہ بھی ایصالِ ثواب کی ایک صورت ہے بلکہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جب کبھی فاتحہ ہوتی ہے کسی تاریخ میں ہو، عوام اسے گیارہویں کی فاتحہ بولتے ہیں۔

(4) ماہ رجب کی چھٹی تاریخ بلکہ ہر مہینہ کی چھٹی تاریخ کو حضور خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ بھی ایصال ثواب میں داخل ہے۔ اصحابِ کہف کا توشہ یا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توشہ یا حضرت شیخ احمد عبدالحق رُدولوی قدس سرہ العزیز کا توشہ بھی جائز ہے اور ایصال ثواب میں داخل ہے۔

(5) عرس بزرگانِ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جو ہر سال ان کے وصال کے دن ہوتا ہے یہ بھی جائز ہے، کہ اس تاریخ میں قرآن مجید ختم کیا جاتا ہے اور ثواب ان بزرگ کو پہنچایا جاتا ہے یا میلاد شریف پڑھا جاتا ہے یا وعظ کہا جاتا ہے، بالجملہ ایسے امور جو باعث ثواب و خیر و برکت ہیں جیسے دوسرے دنوں میں جائز ہیں ان دنوں میں بھی جائز ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے اول یا آخر میں شہدائے احد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زیارت کو تشریف لے جاتے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ عرس کو لغو و خرافات چیزوں سے پاک رکھا جائے، جاہلوں کو نامشروع حرکات سے روکا جائے، اگر منع کرنے سے باز نہ آئیں تو ان افعال کا گناہ ان کے ذمہ۔ (بہار شریعت، حصہ 16، ص 643,644)

کتاب الزکوۃ

سوال: زکوۃ کسے کہتے ہیں؟

جواب: زکوٰۃ شریعت کی جانب سے مقرر کردہ اس مال کو کہتے ہیں جس سے اپنا نفع ہر طرح سے ختم کرنے کے بعد رضائے الٰہی عزوجل کے لئے کسی ایسے مسلمان فقیر کی ملکیت میں دے دیا جائے جو نہ تو خود ہاشمی ہو اور نہ ہی کسی ہاشمی کا آزاد کردہ غلام ہو۔

(درمختار ملخصاً، کتاب الزکوۃ، ج3، ص204تا 206)

سوال: زکوۃ کب فرض ہوئی؟

جواب: زکوٰۃ 2ہجری میں روزوں سے قبل فرض ہوئی۔

(درمختار، کتاب الزکوۃ، ج3، ص202)

سوال: زکوۃ کی فرضیت کا انکار کرنا کیسا؟

جواب: زکوٰۃ کا فرض ہونا قرآن سے ثابت ہے، اس کا اِنکار کرنے والا کافر ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الزکوۃ، الباب الاول، ج1، ص170)

سوال: زکوۃ کو زکوۃ کہنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: زکوٰۃ کا لُغوی معنی طہارت، افزائش (اضافہ، بڑھوتری) ہے۔ چونکہ زکوٰۃ بقیہ مال کے لئے معنوی طور پر طہارت اور افزائش کا سبب بنتی ہے اسی لئے اسے زکوٰۃ کہا جاتا ہے۔

(درمختار، کتاب الزکوۃ، ج3، ص203)

سوال: زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟

جواب: زکوٰۃ دینا ہر اُس عاقل، بالغ اور آزاد مسلمان پر فرض ہے جس میں یہ شرائط پائی جائیں:

(1) نصاب کا مالک ہو۔ (2) یہ نصاب نامی ہو۔ (3) نصاب اس کے قبضے میں ہو۔ (4) نصاب اس کی حاجتِ اصلیہ (یعنی ضروریاتِ زندگی) سے زائد ہو۔

(5) نصاب دَین سے فارغ ہو (یعنی اس پر ایسا قرض نہ ہو جس کا مطالبہ بندوں کی جانب سے ہو، کہ اگر وہ قرض ادا کرے تو اس کا نصاب باقی نہ رہے۔ (6) اس نصاب پر ایک سال گزر جائے۔ (بہار شریعت، ملخصاً، ج1، حصہ5، ص875 تا 884)

سوال: نصاب کا مالک ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: مالکِ نصاب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس شخص کے پاس ساڑھے سات تولے سونا، یا ساڑھے باون تولے چاندی، یا اتنی مالیت کی رقم، یا اتنی مالیت کا مالِ تجارت ہو۔ (بہارِ شریعت، ج1، حصہ5، ص902,903)

سوال: مالکِ نصاب ہونے سے پہلے زکوٰۃ دے دی تو؟

جواب: اگر پہلے زکوٰۃ دے دی پھر مالکِ نصاب ہوا تو ایسی صورت میں دیا گیا مال زکوٰۃ میں شمار نہیں ہوگا بلکہ اس کی زکوٰۃ الگ سے دینا ہوگی۔

سوال: مالِ نامی کا کیا مطلب ہے؟

جواب: مالِ نامی کے معنی ہیں بڑھنے والا مال خواہ حقیقۃً بڑھے یا حکماً، اس کی 3 صورتیں ہیں:

(1) یہ بڑھنا تجارت سے ہوگا، یا (2) افزائشِ نسل کے لئے جانوروں کو جنگل میں چھوڑ دینے سے ہوگا، یا (3) وہ مال خِلْقی (یعنی پیدائشی) طور پر نامی ہوگا جیسے سونا چاندی وغیرہ۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الزکوۃ، الباب الاول، ج1، ص170)

حکماً مالِ نامی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر بڑھانا چاہے تو بڑھائے۔

(بہار شریعت، ج1، حصہ5، ص382)

سوال: حاجتِ اَصلیہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: حاجتِ اصلیہ (یعنی ضروریاتِ زندگی) سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کی عموماً انسان کو ضرورت ہوتی ہے اور ان کے بغیر گزر اوقات میں شدید تنگی و دشواری محسوس ہوتی ہے جیسے رہنے کا گھر، پہننے کے کپڑے، سواری، علمِ دین سے متعلق کتابیں، اور پیشے

سے متعلق اوزار وغیرہ۔ (ہدایہ، کتاب الزکوۃ،ج1،ص96)

سوال: سال کب مکمل ہوگا؟

جواب: جس تاریخ اور وقت پر آدمی صاحبِ نصاب ہُوا جب تک نصاب رہے وہی تاریخ اور وقت جب آئے گا اُسی منٹ سال مکمل ہوگا۔

(ماخوذ از فتاوی رضویہ ،ج10،ص202)

سال گزرنے میں قمری (یعنی چاند کے) مہینوں کا اعتبار ہوگا۔ شمسی مہینوں کا اعتبار حرام ہے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ ،ج10،ص157)

سوال: اگر دورانِ سال نصاب میں کمی ہوجائے تو؟

جواب: زکوٰۃ کی فرضیت میں سال کے شروع اور آخر کا اعتبار کیا جاتا ہے،لہذا اگر نصاب شروع میں مکمل ہے اور سال مکمل ہونے پر نصابِ زکوٰۃ پورا ہے تو دورانِ سال (نصاب میں) ہونے والی کمی کا کوئی نقصان نہیں موجودہ مال کی زکوٰۃ دی جائے گی۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الزکوۃ ،الباب الاول فی تفسیرھا،ج1،ص175)

ہاں اگر دورانِ سال نصاب ہلاک ہو جائے کہ اس کا کوئی بھی حصہ نہ بچے تو شمارِ سال جاتا رہا، جس دن دوبارہ مالکِ نصاب ہوگا اُسی دن نئے سرے سے حساب کیا جائے گا۔ مثلاً یکم محرم کو مالکِ نصاب ہوا، صفر میں سب مال سفر کر گیا، ربیع النور میں پھر بہار آئی تو اسی مہینہ سے سال کا آغاز ہوگا۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ ،ج10، ص89)

سوال: اگر دورانِ سال نصاب میں اضافہ ہوگیا تو؟

جواب: جو شخص مالکِ نصاب ہے اگر درمیان سال میں کچھ اور مال اُسی جنس کا حاصل کیا تو اس نئے مال کا جُدا سال نہیں، بلکہ پہلے مال کا ختمِ سال اِس کے لیے بھی سالِ تمام ہے، اگرچہ سالِ تمام سے ایک ہی منٹ پہلے حاصل کیا ہو، خواہ وہ مال اُس کے پہلے مال سے حاصل ہوا یا میراث و ہبہ یا اور کسی جائز ذریعہ سے ملا ہو اور اگر دوسری جنس کا ہے مثلاً پہلے اُس کے پاس اونٹ تھے اور اب بکریاں ملیں تو اس کے لیے جدید سال شمار ہوگا۔

(بہار شریعت ،ج1،حصہ5 ،ص884)

نوٹ:سونا، چاندی، کرنسی نوٹ، سامانِ تجارت ایک ہی جنس شمار ہوں گے۔

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ ،ج10،ص210)

سوال:ایک ہی جنس کے مختلف اموال ہوں تو زکوٰۃ کا حساب کیسے کریں گے؟

جواب :اگر مختلف مال ہوں اور کوئی بھی نصاب کو نہ پہنچتا ہو تو تمام مال مثلاً سونا ، چاندی یا مالِ تجارت یا کرنسی کو مِلا کر اس کی کل مالیت نکالی جائے گی اور اس کی زکوٰۃ کا حساب اُس نصاب سے لگایا جائے گا جس میں فقراء کا زیادہ فائدہ ہو مثلاً اگر تمام مال کو چاندی شمار کرکے زکوٰۃ نکالنے میں زکوٰۃ زیادہ بنتی ہے تو یہی کیا جائے اور اگر سونا شمار کرنے میں زکوٰۃ زیادہ بنتی ہے تو اسی طرح کیا جائے گا اور اگر دونوں صورتوں میں یکساں بنتی ہے تو اس سے حساب لگائیں گے جس سے زکوٰۃ کی ادائیگی کا رواج زیادہ ہو، پھر اگر رواج یکساں ہو تو زکوٰۃ دینے والے کو اِختیار ہے کہ چاہے تو سونے کے حساب سے زکوٰۃ دے یا چاندی کے حساب سے۔

سوال:اَموالِ زکوٰۃ کون سے ہیں؟

جواب:زکوٰۃ تین قسم کے مال پر ہے:

(1)سونا چاندی (کرنسی نوٹ بھی انہی کے حکم میں ہیں)۔

(2)مالِ تجارت۔

(3)سائمہ یعنی چرائی پر چھوٹے جانور۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الزکوۃ، الباب الاول، ج1،ص174 ☆فتاوی رضویہ ، ج10، ص 161)

سوال:کیا پہننے والے زیورات پر زکوٰۃ ہے؟

جواب:جی ہاں! پہننے کے زیورات پر بھی زکوٰۃ فرض ہوگی۔

(درمختار وردالمحتار، کتاب الزکوۃ، باب زکوۃ المال ،ج3،ص270)

سوال:مالِ تجارت پر زکوٰۃ ہے، مالِ تجارت سے کیا مراد ہے؟

جواب :مالِ تجارت اُس مال کو کہتے ہیں جسے بیچنے کی نیت سے خریدا گیا ہے

اور اگر خریدنے یا میراث میں ملنے کے بعد تجارت کی نیت کی تو اب وہ مالِ تجارت نہیں کہلائے گا۔ (ماخوذ از ردالمحتار، کتاب الزکوۃ، باب زکوۃ المال، ج3، ص221)

سوال: اصل مالِ تجارت پر زکوۃ ہوگی یا نفع پر؟

جواب: زکوۃ نہ صرف مالِ تجارت پر فرض ہوگی نہ صرف نفع پر بلکہ سال مکمل ہونے پر نفع کی موجودہ مقدار اور مالِ تجارت دونوں پر زکوۃ ہے۔

(فتاوی رضویہ، کتاب الزکوۃ، ج10، ص158)

سوال: کیا ہر سال زکوۃ دینا ہوگی؟

جواب: مالِ تجارت جب تک خود یا دیگر اموال سے مل کر نصاب کو پہنچتا رہے گا، وجوبِ زکوۃ کی دیگر شرائط مکمل ہونے پر اس پر ہر سال زکوۃ واجب ہوتی رہے گی۔

(ماخوذ از فتاوی رضویہ، کتاب الزکوۃ، ج10، ص155)

سوال: جو دُکان کرائے پر دی ہے، اس پر زکوۃ ہے؟

جواب: دکانوں میں زکوۃ نہیں۔

(درمختار وردالمحتار، کتاب الزکوۃ، مطلب فی زکوۃ ثمن المبیع، ج3، ص217)

سوال: کرائے پر دیئے گئے مکان پر زکوۃ ہوگی یا نہیں؟

جواب: وہ مکانات جو کرائے پر اٹھانے کے لئے ہوں اگر چہ پچاس کروڑ کے ہوں ان پر زکوۃ نہیں ہے، ہاں! ان سے حاصل ہونے والا نفع تنہا یا دیگر مال کے ساتھ مل کر نصاب کو پہنچ جائے تو زکوۃ کی دیگر شرائط پائے جانے پر اس پر زکوۃ دینا ہوگی۔

(فتاوی رضویہ، ج10، ص161)

سوال: نصاب کا مالک ہے، مگر اس پر قرض ہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: نصاب کا مالک ہے مگر اس پر دَین ہے کہ ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتی تو زکوۃ واجب نہیں۔ (بہار شریعت، جلد اول، حصہ5 صفحہ878)

سوال: دین (ہماری جو رقم کسی کے ذمے ہو) اس کی زکوۃ کیسے ادا کریں گے

جواب: دین کی تین (3) قسمیں ہیں: (1) دین قوی (2) دین متوسط (3) دین ضعیف۔

ان کی تعریفات اور حکم درج ذیل ہے:

(1) **دَین قوی**: دین قوِی اسے کہتے ہیں جو ہم نے کسی کو قرض دیا ہوا ہو، یا تجارت کا مال اُدھار بیچا ہو، یا کوئی زمین یا مکان تجارت کی غرض سے خرید کر کرائے پر دیا اور وہ کرایہ کسی کے ذمے ہو۔

اس کا حکم یہ ہے کہ اس کی زکوٰۃ ہر سال فرض ہوتی رہے گی لیکن ادا کرنا اس وقت واجب ہوگا جب مقدارِ نصاب کا کم از کم پانچواں حصہ وصول ہو جائے تو اس پانچویں حصے کی زکوٰۃ دینا ہوگی، مثلاً 50,000 روپے نصاب ہو تو جب اس کا پانچواں حصہ 10,000 روپے وصول ہو جائیں تو اس کا چالیسواں حصہ 250 روپے بطورِ زکوٰۃ دینا واجب ہوگا۔ البتہ آسانی اس میں ہے کہ ہر سال اس کی بھی زکوٰۃ ادا کر دی جائے۔

(2) **دَین مُتَوَسِّط**: دَینِ مُتَوَسِّط اسے کہتے ہیں جو غیر تجارتی مال کا عوض یا بدل ہو جیسے گھر کی کرسی یا چارپائی یا دیگر سامان بیچا اور اس کی قیمت لینے والے پر اُدھار ہو۔
اس کا حکم یہ ہے کہ اس میں بھی زکوٰۃ فرض ہوگی مگر ادائیگی اُس وقت واجب ہوگی جب بقدرِ نصاب پوری رقم آ جائے۔

(3) **دَین ضعیف**: وہ ہے جو غیرِ مال کا بدل ہو جیسے مہر اور مکان یا دکان کا کرایہ کہ نفع کا بدلہ ہے مال کا نہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اس میں گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ جب قبضہ میں آ جائے اور شرائطِ زکوٰۃ پائی جائیں تو سال گزرنے پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔ (درمختار، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ المال، ج3، ص281، بہارِ شریعت، ج5، ص906)

مصارفِ زکوۃ

سوال: مَصارِفِ زکوٰۃ کیا ہیں یعنی زکوٰۃ کسے دی جائے؟

جواب: اِن لوگوں کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے: (1) فقیر (2) مِسکین (3) عامِل (4) رِقاب (غلام) (5) غارِم (6) فِی سَبِیْلِ اللہ (7) اِبنِ سبیل۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الزکوۃ، الباب السابع فی المصارف، ج 1، ص 187)

سوال: فقیر کسے کہتے ہیں؟

جواب: فقیر وہ ہے کہ جس کے پاس کچھ نہ کچھ ہو مگر اتنا نہ ہو کہ نِصاب کو پہنچ جائے۔ یا نِصاب کی قَدر تو ہو مگر اس کی حاجتِ اَصلیہ (یعنی ضَروریاتِ زندگی) میں مُستغرَق (گِھرا ہوا) ہو۔ اِسی طرح اگر مَدیون (مَقروض) ہے اور دَین (قرضہ) نکالنے کے بعد نِصاب باقی نہ رہے تو فقیر ہے اگرچہ اس کے پاس ایک تو کیا کئی نِصابیں ہوں۔

(رَدُّالمُحتار ج 3، ص 333، بہارشریعت، ج 1، حصہ 5، ص 924)

سوال: مِسکین کسے کہتے ہیں؟

جواب: مِسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چُھپانے کیلئے اِس کا مُحتاج ہے کہ لوگوں سے سُوال کرے اور اسے سُوال حلال ہے۔ فقیر کو بِغیر ضَرورت و مجبوری سُوال حرام ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الزکوۃ، الباب السابع فی المصارف، ج 1، ص 187)

سوال: عامِل کسے کہتے ہیں؟

جواب: عامِل وہ ہے جسے بادشاہِ اسلام نے زکوٰۃ اور عشر وصول کرنے کے لئے مقرر کیا ہو۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الزکوۃ، الباب السابع فی المصارف، ج 1، ص 187)

سوال: غارِم کسے کہتے ہیں؟

جواب: غارِم اس سے مراد مقروض ہے یعنی اس پر اتنا قرض ہو کہ دینے کے بعد زکوٰۃ کا نصاب باقی نہ رہے اگرچہ اس کا بھی دوسروں پر قرض باقی ہو مگر لینے پر قدرت نہ

رکھتا ہو۔ (درمختار وردالمحتار، کتاب الزکوۃ، باب المصرف، ج3، ص339)

سوال: فی سبیل اللہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: فِی سَبِیلِ اللہ سے مراد راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنا ہے۔ مثلاً کوئی شخص محتاج ہے اور جہاد میں جانا چاہتا ہے مگر اس کے پاس سواری اور زادِراہ نہیں ہیں تو اسے مالِ زکوٰۃ دے سکتے ہیں کہ یہ راہِ خدا عَزَّ وَجَلَّ میں دینا ہے اگر چہ وہ کمانے پر قادر ہو۔ اس طرح طالبِ علم کہ علمِ دین پڑھتا ہے یا پڑھنا چاہتا ہے اس کو بھی زکوٰۃ دے سکتے ہیں بلکہ طالبِ علم سوال کر کے بھی مالِ زکوٰۃ لے سکتا ہے جبکہ اُس نے اپنے آپ کو اسی کام کے لیے فارغ کر رکھا ہو، اگر چہ وہ کمانے پر قدرت رکھتا ہو۔

(درمختار وردالمحتار، کتاب الزکوۃ، باب المصرف، ج3، ص335 ☆ بہارِ شریعت، ج1، حصہ5، ص926)

سوال: ابن سبیل سے کیا مراد ہے؟

جواب: ابن سبیل سے مراد وہ مسافر جس کے پاس سفر کی حالت میں مال نہ رہا، یہ زکوٰۃ لے سکتا ہے اگر چہ اس کے گھر میں مال موجود ہو مگر اسی قدر لے کہ اس کی ضرورت پوری ہو جائے، زیادہ کی اجازت نہیں اور اگر اسے قرض مل سکتا ہو تو بہتر ہے کہ قرض لے لے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الزکوۃ، الباب السابع فی المصارف، ج1، ص188)

سوال: اوپر جن کی نسبت بیان کیا گیا کہ ان کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں، کیا ان کا فقیر ہونا شرط ہے؟

جواب: جن لوگوں کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ انہیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں ان سب کا فقیر ہونا شرط ہے سوائے عامل کے کہ اس کے لئے فقیر ہونا شرط نہیں اور ابن سبیل (یعنی مسافر) اگر چہ غنی ہو اس وقت فقیر کے حکم میں ہے، باقی کسی کو جو فقیر نہ ہو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ (بہارِ شریعت، ج1، حصہ5، ص932)

سوال: کن لوگوں کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے؟

جواب :اِن مسلمانوں کوزکوٰۃ نہیں دے سکتے اگر چہ شرعی فقیر ہوں:
(1)سادات اور دیگر بنو ہاشم۔(2)اپنی اَصل (یعنی زکوٰۃ دینے والا جن کی اولاد میں سے ہو) جیسے ماں، باپ ، دادا، دادی ، نانا، نانی وغیرہ۔(3)اپنی فروع (یعنی جو اس کی اولاد میں سے ہوں) جیسے بیٹا، بیٹی، پوتا ، پوتی، نواسا ، نواسی وغیرہ۔(4)میاں بیوی ایک دوسرے کوزکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

(درمختار وردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب المصرف ،ج3،ص344,349,350☆فتاوی رضویہ ، ج10،ص109)

سوال:بنو ہاشم کون ہیں؟

جواب :بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب سے مراد پانچ خاندان ہیں،آلِ علی، آلِ عباس، آلِ جعفر، آلِ عقیل، آلِ حارث بن عبدالمطلب۔ان کے علاوہ جنھوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی اِعانت نہ کی، مثلاً ابولہب کہ اِگر چہ یہ کافر بھی حضرت عبدالمطلب کا بیٹا تھا، مگر اس کی اولادیں بنی ہاشم میں شمار نہ ہوں گی۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الزکوٰۃ، الباب السابع فی المصارف ،ج1،ص189 ☆ بہارِشریعت ، ج1،حصہ5،ص931)

سوال:کن رشتہ داروں کوزکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

جواب :اِن رشتہ داروں کوزکوٰۃ دے سکتے ہیں جبکہ زکوٰۃ کے مستحق ہوں:
(1)بہن (2)بھائی (3)چچا (4)پھوپھی (5)خالہ (6)ماموں (7)بہو (8)داماد (9)سوتیلا باپ (10)سوتیلی ماں (11)شوہر کی طرف سے سوتیلی اولاد (12)بیوی کی طرف سے سوتیلی اولاد۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ ،ج10،ص110)

سوال:کافر کوزکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

جواب کافر کوزکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

(ماخوذ از فتاوی رضویہ ،ج10، ص290)

سوال: مدرسہ اسلامیہ میں زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

جواب: مدرسہ اسلامیہ اگر صحیح اسلامیہ خاص اہلسنت کا ہو، بدمذہبوں کا نہ ہو تو اس میں مالِ زکوٰۃ اس شرط پر دیا جاسکتا ہے کہ مہتمم اس مال کو جدا رکھے اور خاص تملیک فقیر کے مصارف میں صرف کرے، مدرسین یا دیگر ملازمین کی تنخواہ اس سے نہیں دی جاسکتی۔ نہ مدرسہ کی تعمیر یا مرمت یا فرش وغیرہ میں صرف ہوسکتی ہے، نہ یہ ہوسکتا ہے کہ جن طلبہ کو مدرسہ سے کھانا دیا جاتا ہے اُس روپے سے کھانا پکا کر اُن کو کھلایا جائے کہ یہ صورتِ اباحت ہے اور زکوٰۃ میں تملیک لازم ہاں یُوں کرسکتے ہے کہ جن طلبہ کو کھانا دیا جاتا ہے اُن کو نقد روپیہ بہ نیّت زکوٰۃ دے کر مالک کردیں پھر وُہ اپنے کھانے کیلئے واپس دیں یا جن طلبہ کا وظیفہ نہ اجرۃً بلکہ محض بطور امداد ہے اُن کے وظیفے میں دیں یا کتابیں خرید کر طلبہ اُن کا مالک کردیں۔ ہاں اگر روپیہ بہ نیّت زکوٰۃ کسی مصرفِ زکوٰۃ کو دے کر مالک کردیں وُہ اپنی طرف سے مدرسہ کو دے دے تو تنخواہ مدرسین و ملازمین وغیرہ جملہ مصارف مدرسہ میں صرف ہوسکتا ہے۔ (فتاوی رضویہ ملخصاً، ج10، ص254)

سوال: کسی کے پاس حاجتِ اصلیہ سے زائد سامان نصاب کی مقدار ہو تو اسے زکوٰۃ دینے کا کیا حکم ہے؟

جواب: جس کے پاس ضرورت کے سوا ایسا سامان ہے جو مال نامی نہ ہو اور نہ ہی تجارت کے لئے اور وہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہے تو اسے زکوٰۃ نہیں دے سکتے اگرچہ خُود اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

(ماخوذ از بہارِ شریعت، ج1، حصہ5، ص929)

سوال: زکوٰۃ کی ادائیگی کی کیا شرائط ہیں؟

جواب: زکوٰۃ کی ادائیگی درست ہونے کی دو شرائط ہیں (1) نیت اور (2) مستحق زکوٰۃ کو اس کا مالک بنا دینا۔

سوال: زکوٰۃ دیتے وقت نیت کرنا بھول گیا تو؟

جواب: اگر زکوٰۃ میں وہ مال دیا جو پہلے ہی سے زکوٰۃ کی نیت سے الگ کر رکھا تھا تو زکوٰۃ ادا ہو گئی اگر چہ دیتے وقت زکوٰۃ کا خیال نہ آیا ہو اور اگر ایسا نہیں ہے تو جب تک محتاج کے پاس موجود ہے دینے والا نیتِ زکوٰۃ کرسکتا ہے، اور اگر اس کے پاس بھی نہیں ہے تو اب نیت نہیں کر سکتا، دیا گیا مال صدقہ نفل ہوگا۔

(درمختار، کتاب الزکوۃ،ج3،ص222تا224)

سوال: زکوٰۃ تھوڑی تھوڑی کر کے دے سکتے ہیں یا یکمشت دینی ہوگی؟

جواب: اگر زکوٰۃ سال مکمل ہونے سے قبل پیشگی ادا کرنی ہو تو چاہے تھوڑی تھوڑی کر کے دیں یا ایک ساتھ دونوں طرح سے دُرست ہے۔ اور اگر سال گزرنے پر زکوٰۃ فرض ہو چکی ہو تو فوراً ادا کرنا واجب ہے تاخیر پر گنہگار ہوگا، لہٰذا اب یک مشت دینا ضروری ہے۔

(ماخوذ فتاوی رضویہ ،ج10، ص75)

سوال: کیا زکوۃ لینے والے کو اس کا علم ہونا ضروری ہے کہ یہ زکوۃ ہے؟

جواب: زکوٰۃ لینے والے کا یہ جاننا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے بلکہ دینے والے کی نیت کا اعتبار ہوگا۔

(غمز عیون البصائر، شرح الاشباہ والنظائر، کتاب الزکوۃ، الفن الثانی، ج1، ص447)

لہٰذا زکوۃ دینے والے نے مصرفِ زکوۃ کو عیدی یا تحفہ کہہ کر دی تب بھی زکوۃ ادا ہو جائے گی بشرطیکہ زکوۃ کی نیت کی ہو۔

سوال: اگر بینک کسی کے مال سے زکوٰۃ کی کٹوتی کر لے تو کیا اس کی زکوۃ ادا ہو جائے گی؟

جواب: بینک سے زکوٰۃ کی کٹوتی کی صورت میں ادائیگی زکوٰۃ کی شرائط پوری نہیں ہو پاتیں مثلاً مالک بنانا، کہ زیادہ روپیہ ایسی جگہ خرچ کیا جاتا ہے جہاں کوئی مالک نہیں ہوتا، لہٰذا زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

(وقار الفتاوی ملخصاً،ج2،ص414)

جانوروں کی زکوۃ

سوال: کتنی قسم کے جانوروں میں زکوٰۃ واجب ہے؟

جواب: تین قسم کے جانوروں میں زکوٰۃ واجب ہے جب کہ سائمہ ہوں:

(1)اونٹ (2) گائے (3) بکری۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الزکوۃ، الباب الثانی، الفصل الثانی، ج 1، ص 177)

نوٹ: اگر جانور مالِ تجارت ہوں تو ان کا حساب مالِ تجارت کی طرح کریں گے۔

سوال: سائمہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: جو جانور سال کا اکثر حصہ جنگل میں چر کر گزارہ کرتے ہوں اور چرانے سے مقصود صرف دودھ اور بچے لینا اور فربہ کرنا ہے، یہ سَائمَہ کہلاتے ہیں ان کی زکوٰۃ دینا ہوگی۔ (درمختار وردالمحتار، کتاب الزکوۃ، باب السائمہ، ج 3، ص 232 تا 234)

سوال: اونٹوں کی زکوۃ کا حساب کیسے ہوگا؟

جواب: اُونٹوں کی زکوٰۃ کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:

☆ کم از کم 5 اونٹوں پر نصاب پورا ہوتا ہے، پانچ سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

☆ 5 سے 25 تک کی زکوٰۃ اس طرح دیں گے کہ ہر 5 کے بدلے ایک سالہ بکری یا بکرا دیں گے۔ ایک نصاب سے دوسرے نصاب کی درمیانی تعداد شامل زکوٰۃ نہیں ہوگی مثلاً پانچ کے بعد اگر ایک، دو، تین یا چار اونٹ زائد ہوں اُن کی زکوٰۃ نہیں دی جائے گی بلکہ دس اونٹ پورے ہونے پر دی جائے گی۔

☆25 سے 35 تک ایک سالہ مادہ اونٹنی جو دوسرے برس میں ہو، دی جائے گی۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الزکوۃ، الباب الثانی، الفصل الثانی، ج 1، ص 177)

35 کے بعد کے حساب کی تفصیل بہارِ شریعت وغیرہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

سوال: گائے کی زکوٰۃ کا حساب کیسے ہوگا؟

جواب: گائے اور بھینس کی زکوٰۃ کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:

☆ کم ازکم 30 گایوں یا بھینسوں پر نصاب پورا ہوتا ہے، تیس سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

☆ 30 سے 39 تک کی زکوٰۃ میں سال بھر کا بچھڑا، یا بچھیا دیں گے۔

☆ 40 سے 59 تک کی زکوٰۃ میں دو سالہ بچھڑا، یا بچھیا دیں گے۔

☆ 60 میں سال بھر کے 2 بچھڑے یا بچھیا دیں گے۔

☆ 70 میں ایک سال بھر کا 1 اور ایک 2 سالہ بچھڑا یا بچھیا دیں گے۔

☆ 80 میں 2 سالہ دو بچھڑے یا بچھیا دیں گے۔

(درمختار، کتاب الزکوۃ، باب زکوۃ البقر، ج3، ص341)

مزید تفصیل کے لیے بہار شریعت کا مطالعہ کریں۔

سوال: بکریوں کی زکوٰۃ کا حساب کیسے ہوگا؟

جواب: بکریوں، بکروں، بھیڑوں یا دُنبوں کی زکوٰۃ کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:

☆ کم ازکم 40 بکریوں یا بکروں وغیرہ پر نصاب پورا ہوتا ہے، چالیس سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

☆ 40 سے 120 تک کی زکوٰۃ میں سال بھر کی بکری یا بکرا دیں گے۔

☆ 121 سے 200 تک کی زکوٰۃ میں سال بھر کی 2 بکریاں یا بکرے دیں گے۔

☆ 201 سے 399 تک کی زکوٰۃ میں سال بھر کی 3 بکریاں یا بکرے دیں گے۔

☆ 400 میں سال بھر کی 4 بکریاں یا بکرے دیں گے۔

☆اس کے بعد ہر سو پر ایک بکری یا بکرے کا اضافہ کرتے چلے جائیں گے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الزکوۃ، الباب الثانی فی صدقۃ السوائم، الفصل الرابع، ج1، ص178)

سوال: گھوڑے، گدھے اور خچر کی زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

جواب: گھوڑے گدھے اور خچر کی زکوٰۃ دینا واجب نہیں ہے اگرچہ سائمہ ہوں، ہاں! اگر تجارت کے لئے ہوں تو واجب ہے۔

(ماخوذ از درمختار، کتاب الزکوۃ، باب زکوۃ الغنم، ج3، ص244)

عشر کا بیان

سوال: عشر کسے کہتے ہیں؟

جواب: زمین سے نفع حاصل کرنے کی غرض سے اُگائی جانے والی شے کی پیداوار پر جو زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے اسے عشر کہتے ہیں۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الزکوۃ، الباب السادس، ج1، ص185)

سوال: زمین کی کس پیداوار پر عشر واجب ہے؟

جواب: جو چیزیں ایسی ہوں کہ ان کی پیداوار سے زمین کا نفع حاصل کرنا مقصود ہو خواہ وہ غلہ، اناج اور پھل فروٹ ہوں یا سبزیاں وغیرہ مثلاً اناج اور غلہ میں گندم، جو، چاول، گنا، کپاس، جوار، دھان (چاول)، باجرہ، مونگ پھلی، مکئی، اور سورج مکھی، رائی، سرسوں اور لوبن وغیرہ۔

پھلوں میں خربوزہ، آم، امرود، مالٹا، لوکاٹ، سیب، چیکو، انار، ناشپاتی، جاپانی پھل، سنگ ترا، پپیتا، اور ناریل، تربوز، فالسہ، جامن، لیچی، لیموں، خوبانی، آڑو، کھجور، آلو بخارا، گرما، اناناس، انگور اور آلوچہ وغیرہ۔

سبزیوں میں ککڑی، ٹینڈا، کریلا، بھنڈی توری، آلو، ٹماٹر، گھیا توری، سبز مرچ، شملہ مرچ، پودینا، کھیرا، ککڑی (تر) اور اروی، توریا، پھول گوبھی، بند گوبھی، شلغم، گاجر، چقندر، مٹر، پیاز، لہسن،، پالک، دھنیا اور مختلف قسم کے ساگ اور میتھی اور بینگن وغیرہ۔ ان سب کی پیداوار میں سے عشر (یعنی دسواں حصہ) یا نصف عشر (یعنی بیسواں حصہ) واجب ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الزکوۃ، الباب السادس، ج1، ص185)

سوال: کن فصلوں پر عشر واجب نہیں؟

جواب: جو چیزیں ایسی ہوں کہ ان کی پیداوار سے زمین کا نفع حاصل کرنا مقصود نہ ہو ان میں عشر نہیں جیسے ایندھن، گھاس، بید، سرکنڈا، جھاؤ (وہ پودا جس سے ٹوکریاں بنائی جاتی ہیں)، کھجور کے پتے وغیرہ، ان کے علاوہ ہر قسم کی ترکاریوں اور پھلوں

کے بیج کہ ان کی کھیتی سے ترکاریاں مقصود ہوتی ہیں بیج مقصود نہیں ہوتے اور جو بیج دوا کے طور پر استعمال ہوتے ہیں مثلاً کندر، میتھی اور کلونجی وغیرہ کے بیج، ان میں بھی عشر نہیں ہے۔ اسی طرح وہ چیزیں جو زمین کے تابع ہوں جیسے درخت اور جو چیز درخت سے نکلے جیسے گوند اس میں عشر واجب نہیں۔

البتہ اگر گھاس، بید، جھاؤ (وہ پودا جس سے ٹوکریاں بنائی جاتی ہیں) وغیرہ سے زمین کے منافع حاصل کرنا مقصود ہو اور زمین ان کے لئے خالی چھوڑ دی تو ان میں بھی عشر واجب ہے۔ کپاس اور بینگن کے پودوں میں عشر نہیں مگر ان سے حاصل کپاس اور بینگن کی پیداوار میں عشر ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الزکوۃ، الباب السادس، ج 1، ص186 ☆ درمختار، کتاب الزکوۃ، باب العشر، ج3، ص315)

سوال: عشر واجب ہونے کے لئے غلہ، پھل اور سبزیوں کی کم از کم کتنی مقدار ہونا ضروری ہے؟

جواب: عشر واجب ہونے کے لئے ان کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے بلکہ زمین سے غلہ، پھل اور سبزیوں کی جتنی پیداوار بھی حاصل ہو اس پر عشر یا نصف عشر دینا واجب ہو گا۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الزکوۃ، الباب السادس، ج 1، ص186)

سوال: اگر ان کی پیداوار کا مالک پاگل اور نابالغ ہو تو اس کی زمین کا بھی عشر دینا ہوگا؟

جواب: عشر چونکہ زمین کی پیداوار پر ادا کیا جاتا ہے لہذا جو بھی اس پیداوار کا مالک ہوگا وہ عشر ادا کریگا چاہے وہ مجنون (یعنی پاگل) اور نابالغ ہی کیوں نہ ہو۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الزکوۃ، الباب السادس، ج 1، ص185)

سوال: کیا قرض دار کو عشر معاف ہے؟

جواب: قرض دار سے عشر معاف نہیں۔

(درمختار، کتاب الزکوۃ، باب العشر، ج3، ص314)

سوال: کیا شرعی فقیر پر بھی عشر واجب ہوگا؟

جواب: جی ہاں! شرعی فقیر پر بھی عشر واجب ہے کیونکہ عشر واجب ہونے کا سبب زمین نامی (یعنی قابل کاشت) سے حقیقتاً پیداوار کا ہونا ہے، اس میں مالک کے غنی یا فقیر ہونے کا کوئی اعتبار نہیں۔ (العنایۃ والکفایۃ، کتاب الزکوۃ، باب زکاۃ الزروع، ج2، ص188)

سوال: کیا عشر واجب ہونے کے لئے سال گزرنا شرط ہے؟

جواب: عشر واجب ہونے کے لئے پورا سال گزرنا شرط نہیں بلکہ سال میں ایک ہی کھیت میں چند بار پیداوار ہوئی تو ہر بار عشر واجب ہے۔

(درمختار وردالمحتار، کتاب الزکوۃ، باب العشر، ج3، ص 313)

سوال: مختلف زمینوں کو سیراب کرنے کے لئے الگ الگ طریقے استعمال کئے جاتے ہیں، تو کیا ہر قسم کی زمین میں عشر (یعنی دسواں حصہ ہی) واجب ہوگا؟

جواب: اس سلسلے میں قاعدہ یہ ہے کہ

☆ جو کھیت بارش، نہر، نالے کے پانی سے (قیمت ادا کئے بغیر) سیراب کیا جائے، اس میں عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے۔

☆ جس کھیت کی آبپاشی ڈول (یا اپنے ٹیوب ویل) وغیرہ سے ہو، اس میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب ہے۔

☆ اگر (نہر یا ٹیوب ویل وغیرہ کا) پانی خرید کر آبپاشی کی ہو یعنی وہ پانی کسی کی ملکیت ہے اس سے خرید کر آبپاشی کی، جب بھی نصف عشر واجب ہے۔

☆ اگر وہ کھیت کچھ دنوں بارش کے پانی سے سیراب کر دیا جاتا ہے اور کچھ ڈول (یا اپنے ٹیوب ویل) وغیرہ سے، تو اگر اکثر بارش کے پانی سے کام لیا جاتا ہے اور کبھی کبھی ڈول (یا اپنے ٹیوب ویل) وغیرہ سے تو عشر واجب ہے ورنہ نصف عشر واجب ہے۔

(درمختار وردالمحتار، کتاب الزکوۃ، باب العشر، ج3، ص 316)

سوال: ٹھیکے پر دی جانے والی زمین کی پیداوار کا عشر کس پر ہوگا؟

جواب: اس عشر کی ادائیگی کاشتکار پر واجب ہوگی۔

(درمختار وردالمحتار، کتاب الزکوۃ، باب العشر، ج3، ص 314)

سوال: عشری زمین بٹائی پر دی تو عشر کس پر ہوگا؟

جواب: عشری زمین بٹائی پر دی تو عشر دونوں پر ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الزکوۃ، باب العشر، ج3، ص 327)

سوال: گھر یا قبرستان میں جو پیداوار ہو اس پر عشر ہوگا یا نہیں؟

جواب: گھر یا قبرستان میں جو پیداوار ہو، اس میں عشر واجب نہیں ہے۔

(درمختار، کتاب الزکوۃ، مطلب مھم فی حکم اراضی مصر والشام السلطانیۃ، ج3، ص320)

سوال: کیا عشر کل پیداوار سے ادا کیا جائے گا یا اخراجات وغیرہ نکال کر بقیہ پیداوار سے ادا کیا جائے گا؟

جواب: جس پیداوار میں عشر یا نصف عشر واجب ہو، اس میں کل پیداوار کا عشر یا نصف عشر لیا جائے گا۔ ایسا نہیں ہے کہ زراعت، ہل، بیل، حفاظت کرنے والے اور کام کرنے والوں کی اجرت یا بیج، کھاد اور ادویات وغیرہ کے اخراجات نکال کر باقی کا عشر یا نصف عشر دیا جائے۔

(درمختار، کتاب الزکوۃ، مطلب مھم فی حکم اراضی مصر والشام السلطانیۃ، ج3، ص317)

سوال: کیا عشر میں صرف پیداوار ہی دینی ہوگی یا اس کی قیمت بھی دی جاسکتی ہے؟

جواب: موجودہ فصل میں سے جس قدر غلہ یا پھل ہوں ان کا پورا عشر علیحدہ کرے یا اس کی پوری قیمت (بطورِ عشر) دے، دونوں طرح سے جائز ہے۔

(الفتاوی المصطفویۃ، ص298)

سوال: عشر کسے دیا جائے؟

جواب: عشر چونکہ کھیت کی پیداوار کی زکوۃ کا نام ہے، اس لئے جن کو زکوۃ دی جاسکتی ہے ان کو عشر بھی دیا جاسکتا ہے۔

(فتاوی خانیہ، فصل فی العشر، ج1، ص132)

صدقہ فطر

سوال: صدقہ فطر کسے کہتے ہیں؟

جواب: بعدِ رمضان نمازِ عید کی ادائیگی سے قبل دیا جانے والا صدقہ واجب، صدقہ فطر کہلاتا ہے۔

سوال: صدقہ فطر کس پر واجب ہے؟

جواب: صدقہ فطر ہر اس آزاد مسلمان پر واجب ہے جو مالکِ نصاب ہو اور اسکا نصاب حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو۔

(درمختار، کتاب الزکوۃ، باب صدقۃ الفطر، ج3، ص365)

سوال: مالکِ نصاب کس کس کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرے گا؟

جواب: مالکِ نصاب مَرد اپنی طرف سے، اپنے چھوٹے بچّوں کی طرف سے اور اگر کوئی مجنون (یعنی پاگل) اولاد ہے (چاہے پھر وہ پاگل اولاد بالغ ہی کیوں نہ ہو) تو اُس کی طرف سے بھی صدقہ فطر ادا کرے۔ہاں !اگر وہ بچّہ یا مجنون خود صاحِبِ نصاب ہے تو پھر اُس کے مال میں سے فِطرہ ادا کر دے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الزکاۃ، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، ج1، ص192)

سوال: صدقۂ فطر کے وجوب کا وقت کون سا ہے؟

جواب: عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہوتا ہے، لہٰذا جو شخص صبح ہونے سے پہلے مر گیا یا غنی تھا فقیر ہو گیا یا صبح طلوع ہونے کے بعد کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو واجب نہ ہوا اور اگر صبح طلوع ہونے کے بعد مرا یا صبح طلوع ہونے سے پہلے کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو واجب ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الزکاۃ، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، ج1، ص192)

سوال: زکوٰۃ اور صدقہ فطر کے واجب ہونے میں کیا فرق ہے؟

جواب: زکوٰۃ میں سال کا گزرنا، عاقل بالغ اور نصابِ نامی (یعنی اس میں

بڑھنے کی صلاحیت) ہونا شرط ہے جبکہ صدقہ فطر میں یہ شرائط نہیں ہیں۔ چنانچہ اگر گھر میں زائد سامان ہو تو مالِ نامی نہ ہونے کے باوجود اگر اس کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہے تو اس کے مالک پر صدقہ فطر واجب ہو جائے گا۔

(ماخوذ از درمختار، کتاب الزکوۃ، باب صدقۃ الفطر، ج3، ص207,214,265)

سوال: کیا صدقہ فطر میں بھی نیت کرنا اور مسلمان فقیر کو مال کا مالک کر دینا شرط ہے۔

جواب: جی ہاں! صدقہ فطر میں بھی نیت کرنا اور مسلمان فقیر کو مال کا مالک کر دینا شرط ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج3، ص380)

سوال: اگر باپ نہ ہو، تو کیا چھوٹے بچوں کا فطرانہ ماں پر واجب ہوگا؟

جواب: اگر باپ نہ ہو تو ماں پر اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب نہیں ہے۔ بلکہ باپ نہ ہو تو اس کی جگہ دادا پر اپنے یتیم پوتے، پوتی کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب ہے جبکہ یہ بچے مالدار نہ ہوں۔

(درمختار، کتاب الزکوۃ، باب صدقۃ الفطر، ج3، ص368)

سوال: اگر کسی نے رمضان کے روزے نہ رکھے ہوں، تو کیا وہ بھی صدقۂ فطر ادا کرے گا؟

جواب: صدقہ فطر واجب ہونے کے لئے روزہ رکھنا شرط نہیں، لہٰذا کسی عذر مثلاً سفر مرض، بڑھاپے یا معاذ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) بلا عذر روزے نہ رکھنے والا بھی فطرہ ادا کرے گا۔ (درمختار، کتاب الزکوۃ، باب صدقۃ الفطر، ج3، ص367)

سوال: اگر عید کی رات کو بچہ پیدا ہوا تو کیا اس کا فطرہ بھی دینا ہوگا؟

جواب: شبِ عید بچہ پیدا ہوا تو اس کا بھی فطرہ دینا ہوگا کیونکہ عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے، اور اگر بعد میں پیدا ہوا تو واجب نہیں۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الزکاۃ، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، ج1، ص192)

سوال:عید پر گھر میں مہمان آئے ,تو ان کا فطرہ کیا میزبان ادا کرے گا؟

جواب :عید پر آنے والے مہمانوں کا صدقہ فطر میزبان ادا نہیں کرے گا اگر مہمان صاحبِ نصاب ہیں تو اپنا فطرہ خود ادا کریں۔ (فتاوی رضویہ،ج10،ص296)

سوال :اگر بیوی نے شوہر کا فطرہ اس کی اجازت کے بغیر ادا کردیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :اگر بیوی نے شوہر کی اجازت کے بغیر اس کا فطرہ ادا کیا تو صدقہ فطر ادا نہیں ہوگا۔ جب کہ صراحۃً یا دلالۃً اجازت نہ ہو۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الزکاۃ، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، ج1، ص193)

سوال :اگر شوہر نے بیوی یا بالغ اولاد کی اجازت کے بغیر ان کا فطرہ ادا کردیا ,تو کیا حکم ہے؟

جواب :اگر شوہر نے بیوی یا بالغ اولاد کی اجازت کے بغیر ان کا فطرہ ادا کیا تو صدقہ فطر ادا ہو جائے گا بشرطیکہ وہ اس کے عیال میں ہو۔

(درمختار وردالمحتار، کتاب الزکوۃ،باب صدقۃ الفطر،ج3،ص370)

سوال:صدقۂ فطر کی مقدار کیا ہے؟

جواب :(1) گندم یا اس کا آٹا یا ستو نصف صاع (2) یا کھجور یا منقّٰی یا جَو یا اس کا آٹا یا ستو ایک صاع۔(3) ان چار چیزوں(یعنی گندم، جو، کھجور، منقی) کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہے، مثلاً چاول، جوار، باجرہ یا اور کوئی غلہ یا اور کوئی چیز دینا چاہے تو قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا یعنی وہ چیز آدھے صاع گیہوں (گندم) یا ایک صاع جَو کی قیمت کی ہو۔ (بہار شریعت ملخصاً، حصہ 5، ص939)

نوٹ :کلو کے اعتبار سے نصف صاع کی مقدار ایک کلو اور نو سو بیس گرام (یعنی دو کلو سے اسّی گرام کم) اور پورے صاع کی مقدار تین کلو اور آٹھ سو چالیس گرام (یعنی چار کلو سے ایک سو ساٹھ گرام کم) ہے۔

سوال: صدقۂ فطر کی ادائیگی کا بہتر وقت کون سا ہے؟

جواب: بہتر یہ ہے کہ عید کی صبح صادق ہونے کے بعد اور عیدگاہ جانے سے پہلے ادا کر دے۔ (درمختار وردالمحتار، کتاب الزکوۃ، باب صدقۃ الفطر، ج3، ص376)

سوال: صدقہ فطر عید سے پہلے رمضان میں ادا کر دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر عیدالفطر سے پہلے فطرہ ادا کریں تو جائز ہے، بلکہ اگر رمضان سے بھی پہلے ادا کر دیا تو جائز ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الزکاۃ، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، ج1، ص192،193)

سوال: صدقۂ فطر کے مصارف کیا ہیں؟

جواب: صدقہ فطر کے مصارِف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الزکاۃ، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، ج1، ص194)

لہذا جن کو زکوۃ دے سکتے ہیں، انہیں فطرہ بھی دے سکتے ہیں اور جنہیں زکوۃ نہیں دے سکتے، انہیں فطرہ بھی نہیں دے سکتے۔

کتاب الصوم

سوال: روزے کی شرعی تعریف کیا ہے؟

جواب: مسلمان کا بہ نیّت عبادت صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنے کو قصداً کھانے پینے جماع سے باز رکھنا شرعاً روزہ ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الصوم، الباب الأول، ج1، ص194)

سوال: روزے کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: روزے کی پانچ قسمیں ہیں: (1) فرض (2) واجب (3) نفل (4) مکروہِ تنزیہی (5) مکروہِ تحریمی۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الصوم، الباب الأول، ج1، ص194 ☆ درمختار وردالمحتار، کتاب الصوم، ج3، ص388 تا 392)

سوال: فرض روزے کون سے ہیں؟

جواب: اس کی دو قسمیں ہیں: (1) فرض معین جیسے ادائے رمضان (2) فرض غیر معین جیسے قضائے رمضان۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الصوم، الباب الأول، ج1، ص194)

سوال: واجب روزے کون سے ہیں؟

جواب: اس کی بھی دو قسمیں: (1) واجب معین جیسے نذر معین (2) واجب غیر معین جیسے نذر مطلق۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الصوم، الباب الأول، ج1، ص194)

سوال: نفل روزے کون سے ہیں؟

جواب: ☆ عاشورا یعنی دسویں محرم کا روزہ اور اس کے ساتھ نویں کا بھی ☆ ہر مہینے میں تیرھویں، چودھویں، پندرھویں ☆ عرفہ کا روزہ ☆ پیر اور جمعرات کا روزہ ☆ شش عید کے روزے صوم داود علیہ السلام، یعنی ایک دن روزہ ایک دن افطار۔ ان میں سے کچھ مسنون ہیں اور کچھ مستحب۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الصوم، الباب الأول، ج1، ص194)

سوال: مکروہ تنزیہی کون سے روزے ہیں؟

جواب: درج ذیل روزے مکروہ تنزیہی ہیں: ☆صرف ہفتہ کے دن روزہ رکھنا ☆نیروز ومہرگان کے دن روزہ ☆صومِ دہر (یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا ☆صومِ سکوت (یعنی ایسا روزہ جس میں کچھ بات نہ کرے) ☆صومِ وصال کہ روزہ رکھ کر افطار نہ کرے اور دوسرے دن پھر روزہ رکھے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الصوم، الباب الأول، ج 1، ص 194☆درمختار وردالمحتار، کتاب الصوم، ج3، ص388تا392)

سوال: مکروہ تحریمی کون سے روزے ہیں؟

جواب: عید اور ایامِ تشریق کے روزے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الصوم، الباب الأول، ج1، ص194)

نیت کا بیان

سوال: روزے کی نیت کب تک کر سکتے ہیں؟

جواب: ادائے روزہ رَمَضان اور نَذرِ مُعَیَّن اور نَفل کے روزوں کیلئے نِیَّت کا وَقت غُروبِ آفتاب کے بعد سے ضَحوہ کُبریٰ یعنی نِصفُ النَّہارِ شرعی سے پہلے پہلے تک ہے اِس پورے وَقت کے دَوران آپ جب بھی نِیَّت کرلیں گے یہ روزے ہوجائیں گے۔

(درمختار وردالمحتار، کتاب الصوم، ج3، ص392)

ادائے رَمَضان اور نَذرِ مُعَیَّن اور نَفل کے عِلاوہ باقی روزے مَثَلاً قضائے رَمَضان اور نَذرِ غیرمُعَیَّن اور نَفل کی قضاء (یعنی نَفلی روزہ رکھ کر توڑ دیا تھا اُس کی قضاء) اور نَذرِ مُعَیَّن کی قضاء اور کَفّارے کا روزہ اور تَمَتُّع کا روزہ اِن سب میں عَینِ صُبح چمکتے وَقت یا رات میں نِیَّت کرنا ضَروری ہے۔ (درمختار وردالمحتار، کتاب الصوم، ج3، ص392)

نوٹ: دِن میں وہ نِیَّت کام کی ہے کہ صُبحِ صادِق سے نِیَّت کرتے وَقت تک روزے کے خِلاف کوئی اَمر نہ پایا گیا ہو۔ البتّہ اگر صُبحِ صادِق کے بعد بُھول کر کھاپی لیا یا جِماع کرلیا تب بھی نِیَّت صحیح ہوجائے گی۔ کیوں کہ بُھول کر اگر کوئی ڈَٹ کر بھی کھاپی لے تو اِس سے روزہ نہیں جاتا۔

(ردالمحتار، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالایفسدہ، ج3، ص419)

سوال: روزے کی نیت کیسے کریں گے؟

جواب: نِیَّت دِل کے اِرادے کا نام ہے زَبان سے کہنا شرط نہیں، مگر زَبان سے کہہ لینا مُستَحَب ہے اگر رات میں روزہ رَمَضان کی نِیَّت کریں تو یُوں کہیں: نَوَیتُ اَنْ اَصُوْمَ غَدًا لِلّٰہِ تَعَالٰی مِنْ فَرْضِ رَمَضَان۔ ترجمہ: میں نے نِیَّت کی کہ اللہ عزّوجلّ کے لئے اِس رَمَضان کا فرض روزہ کل رکھوں گا۔

اگر دن میں نِیَّت کریں تو یُوں کہیں: نَوَیتُ اَنْ اَصُوْمَ ھٰذَا الْیَوْمَ لِلّٰہِ تَعَالٰی مِنْ فَرْضِ رَمَضَان۔ ترجمہ: میں نے نِیَّت کی کہ آج کے دن اللہ عزّوجلّ کے لئے اِس رَمَضان

کے اس دن کا فرض روزہ رکھوں گا۔ (جوہرہ نیرہ، کتاب الصوم، ص175)

سوال :اگر یُوں نیّت کی کہ کل کہیں دعوت ہوئی تَو روزہ نہیں اور نہ ہوئی تو روزہ ہے" تو کیا حکم ہے؟

جواب:اگر یُوں نیّت کی کہ " کل کہیں دعوت ہوئی تَو روزہ نہیں اور نہ ہوئی تو روزہ ہے"۔ یہ نیّت صحیح نہیں۔روزہ نہ ہوا۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الصوم، الباب الأول، ج1، ص195)

سوال:رات میں روزے کی نیت کرنے کے بعد کھاپی لیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:غُروبِ آفتاب کے بعد سے لیکر رات کے کسی وَقت میں بھی نیّت کی پھر اس کے بعد رات ہی میں کھایا پیا تو نیّت نہ ٹُوٹی ،وُہی پہلی ہی کافی ہے پھر سے نیّت کرنا ضَروری نہیں۔ (جوہرہ نیرہ، کتاب الصوم، ص175)

سوال:روزے توڑنے کی صرف نیت کرنے سے کیا روزہ ٹوٹ جائے گا؟

جواب :روزے کے دَوران توڑنے کی صِرف نیّت کر لینے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا جب تک توڑنے والی کوئی چیز نہ کرے۔ (جوہرہ نیرہ، کتاب الصوم، ص175)

یعنی صِرف یہ نیّت کرلی بس اب میں روزہ توڑ ڈالتا ہوں تو اسطرح اُس وَقت تک روزہ نہیں ٹوٹے گا جب تک حَلق کے نیچے کوئی چیز نہ اُتاریں گے یا کوئی ایسا فِعل نہ کر گزریں گے جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہو۔

سوال: کیا سحری کھانا نیت شمار ہوگا؟

جواب:سَحَری کھانا بھی نیّت ہی ہے۔خواہ ماہِ رَمَضان کے روزے کیلئے ہو یا کسی اور روزے کیلئے مگر جب سَحَری کھاتے وَقت یہ اِرادہ ہے کہ صُبح روزہ نہ رکھوں گا تو یہ سَحَری کھانا نیّت نہیں۔ (جوہرہ نیرہ، کتاب الصوم، ص176)

سوال : کیا رمضان کے شروع میں رمضان کے تمام روزوں کی اکٹھی نیت کی جاسکتی ہے؟

جواب: رَمَضانُ المبارَک کے ہر روزے کے لئے نئی نیّت ضَروری ہے۔ پہلی تاریخ یا کسی بھی اور تاریخ میں اگر پورے ماہِ رَمَضان کے روزے کی نیّت کر بھی لی تو یہ نیّت صِرف اُسی ایک دن کے حق میں ہے، باقی دِنوں کیلئے نہیں۔

(جوہرہ نیرہ، کتاب الصوم، ص176)

سوال: اگر کئی روزے قضا ہو گئے ہوں، تو نیت کیسے کی جائے گی؟

جواب: کئی روزے قَضاء ہوں تو نیّت میں یہ ہونا چاہیے کہ اُس رَمَضان کے پہلے روزے کی قَضاء، دوسرے کی قَضاء اور اگر کچھ اِس سال کے قَضاء ہو گئے کچھ پچھلے سال کے باقی ہیں تو یہ نیّت ہونی چاہئے کہ اِس رَمَضان کی قضاء اور اُس رَمَضان کی قضاء اور اگر دِن کو مُعیَّن نہ کیا، جب بھی ہو جائیں گے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الصوم، الباب الأول، ج1، ص196)

چاند کا بیان

سوال: کن مہینوں کا چاند دیکھنا ضروری ہے؟

جواب: پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا، واجب کفایہ ہے: (1) شعبان (2) رمضان (3) شوال (4) ذیقعدہ (5) ذی الحجہ۔

شعبان کا اس لیے کہ اگر رمضان کا چاند دیکھتے وقت اَبر یا غبار ہو تو یہ تیس پورے کر کے رمضان شروع کریں اور رمضان کا روزہ رکھنے کے لیے اور شوال کا روزہ ختم کرنے کے لیے اور ذیقعدہ کا ذی الحجہ کے لیے اور ذی الحجہ کا بقرعید کے لیے۔

(فتاوی رضویہ، ج10، ص449تا451)

سوال: رمضان کے روزے کب سے شروع کریں؟

جواب: شعبان کی انتیس کو شام کے وقت چاند دیکھیں دکھائی دے تو کل روزہ رکھیں، ورنہ شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کا مہینہ شروع کریں۔

(الفتاوی الھندیہ، کتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤیۃ الھلال، ج1، ص197)

سوال: کسی نے چاند دیکھا، مگر کسی وجہ سے اس کی گواہی رد کردی گئی، تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: کسی نے رمضان یا عید کا چاند دیکھا مگر اس کی گواہی کسی وجہ شرعی سے رد کردی گئی مثلاً فاسق ہے یا عید کا چاند اس نے تنہا دیکھا تو اُسے حکم ہے کہ روزہ رکھے، اگرچہ اپنے آپ عید کا چاند دیکھ لیا ہے اور اس روزہ کو توڑنا جائز نہیں، مگر توڑے گا تو کفارہ لازم نہیں اور اس صورت میں اگر رمضان کا چاند تھا اور اُس نے اپنے حسابوں تیس روزے پورے کیے، مگر عید کے چاند کے وقت پھر اَبر یا غبار ہے تو اُسے بھی ایک دن اور رکھنے کا حکم ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الصوم، ج3، ص404)

سوال: چاند ہونے یا نہ ہونے میں علمِ ہیئت کا اعتبار ہے یا نہیں؟

جواب: جو شخص علم ہیئت جانتا ہے، اُس کا اپنے علم ہیئت کے ذریعہ سے کہہ دینا

کہ آج چاند ہوا یا نہیں ہوا کوئی چیز نہیں اگرچہ وہ عادل ہو، اگرچہ کئی شخص ایسا کہتے ہوں کہ شرع میں چاند دیکھنے یا گواہی سے ثبوت کا اعتبار ہے۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤية الهلال، ج1، ص197)

سوال: بادلوں کی صورت میں رمضان کے چاند کے ثبوت کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

جواب: اَبر اور غبار میں رمضان کا ثبوت ایک مسلمان عاقل بالغ، مستور یا عادل شخص سے ہو جاتا ہے، وہ مرد ہو خواہ عورت، آزاد ہو یا باندی غلام یا اس پر تہمت زنا کی حد ماری گئی ہو، جب کہ توبہ کر چکا ہے۔ (بہار شریعت،حصہ5،ص975)

سوال: عادل اور مستور کے کیا معنی ہیں؟

جواب: عادل ہونے کے معنے یہ ہیں کہ کم سے کم متقی ہو یعنی کبائر گناہ سے بچتا ہو اور صغیرہ پر اصرار نہ کرتا ہو اور ایسا کام نہ کرتا ہو جو مروت کے خلاف ہو مثلاً بازار میں کھانا وغیرہ۔

اور مستور یعنی جس کا ظاہر حال مطابق شرع ہے، مگر باطن کا حال معلوم نہیں، اُس کی گواہی بھی غیرِ رمضان میں قابلِ قبول نہیں۔

(الدر المختار ورد المحتار، كتاب الصوم، مبحث فی صوم يوم الشك، ج3، ص406)

سوال: جس عادل شخص نے چاند دیکھا، کیا اس کے لیے گواہی دینا ضروری ہے؟

جواب: جس شخص عادل نے رمضان کا چاند دیکھا، اُس پر واجب ہے کہ اسی رات میں شہادت ادا کر دے، یہاں تک کہ اگر لونڈی یا پردہ نشین عورت نے چاند دیکھا تو اس پر گواہی دینے کے لیے اسی رات میں جانا واجب ہے۔ عورت کو گواہی کے لیے جانا واجب، اس کے لیے شوہر سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں، مگر یہ حکم اُس وقت ہے جب اُس کی گواہی پر ثبوت موقوف ہو کہ بے اُس کی گواہی کے کام نہ چلے ورنہ کیا ضرورت۔

(الدر المختار، كتاب الصوم، ج3، ص406)

سوال: کیا گواہی دینے والے سے تفتیشی سوالات کرنا لازم ہے؟

جواب: جس کے پاس رمضان کے چاند کی شہادت گزری، اُسے یہ ضرور نہیں کہ گواہ سے دریافت کرے تم نے کہاں سے دیکھا اور وہ کس طرف تھا اور کتنے اونچے پر تھا وغیرہ وغیرہ۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤیۃ الھلال، ج1، ص197)

مگر جب کہ اس کا بیان مشتبہ ہو تو سوالات کرے خصوصاً عید میں کہ لوگ خواہ مخواہ اس کا چاند دیکھ لیتے ہیں۔ (بہار شریعت، حصہ5، ص976)

سوال: مطلع صاف ہو تو رمضان کے چاند کے ثبوت کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

جواب: اگر مطلع صاف ہو تو جب تک بہت سے لوگ شہادت نہ دیں چاند کا ثبوت نہیں ہوسکتا، رہا یہ کہ اس کے لیے کتنے لوگ چاہئیں یہ قاضی کے متعلق ہے، جتنے گواہوں سے اُسے غالب گمان ہو جائے حکم دیدے گا، مگر جب کہ بیرونِ شہر یا بلند جگہ سے چاند دیکھنا بیان کرتا ہے تو ایک مستور کا قول بھی رمضان کے چاند میں قبول کرلیا جائے گا۔

(الدر المختار، کتاب الصوم، ج3، ص409)

سوال: اگر لوگ کہیں سے آکر چاند ہونے کی خبر دیں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کچھ لوگ آکر یہ کہیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا، بلکہ اگر شہادت بھی دیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا، بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں فلاں نے دیکھا، بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں جگہ کے قاضی نے روزہ یا افطار کے لیے لوگوں سے کہا یہ سب طریقے ناکافی ہیں۔ (الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصوم، ج3، ص413)

سوال: اگر مطلع صاف نہ ہو تو رمضان کے علاوہ کے چاند کے ثبوت کے کتنے گواہ درکار ہیں؟

جواب: مطلع ناصاف ہے تو علاوہ رمضان کے شوال و ذی الحجہ بلکہ تمام مہینوں کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں اور سب عادل ہوں اور آزاد ہوں اور ان میں کسی پر تہمت زنا کی حد نہ قائم کی گئی ہو، اگرچہ توبہ کر چکا ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ گواہ گواہی

دیتے وقت یہ لفظ کہے میں گواہی دیتا ہوں۔ (بہار شریعت،حصہ5،ص978)

سوال: تنہا امام یا قاضی نے عید کا چاند دیکھا، تو کیا یہ عید کا حکم دے سکتے ہیں؟

جواب: تنہا امام یا قاضی نے عید کا چاند دیکھا تو انھیں عید کرنا یا عید کا حکم دینا جائز نہیں۔ (الدرالمختار، کتاب الصوم، ج3، ص408)

سوال: اگر دن میں چاند نظر آجائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: دن میں ہلال دکھائی دیا زوال سے پہلے یا بعد، بہر حال وہ آئندہ رات کا قرار دیا جائے گا یعنی اب جو رات آئے گی اس سے مہینہ شروع ہوگا تو اگر تیسویں رمضان کے دن میں دیکھا تو یہ دن رمضان ہی کا ہے شوال کا نہیں اور روزہ پورا کرنا فرض ہے اور اگر شعبان کی تیسویں تاریخ کے دن میں دیکھا تو یہ دن شعبان کا ہے رمضان کا نہیں لہٰذا آج کا روزہ فرض نہیں۔

(الدرالمختارو ردالمحتار، کتاب الصوم، مطلب في اختلاف المطالع، ج3، ص417)

سوال: ایک جگہ چاند دیکھا گیا، وہ صرف وہیں کے لیے ہے یا ہر جگہ کے لیے؟

جواب: ایک جگہ چاند ہوا تو وہ صرف وہیں کے لیے نہیں، بلکہ تمام جہان کے لیے ہے۔ مگر دوسری جگہ کے لیے اس کا حکم اُس وقت ہے کہ اُن کے نزدیک اُس دن تاریخ میں چاند ہونا شرعی ثبوت سے ثابت ہو جائے یعنی دیکھنے کی گواہی یا قاضی کے حکم کی شہادت گزرے یا متعدد جماعتیں وہاں سے آکر خبر دیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا ہے اور وہاں لوگوں نے روزہ رکھا یا عید کی ہے۔ (الدرالمختار، کتاب الصوم، ج3، ص417)

سوال: چاند کے ثبوت میں کون سے طریقے نامعتبر ہیں؟

جواب: تار یا ٹیلیفون سے رویت ہلال نہیں ثابت ہو سکتی، نہ بازاری افواہ اور جنتریوں اور اخباروں میں چھپا ہونا کوئی ثبوت ہے۔ آج کل عموماً دیکھا جاتا ہے کہ انتیس رمضان کو بکثرت ایک جگہ سے دوسری جگہ تار بھیجے جاتے ہیں کہ چاند ہوا یا نہیں، اگر کہیں

سے تارآ گیا بس لو عید آ گئی یہ محض ناجائز و حرام ہے۔ (بہار شریعت، حصہ5، ص980)

سوال: چاند دیکھ کر اس کی طرف اشارے کرنا کیسا؟

جواب: ہلال دیکھ کر اُس کی طرف انگلی سے اشارہ کرنا مکروہ ہے، اگرچہ دوسرے کو بتانے کے لیے ہو۔

(ردالمحتار، کتاب الصوم، مطلب فی اختلاف المطالع، ج3، ص419)

مفسداتِ روزہ

سوال: روزے کو توڑنے والی چیزیں کون سی ہیں؟

جواب: روزہ توڑنے والی چیزوں میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

(1) کھانے، پینے یا ہمبستری کرنے سے روزہ جاتا رہتا ہے جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو۔ (بہار شریعت، حصہ5، ص985)

(2) حُقّہ، سِگار، سگریٹ وغیرہ پینے سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے۔ اگرچہ اپنے خیال میں حَلْق تک دُھواں نہ پہنچتا ہو۔ (بہار شریعت، حصہ5، ص986)

(3) پان یا صِرف تمباکو کھانے سے بھی روزہ جاتا رہے گا اگرچہ آپ بار بار اس کی پِیک تُھوکتے رہیں۔ کیوں کہ حَلْق میں اُس کے باریک اَجزاء ضَرور پہنچتے ہیں۔ (بہار شریعت، حصہ5، ص986)

(4) شَکر وغیرہ ایسی چیزیں جو مُنہ میں رکھنے سے گُھل جاتی ہیں مُنہ میں رکھی اور تُھوک نِگل گئے روزہ جاتا رہا۔ (بہار شریعت، حصہ5، ص986)

(5) دانتوں کے دَرمیان کوئی چیز چَنے کے برابر یا زیادہ تھی اُسے کھا گئے یا کم ہی تھی مگر مُنہ سے نِکال کر پھر کھالی تو روزہ ٹُوٹ گیا۔ (دُرِّ مُختار، کتاب الصوم، ج3، ص422)

(6) دانتوں سے خُون نِکل کر حَلْق سے نیچے اُترا اور خُون تُھوک سے زیادہ یا برابر یا کم تھا مگر اِس کا مزا حَلْق میں مَحسوس ہوا تو روزہ جاتا رہا اور اگر کم تھا اور مزہ بھی حَلْق میں مَحسوس نہ ہوا تو روزہ نہ گیا۔ (دُرِّ مُختار، کتاب الصوم، ج3، ص422)

(7) روزہ یاد رہنے کے باوُجُود حُقنہ لیا۔ یا ناک کے نَتھنوں سے دوائی چڑھائی روزہ جاتا رہا۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج1، ص204)

(8) کُلّی کررہے تھے بِلا قصد پانی حَلْق سے اُتر گیا یا ناک میں پانی چڑھایا اور دِماغ کو چڑھ گیا روزہ جاتا رہا مگر جبکہ روزہ دار ہونا بُھول گیا ہو تو نہ ٹُوٹے گا اگرچہ قَصداً

ہو۔یُوں ہی روزے دار کی طرف کسی نے کوئی چیز پھینکی وہ اُس کے حَلْق میں چلی گئی تو روزہ جاتا رہا۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج1، ص202)

(9) سوتے میں (یعنی نیند کی حالت میں) پانی پی لیا یا کچھ کھالیا، یا مُنہ کُھلا تھا، پانی کا قطرہ یا بارِش کا اَوْلا حَلْق میں چلا گیا تو روزہ جاتا رہا۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج1، ص202)

(10) دُوسرے کا تھوک نِگل لیا یا اپنا ہی تھوک ہاتھ میں لے کر نِگل لیا تو روزہ جاتا رہا۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج1، ص203)

نوٹ: جب تک تھوک یا بَلْغَم مُنہ کے اندر موجود ہو اُسے نِگل جانے سے روزہ نہیں جاتا، بار بار تھوکتے رہنا ضَروری نہیں۔

(11) آنسو مُنہ میں چلا گیا اور آپ اُسے نِگل گئے۔اگر قطرہ دو قطرہ ہے تو روزہ نہ گیا اور زیادہ تھا کہ اُس کی نمکینی پورے مُنہ میں مَحسوس ہوئی تو جاتا رہا۔ پسینہ کا بھی یہی حُکم ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج1، ص203)

(12) فُضلے کا مَقام باہَر نِکل آیا تو حُکم یہ ہے کہ خُوب اچھی طرح کسی کپڑے وغیرہ سے پُونچھ کر اُٹھیں تاکہ تَری باقی نہ رہے۔اگر کچھ پانی اُس پر باقی تھا اور کھڑے ہوگئے جس کی وجہ سے پانی اندر چلا گیا تو روزہ فاسِد ہوگیا۔ اِسی وجہ سے فُقہائے کِرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تعالٰی فرماتے ہیں کہ روزہ دار اِستِنجاء کرنے میں سانس نہ لے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج1، ص204)

سوال: روزہ میں قے ہونے سے کب روزے ٹوٹے گا؟

جواب: اگر روزہ یاد ہونے کے باوُجُود قَصداً (یعنی جان بُوجھ کر) قے کی اور اگر وہ مُنہ بھر ہے تو اب روزہ ٹُوٹ جائے گا، بشرطیکہ قے کھانے، پانی، صفراء (کڑوے پانی) یا خون کی ہو۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج1، ص204)

یاد رہے کہ

☆ روزہ میں خود بخود کتنی ہی قے (اُلٹی) ہو جائے (خواہ بالٹی ہی کیوں نہ بھر جائے) اِس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

☆ قصداً مُنہ بھر ہونے والی قے سے بھی اِس صُورت میں روزہ ٹوٹے گا جبکہ قے میں کھانا یا (پانی) یا صَفرا ء (یعنی کڑوا پانی) یا خُون آئے۔ اگر قے میں صِرف بَلْغَم نِکلا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

☆ قصداً قے کی مگر تھوڑی سی آئی، مُنہ بھر نہ آئی تو اب بھی روزہ نہ ٹوٹا۔

☆ مُنہ بھر سے کم قے ہوئی اور مُنہ ہی سے دوبارہ لوٹ گئی یا خُود ہی لَوٹا دی، ان دونوں صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

☆ مُنہ بھر قے بِلا اِختیار ہوگئی تو روزہ تو نہ ٹوٹا البتّہ اگر اِس میں سے ایک چنے کے برابر بھی واپَس لوٹا دی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اور ایک چنے سے کم ہو تو روزہ نہ ٹوٹا۔

(الدرالمختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لایفسدہ، ج3، ص450)

سوال: منہ بھر قے کی تعریف کیا ہے؟

جواب: مُنہ بھر قے کے مَعنٰی یہ ہیں، اِسے بِلا تکلُّف نہ روکا جاسکے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطھارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الخامس، ج1، ص11)

روزہ نہ توڑنے والی چیزیں

سوال: بعض وہ چیزیں بھی بیان کر دیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

جواب: درج ذیل صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا:

(1) بُھول کر کھایا، پیا یا جماع کیا روزہ فاسِد نہ ہوا، خواہ وہ روزہ فَرض ہو یا نَفْل۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج3، ص419)

(2) روزہ یاد ہونے کے باوُجود بھی مکّھی یا غُبار یا دُھواں حَلْق میں چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ خواہ غُبار آٹے کا ہو جو چَکّی پیسنے یا آٹا چھاننے میں اُڑتا ہے یا غَلّہ کا غُبار ہو یا ہَوا سے خاک اُڑی یا جانوروں کے کُھر یا ٹاپ سے۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج3، ص420)

(3) اگر بتّی سُلگ رہی ہے اور اُس کا دُھواں ناک میں گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ ہاں اگر لُوبان یا اگر بتّی سُلگ رہی ہو اور روزہ یاد ہونے کے باوُجُود مُنہ قریب لے جا کر اُس کا دُھواں ناک سے کھینچا تو روزہ فاسِد ہو جائیگا۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج3، ص420)

(4) پچھنے (حجامہ) لگوائے یا تیل یا سُرمہ لگایا تو روزہ نہ گیا اگرچہ تیل یا سُرمہ کا مزہ حَلْق میں محسوس ہوتا ہو بلکہ تُھوک میں سُرمہ کا رنگ بھی دکھائی دیتا ہو جب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصوم، ص179)

(5) غُسل کیا اور پانی کی خنکی (یعنی ٹھنڈک) اندر محسوس ہوئی جب بھی روزہ نہیں ٹوٹا۔ (الدرالمختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج3، ص421)

(6) کُلّی کی اور پانی بالکل پھینک دیا صِرف کچھ تَری مُنہ میں باقی رہ گئی تھی تُھوک کے ساتھ اِسے نِگل لیا، روزہ نہیں ٹوٹا۔

(الدرالمختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج3، ص421)

(7) دوا کوٹی اور حَلْق میں اِس کا مزہ محسوس ہوا روزہ نہیں ٹوٹا۔

(الدرالمختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج3،ص 421)

(8) کان میں پانی چلا گیا جب بھی روزہ نہیں ٹوٹا۔ بلکہ خود پانی ڈالا جب بھی نہ ٹوٹا۔ (الدرالمختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج3،ص 421)

(9) دانت یا مُنہ میں خَفِیف (یعنی معمولی) چیز بے معلوم سی رہ گئی کہ لُعاب کیساتھ خود ہی اُتر جائے گی اور وہ اُتر گئی، روزہ نہیں ٹوٹا۔

(الدرالمختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج3،ص 421)

(10) دانتوں سے خُون نِکل کر حَلْق تک پہُنچا مگر حَلْق سے نیچے نہ اُترا تو روزہ نہ گیا۔ (الدرالمختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج3،ص 421)

(11) مَکھی حَلْق میں چلی گئی روزہ نہ گیا اور قَصْداً (یعنی جان بوجھ کر) نِگلی تو چلا گیا۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج1، ص203)

(12) بُھولے سے کھانا کھا رہے تھے، یاد آتے ہی لُقمہ پھینک دیا یا پانی پی رہے تھے یاد آتے ہی مُنہ کا پانی پھینک دیا تو روزہ نہ گیا۔ اگر مُنہ میں کا لُقمہ یا پانی یاد آنے کے باوُجُود نِگل گئے تو روزہ گیا۔

(الدرالمختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج3،ص 424)

(13) صُبح صادِق سے پہلے کھا پی رہے تھے اور صُبح ہوتے ہی (یعنی سَحَری کا وَقت خَتم ہوتے ہی) مُنہ میں کا سب کچھ اُگل دیا تو روزہ نہ گیا، اور اگر نِگل لیا تو جاتا رہا۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج1، ص203)

(14) غیبت کی تو روزہ نہ گیا۔

(الدرالمختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج3،ص 428)

اگرچہ غیبت سخت کبیرہ گناہ ہے۔ غیبت کی وجہ سے روزہ کی نورانیت جاتی رہتی ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ 5،ص 984)

(15) جَنابَت (یعنی غُسل فَرض ہونے) کی حالت میں صُبح کی بلکہ اگرچہ

سارے دِن جُنُب (یعنی بے غُسل) رہا روزہ نہ گیا۔

(الدرالمختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج3،ص428)

مگر اتنی دیر تک قَصْداً (یعنی جان بُوجھ کر) غُسل نہ کرنا کہ نَماز قضاء ہو جائے گُناہ وحرام ہے۔ حدیثِ شریف میں فرمایا، جس گھر میں جُنُب ہو اُس میں رَحمت کے فِرِشتے نہیں آتے۔ (بہارِ شریعت حصّہ 5،ص984)

(16) تُھوک یا بَلْغَم مُنہ میں آیا پھر اُسے نِگل گئے تَو روزہ نہ گیا۔

سوال: کسی روزہ دار کو بھول کر کھاتا پیتا دیکھیں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: کسی روزہ دار کو اِن اَفعال میں دیکھیں تَو یاد دِلانا واجِب ہے۔ ہاں اگر روزہ دار بَہُت ہی کمزور ہو کہ یاد دِلانے پر وہ کھانا چھوڑ دے گا جس کی وجہ سے کمزوری اِتنی بڑھ جائے گی کہ اِس کیلئے روزہ رکھنا ہی دُشوار ہو جائے گا اور اگر کھالے گا تَو روزہ بھی اچھی طرح پُورا کر لے گا اور دیگر عِبادتیں بھی بَخُوبی ادا کر سکے گا (اور چُونکہ بُھول کر کھا پی رہا ہے اِس لئے اِس کا روزہ تَو ہو ہی جائے گا) لِہٰذا اِس صُورت میں یاد نہ دِلانا ہی بہتر ہے۔ بَعض مَشائخِ کِرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں": جوان کو دیکھے تو یاد دِلا دے اور بُوڑھے کو دیکھے تَو یاد نہ دِلانے میں حَرَج نہیں۔" مگر یہ حُکم اکثر کے لحاظ سے ہے کیونکہ جوان اکثر قَوی (یعنی طاقتور) ہوتے ہیں اور بوڑھے اکثر کمزور۔ چُنانچِہ اَصل حُکم یِہی ہے کہ جوانی اور بڑھاپے کو کوئی دَخل نہیں، بلکہ قوّت وضُعف (یعنی طاقت اور کمزوری) کا لحاظ ہے لِہٰذا اگر جوان اِس قَدَر کمزور ہو تَو یاد نہ دِلانے میں حَرَج نہیں اور بوڑھا قَوی (یعنی طاقتور) ہو تو یاد دِلانا واجِب ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج3،ص420)

وہ صورتیں جن میں صرف قضا لازم ہوتی ہے

سوال: روزہ توڑنے کی کن صورتوں میں صرف قضا لازم ہوگی؟

جواب: درج ذیل صورتوں میں صرف قضا لازم ہوگی:

(1) یہ گمان تھا کہ صبح نہیں ہوئی اور کھایا، پیا یا، جماع کیا بعد کو معلوم ہوا کہ صبح ہوچکی تھی تو روزہ نہ ہوا، اِس روزہ کی قضاء کرنا ضروری ہے یعنی اِس روزہ کے بدلے میں ایک روزہ رکھنا ہوگا۔

(الدرالمختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج3، ص430)

(2) کھانے پر سخت مجبور کیا گیا یعنی اِکراہِ شرعی پایا گیا۔اب چونکہ مجبوری ہے، لہٰذا خواہ اپنے ہاتھ سے ہی کھایا ہو صرف قضاء لازِم ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج3، ص430)

روزہ توڑنے پر اکراہ شرعی کا مطلب یہ ہے کہ کوئی قتل یا عُضو کاٹ ڈالنے یا شدید مارلگانے کی صحیح دھمکی دے کر کہے کہ روزہ توڑ ڈال، اگر روزہ دار یہ سمجھے کہ دھمکی دینے والا جو کچھ کہہ رہا ہے وہ کر گزرے گا۔تو ایسی صورت میں روزہ توڑ ڈالنے کی رخصت ہے مگر بعد میں اِس روزہ کی قضا لازِمی ہے۔

(3) بھول کر کھایا، پیا یا جماع کیا تھا یا نظر کرنے سے اِنزال ہوا تھا یا اِحتِلام ہوا یا قے ہوئی اوران سب صُورَتوں میں یہ گمان کیا کہ روزہ جاتا رہا۔اب قَصْداً کھالیا تو صِرف قضاء فَرض ہے۔(الدرالمختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج3، ص431)

(4) روزہ کی حالت میں ناک میں دَوا چڑھائی تو روزہ ٹوٹ گیا اور اِس کی قضاء لازِم ہے۔ (دُرِّ مُختار ج3،ص376)

(5) پتھر، کنکر، (ایسی) مٹی (جو عادتاً نہ کھائی جاتی ہو) رُوئی، گھاس، کاغذ وغیرہ ایسی چیزیں کھائیں جن سے لوگ گھن کرتے ہوں۔اِن سے بھی روزہ تو ٹوٹ گیا مگر صِرف قضاء کرنا ہوگا۔ (دُرِّ مُختار ج3،ص377)

(6) بارِش کا پانی یا اَوْلا حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا اور قضاء لازِم ہے۔

(دُرِّ مُختار ج3،ص378)

(7) بہُت سارا پسینہ یا آنسو نِگل لیا تو روزہ ٹوٹ گیا، قضاء کرنا ہوگا۔

(دُرِّ مُختار ج3،ص378)

(8) گمان کیا کہ ابھی تو رات باقی ہے، سَحَری کھاتے رہے اور بعد میں پتا چلا کہ سَحَری کا وَقْت خَتْم ہو چُکا تھا۔ اِس صُورت میں بھی روزہ گیا اور قضاء کرنا ہوگا۔

(دُرِّ مُختار ج3،ص380)

(9) اِسی طرح گمان کر کے کہ سُورج غُروب ہو چُکا ہے۔ کھا پی لیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ سورج نہیں ڈوبا تھا جب بھی روزہ ٹوٹ گیا اور قضاء کریں۔

(دُرِّ مُختار ج3،ص380)

(10) اگر غُروبِ آفتاب سے پہلے ہی سائرن کی آواز گُونج اُٹھی یا اذانِ مَغرِب شُروع ہوگئی اور آپ نے روزہ اِفْطَار کرلیا۔ اور پھر بعد میں معلوم ہوا کہ سائرن یا اذان تو وَقْت سے پہلے ہی شُروع ہوگئے تھے۔ اِس میں آپ کا قُصُور ہو یا نہ ہو بہر حال روزہ ٹوٹ گیا اِسے قضاء کرنا ہوگا۔ (دُرِّ مُختار ج3،ص383)

(11) وُضو کر رہے تھے پانی ناک میں ڈالا اور دِماغ تک چڑھ گیا یا حَلْق کے نیچے اُتر گیا، روزہ دار ہونا یاد تھا تو روزہ ٹوٹ گیا اور قضاء لازِم ہے۔ ہاں اگر اُس وَقْت روزہ دار ہونا یاد نہیں تھا تو روزہ نہ گیا۔ (عالمگیری ج1،ص202)

کفارے کے احکام

سوال: روزہ توڑنے کا کفارہ کیا ہے؟

جواب: روزہ توڑنے کا کَفّارہ یہ ہے کہ مُمکِن ہو تو ایک باندی یا غُلام آزاد کرے اور یہ نہ کر سکے مَثَلاً اِس کے پاس نہ لونڈی، غُلام ہے نہ اتنا مال کہ خرید سکے، یا مال تَو ہے مگر غُلام مُیَسَّر نہیں، جیسا کہ آج کل لونڈی غُلام نہیں ملتے۔ تَو اب پَے دَر پَے ساٹھ روزے رکھے۔ یہ بھی اگر ممکِن نہ ہو تو ساٹھ مِسکینوں کو پیٹ بھر کر دونوں وَقت کھانا کھِلائے یہ ضروری ہے کہ جس کو ایک وقت کھلایا دوسرے وقت بھی اُسی کو کھلائے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ساٹھ مساکین کو ایک ایک صَدَقۂ فِطر یعنی ایک کلو 920 گرام گیہوں یا اُس کی رقم کا مالک کر دیا جائے۔ ایک ہی مسکین کو اکٹھے ساٹھ صَدَقۂ فِطر نہیں دے سکتے۔ ہاں یہ کر سکتے ہیں کہ ایک ہی کو ساٹھ دن تک روزانہ ایک ایک صَدَقۂ فِطر دیں۔ رَوزوں کی صُورت میں (دَورانِ کَفّارہ) اگر درمیان میں ایک دِن کا بھی روزہ چُھوٹ گیا تو پھر نئے سرے سے ساٹھ روزے رکھنے ہوں گے، پہلے کے روزے شامِلِ حِساب نہ ہوں گے اگرچہ اُنسٹھ رکھ چُکا تھا۔ چاہے بیماری وغیرہ کسی بھی عُذر کے سَبَب چُھوٹا ہو۔ ہاں عورت کو اگر حَیض آ جائے تو حَیض کی وجہ سے جتنے ناغے ہوئے، یہ ناغے شُمار نہیں کئے جائیں گے۔ یعنی پہلے کے روزے اور حَیض کے بعد والے دونوں مِل کر ساٹھ ہو جانے سے کَفّارہ ادا ہو جائے گا۔

(ردالمحتار تلخیصاً، ج3،ص390)

سوال: کفارے کے کچھ احکام بیان کر دیں۔

جواب: کفارے کے کچھ احکام درج ذیل ہیں:

(1) رَمَضانُ الْمُبارَک میں کسی عاقِل بالِغ مُقیم (یعنی جو مُسافِر نہ ہو) نے ادائے روزہ رَمَضان کی نِیَّت سے روزہ رکھا اور بغیر کِسی صحیح مجبوری کے جان بُوجھ کر جماع کیا یا کروایا، یا کوئی بھی چیز لَذَّت کیلئے کھائی یا پی تو روزہ ٹوٹ گیا اور اِس کی قضاء اور کَفّارہ دونوں لازم ہیں۔ (رَدُّالْمُحتار ج3،ص388)

(2) جس جگہ روزہ توڑنے سے کفّارہ لازِم آتا ہے، اُس میں شرط یہ ہے کہ رات ہی سے روزۂ رَمَضانُ المُبارَک کی نیّت کی ہو۔ اگر دِن میں نیّت کی اور توڑ دیا تو کفّارہ لازِم نہیں۔ صرف قضاء کافی ہے۔ (الجوہرۃ النیرۃ، ج1، ص180)

(3) اِحتِلام ہوا اور اسے معلوم بھی تھا کہ روزہ نہ گیا اِس کے باوُجُود کھالیا تو کفّارہ لازِم ہے۔ (رَدُّالْمُحتار، ج3، ص375)

(4) اپنا لُعاب تُھوک کر چاٹ لیا۔ یا دُوسرے کا تُھوک نِگل لیا تو کفّارہ نہیں مگر محبوب کا لذّت یا مُعَظّمِ دینی (یعنی بُزُرگ) کا تبرُّک کے طور پر تُھوک نِگل لیا تو کفّارہ لازِم ہے۔ (عالمگیری ج1، ص203)

(5) خَربُوزہ یا تَربُوز کا چِھلکا کھایا۔ اگر خشک ہو یا ایسا ہو کہ لوگ اِس کے کھانے سے گِھن کرتے ہوں، تو کفّارہ نہیں، ورنہ ہے۔ (عالمگیری ج1، ص202)

(6) کچّے چاول، باجرہ، مَسُور، مُونگ کھائی تو کفّارہ لازِم نہیں، یہی حُکم کچّے جَو کا ہے اور بُھنے ہوئے ہوں تو کفّارہ لازِم۔ (عالمگیری ج1، ص202)

(7) سَحَری کا نِوالہ مُنہ میں تھا کہ صُبحِ صادِق کا وَقت ہوگیا، یا بُھول کر کھا رہے تھے، نِوالہ مُنہ میں تھا کہ یاد آ گیا، پھر بھی نِگل لیا تو اِن دونوں صُورتوں میں کفّارہ واجِب اور اگر نِوالہ مُنہ سے نِکال کر پھر کھالیا ہو تو صِرف قضاء واجِب ہوگی کفّارہ نہیں۔ (عالمگیری ج1، ص203)

(8) اگر دو روزے توڑے تو دونوں کیلئے دو کفّارے دے اگرچہ پہلے کا ابھی کفّارہ ادا نہ کیا تھا جبکہ دونوں دو رَمَضان کے ہوں اور اگر دونوں روزے ایک ہی رَمَضان کے ہوں اور پہلے کا کفّارہ نہ ادا کیا ہو تو ایک ہی کفّارہ دونوں کیلئے کافی ہے۔ (جوہرہ نیرہ، ج1، ص182)

(9) کفّارہ لازِم ہونے کے لئے یہ بھی ضَروری ہے کہ روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسا اَمر واقع نہ ہوا: جو روزہ کے مُنافی ہے یا بِغیر اختیار ایسا اَمر نہ پایا گیا ہو جس کی وجہ سے

روزہ توڑنے کی رخصت ہوتی مثلاً عورت کو اس دن حیض یا نفاس آ گیا یا روزہ توڑنے کے بعد اسی دن میں ایسا بیمار ہوا جس میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو کفّارہ ساقِط ہے اور سفر سے ساقِط نہ ہوگا کہ یہ اختیاری اَمر ہے۔ (جوہرہ،نیرہ،ج1،ص181)

(10) جن صورتوں میں روزہ توڑنے پر کفّارہ لازِم نہیں ان میں شرط ہے کہ ایک بار ایسا ہوا ہو اور معصیّت (یعنی نافرمانی) کا قصد (ارادہ) نہ کیا ہو ورنہ ان میں کفّارہ دینا ہوگا۔ (درمختار وردالمحتار،ج3،ص440)

مکروھات روزہ

سوال: روزے کے مکروہات بیان کر دیں؟

جواب: روزے کے درج ذیل مکروہات ہیں:

(1) جھوٹ، چغلی، غیبت، گالی دینا، بیہودہ بات، کسی کو تکلیف دینا کہ یہ چیزیں ویسے بھی ناجائز و حرام ہیں روزہ میں اور زیادہ حرام اور ان کی وجہ سے روزہ میں کراہت آتی ہے۔ (بہار شریعت، ج1، حصہ5، ص996)

(2) روزہ دار کو بلا عذر کسی چیز کا چکھنا یا چبانا مکروہ ہے۔ چکھنے کے لیے عذر یہ ہے کہ مثلاً عورت کا شوہر یا باندی غلام کا آقا بد مزاج ہے کہ نمک کم و بیش ہوگا تو اس کی ناراضی کا باعث ہوگا اس وجہ سے چکھنے میں حرج نہیں، چبانے کے لیے یہ عذر ہے کہ اتنا چھوٹا بچہ ہے کہ روٹی نہیں کھا سکتا اور کوئی نرم غذا نہیں جو اُسے کھلائی جائے، نہ حیض و نفاس والی یا کوئی اور بے روزہ ایسا ہے جو اُسے چبا کر دیدے، تو بچہ کے کھلانے کے لیے روٹی وغیرہ چبانا مکروہ نہیں۔ (درمختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج3، ص453)

نــــوٹ: چکھنے کے وہ معنی نہیں جو آج کل عام محاورہ ہے یعنی کسی چیز کا مزہ دریافت کرنے کے لیے اُس میں سے تھوڑا کھا لینا کہ یوں ہو تو کراہت کیسی روزہ ہی جاتا رہے گا، بلکہ کفارہ کے شرائط پائے جائیں تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔ بلکہ چکھنے سے مراد یہ ہے کہ زبان پر رکھ کر مزہ دریافت کر لیں اور اُسے تھوک دیں اس میں سے حلق میں کچھ نہ جانے پائے۔ (بہار شریعت، ج1، حصہ5، ص996.997)

(3) عورت کا بوسہ لینا اور گلے لگانا اور بدن چھونا مکروہ ہے جب کہ یہ اندیشہ ہو کہ انزال ہو جائے گا یا جماع میں مبتلا ہوگا اور ہونٹ اور زبان چوسنا روزہ میں مطلقاً (انزال اور جماع کا ڈر ہو یا نہ ہو) مکروہ ہے۔ یوہیں مباشرت فاحشہ۔

(ردالمحتار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، مطلب فیما یکرہ للصائم، ج3، ص454)

(4) فصد کھلوانا، پچھنے لگوانا مکروہ نہیں جب کہ ضعف کا اندیشہ نہ ہو اور اندیشہ ہو تو

مکروہ ہے، اُسے چاہیے کہ غروب تک مؤخر کرے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصوم، الباب الثالث، فیما یکرہ للصائم وما لا یکرہ، ج1، ص 199،200)

(5) روزہ دار کے لیے کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے۔ کلی میں مبالغہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ منہ بھر پانی لے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصوم، الباب الثالث، فیما یکرہ للصائم وما لا یکرہ، ج1، ص 199)

(6) روزہ دار کو استنجے میں مبالغہ کرنا بھی مکروہ ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصوم، الباب الثالث، فیما یکرہ للصائم وما لا یکرہ، ج1، ص 199)

یعنی اور دِنوں میں حکم یہ ہے کہ استنجا کرنے میں نیچے کو زور دیا جائے اور روزہ میں یہ مکروہ ہے۔ (بہار شریعت، ج1، حصہ5، ص998)

(7) منہ میں تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا بغیر روزہ کے بھی ناپسند ہے اور روزہ میں مکروہ۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصوم، الباب الثالث، فیما یکرہ للصائم وما لا یکرہ، ج1، ص 199)

(8) رمضان کے دنوں میں ایسا کام کرنا جائز نہیں، جس سے ایسا ضعف آجائے کہ روزہ توڑنے کا ظن غالب ہو۔ لہٰذا نانبائی کو چاہیے کہ دوپہر تک روٹی پکائے پھر باقی دن میں آرام کرے۔

(الدر المختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج3، ص460)

یہی حکم معمار و مزدور اور مشقت کے کام کرنے والوں کا ہے کہ زیادہ ضعف کا اندیشہ ہو تو کام میں کمی کر دیں کہ روزے ادا کر سکیں۔ (بہار شریعت، ج1، حصہ5، ص998)

(9) سحری کھانا اور اس میں تاخیر کرنا مستحب ہے، مگر اتنی تاخیر مکروہ ہے کہ صبح ہو جانے کا شک ہو جائے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصوم، الباب الثالث، فیما یکرہ للصائم وما لا یکرہ، ج1، ص 200)

(10) افطار میں جلدی کرنا مستحب ہے، مگر افطار اس وقت کرے کہ غروب کا

غالب گمان ہو، جب تک گمان غالب نہ ہو افطار نہ کرے، اگرچہ مؤذن نے اذان کہہ دی ہے اور اَبر کے دنوں میں افطار میں جلدی نہ چاہیے۔

(ردالمحتار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج3، ص459)

سوال: کیا روزے کی حالت میں گلاب یا مشک وغیرہ سونگھنا، داڑھی مونچھ میں تیل لگانا اور سرمہ لگانا مکروہ ہے؟

جواب: گلاب یا مشک وغیرہ سونگھنا داڑھی مونچھ میں تیل لگانا اور سُرمہ لگانا مکروہ نہیں، مگر جبکہ زینت کے لیے سُرمہ لگایا یا اس لیے تیل لگایا کہ داڑھی بڑھ جائے، حالانکہ ایک مُشت داڑھی ہے تو یہ دونوں باتیں بغیر روزہ کے بھی مکروہ ہیں اور روزہ میں بدرجہ اَولیٰ۔ (الدرالمختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج3، ص455)

سوال: کیا روزے کی حالت میں مسواک کرنا مکروہ ہے؟

جواب: روزہ میں مسواک کرنا مکروہ نہیں، بلکہ جیسے اور دنوں میں سنت ہے روزہ میں بھی مسنون ہے۔ مسواک خشک ہو یا تر اگرچہ پانی سے تَر کی ہو، زوال سے پہلے کرے یا بعد کسی وقت مکروہ نہیں۔

(البحر الرائق، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج2، ص491)

اکثر لوگوں میں مشہور ہے کہ دوپہر کے بعد روزہ دار کے لیے مسواک کرنا مکروہ ہے، یہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔ (بہار شریعت، ج1، حصہ5، ص997)

روزے نہ رکھنے کی اجازت کی صورتیں

سوال: کن صورتوں میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے؟

جواب: (1) سفر (2) عورت کو حمل ہونا (3) بچہ کو دودھ پلانا (4) مریض ہونا (5) شیخ فانی (بوڑھا ہونا) (6) خوفِ ہلاکت (7) روزہ نہ رکھنے پر اکراہ کیا گیا ہو (8) جہاد یہ سب روزہ نہ رکھنے کے لیے عذر ہیں، ان وجوہ سے اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو گنہگار نہیں۔ (الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج3، ص462)

سوال: جس سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، وہ کون سا سفر ہے؟

جواب: سفر سے مراد سفرِ شرعی ہے یعنی اتنی دُور جانے کے ارادہ سے نکلے کہ یہاں سے وہاں تک تین دن کی مسافت (92 کلومیٹر) ہو، اگرچہ وہ سفر کسی ناجائز کام کے لیے ہو۔ (الدرالمختار، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج3، ص463)

سوال: مسافر کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت تو ہے، اس کے لیے بہتر کیا ہے، روزہ رکھنا یا نہ رکھنا؟

جواب: خود اس مسافر کو اور اُس کے ساتھ والے کو روزہ رکھنے میں ضرر نہ پہنچے تو روزہ رکھنا سفر میں بہتر ہے ورنہ نہ رکھنا بہتر۔

(الدرالمختار، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج3، ص465)

سوال: حمل والی اور دودھ پلانے والی کو کب روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے؟

جواب: حمل والی اور دودھ پلانے والی کو اگر اپنی جان یا بچہ کا صحیح اندیشہ ہے، تو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھے، خواہ دودھ پلانے والی بچہ کی ماں ہو یا دائی اگرچہ رمضان میں دودھ پلانے کی نوکری کی ہو۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج3، ص463)

سوال: مرض کی وجہ سے روزہ چھوڑنے کی کب اجازت ہے؟

جواب: مریض کو مرض بڑھ جانے یا دیر میں اچھا ہونے یا تندرست کو بیمار ہو

جانے کا گمان غالب ہو تو اس کو اجازت ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھے۔

(الدرالمختار، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج3، ص463)

سوال: مریض کو غالب گمان کب ہوگا؟

جواب: غالب گمان کی تین صورتیں ہیں: (1) اس کی ظاہر نشانی پائی جاتی ہے یا (2) اس شخص کا ذاتی تجربہ ہے یا (3) کسی مسلمان طبیب حاذق مستور یعنی غیر فاسق نے اُس کی خبر دی ہو۔

اور اگر نہ کوئی علامت ہو نہ تجربہ نہ اس قسم کے طبیب نے اُسے بتایا، بلکہ کسی کافر یا فاسق طبیب کے کہنے سے افطار کرلیا تو کفارہ لازم آئے گا۔

(ردالمحتار، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج3، ص464)

آج کل کے اکثر اطبا اگر کافر نہیں تو فاسق ضرور ہیں اور نہ سہی تو حاذق طبیب فی زمانہ نایاب سے ہو رہے ہیں، ان لوگوں کا کہنا کچھ قابلِ اعتبار نہیں نہ ان کے کہنے پر روزہ افطار کیا جائے۔ ان طبیبوں کو دیکھا جاتا ہے کہ ذرا ذرا سی بیماری میں روزہ کو منع کر دیتے ہیں، اتنی بھی تمیز نہیں رکھتے کہ کس مرض میں روزہ مُضر ہے کس میں نہیں۔

(بہار شریعت، ج1، حصہ5، ص1003)

سوال: ہلاکت کے خوف سے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے، اس کی کیا صورت ہوگی؟

جواب: بھوک اور پیاس ایسی ہو کہ ہلاکت کا خوف صحیح یا نقصانِ عقل کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصوم، الباب الخامس فی الاعذار التی تبیح الإفطار، ج1، ص207)

اسی طرح سانپ نے کاٹا اور جان کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں روزہ توڑ دیں۔

(ردالمحتار، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج3، ص462)

سوال: ''اکراہ'' کی صورت میں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے، اس سے کیا

مراد ہے؟

جواب: روزہ توڑنے پر مجبور کیا گیا تو اسے اختیار ہے اور صبر کیا تو اجر ملے گا۔

(ردالمحتار، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج3، ص462)

سوال: شیخ فانی کو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے، اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: شیخ فانی یعنی وہ بوڑھا جس کی عمر ایسی ہوگئی کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتا جائے گا، جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتا ہے نہ آئندہ اُس میں اتنی طاقت آنے کی اُمید ہے کہ روزہ رکھ سکے گا، اُسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ یعنی دونوں وقت ایک مسکین کو بھر پیٹ کھانا کھلانا اس پر واجب ہے یا ہر روزہ کے بدلے میں صدقہ فطر کی مقدار مسکین کو دیدے۔

(درمختار، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج3، ص471)

اگر ایسا بوڑھا گرمیوں میں بوجہ گرمی کے روزہ نہیں رکھ سکتا، مگر سردیوں میں رکھ سکے گا تو اب افطار کرلے اور اُن کے بدلے کے سردیوں میں رکھنا فرض ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج3، ص472)

سوال: عورت کو دورانِ روزہ حیض آ گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: عورت کو جب حیض ونفاس آ گیا تو روزہ جاتا رہا اور حیض سے پورے دس دن رات میں پاک ہوئی تو بہر حال کل کا روزہ رکھے اور کم میں پاک ہوئی تو اگر صبح ہونے کو اتنا عرصہ ہے کہ نہا کر خفیف سا وقت بچے گا تو بھی روزہ رکھے اور اگر نہا کر فارغ ہونے کے وقت صبح چمکی تو روزہ نہیں۔

(الفتاوی الھندیة، کتاب الصوم، الباب الخامس فی الاعذار التی تبیح الافطار، ج1 ص207)

سوال: اوپر والی صورتوں میں جو روزے چھوڑے ہیں یا توڑے ہیں، کیا ان کی قضا رکھنی ہے؟

جواب: جن لوگوں نے ان عذروں کے سبب روزہ چھوڑا یا توڑا، اُن پر فرض

ہے کہ ان روزوں کی قضا رکھیں اور ان قضا روزوں میں ترتیب فرض نہیں۔ حکم یہ ہے کہ عذر جانے کے بعد دوسرے رمضان کے آنے سے پہلے قضا رکھ لیں۔ حدیث میں فرمایا: جس پر اگلے رمضان کی قضا باقی ہے اور وہ نہ رکھے اس کے اس رمضان کے روزے قبول نہ ہوں گے۔

اور اگر روزے نہ رکھے اور دوسرا رمضان آ گیا تو اب پہلے اس رمضان کے روزے رکھ لے، قضا نہ رکھے، بلکہ اگر غیر مریض و مسافر نے قضا کی نیت کی جب بھی قضا نہیں بلکہ اُسی رمضان کے روزے ہیں۔

(درمختار، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج3، ص465)

سوال: اگر یہ لوگ اسی عذر میں مر گئے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر یہ لوگ اپنے اُسی عذر میں مر گئے، اتنا موقع نہ ملا کہ قضا رکھتے تو ان پر یہ واجب نہیں کہ فدیہ کی وصیت کر جائیں پھر بھی وصیت کی تو تہائی مال میں جاری ہوگی اور اگر اتنا موقع ملا کہ قضا روزے رکھ لیتے، مگر نہ رکھے تو وصیت کر جانا واجب ہے اور عمداً نہ رکھے ہوں تو بدرجہ اَولیٰ وصیت کرنا واجب ہے اور وصیت نہ کی، بلکہ ولی نے اپنی طرف سے دے دیا تو بھی جائز ہے مگر ولی پر دینا واجب نہ تھا۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصوم، الباب الخامس فی الاعذار التی تبیح الافطار، ج1، ص207)

سوال: ایک روزے کا فدیہ کتنا ہے؟

جواب: ایک روزہ کا فدیہ صدقہ فطر کی مقدار ہے۔

(درمختار و ردالمحتار، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج3، ص467)

سوال: کسی نے نفل روزہ توڑا تو کیا اس کی بھی قضا ضروری ہے؟

جواب: نفل روزہ شروع کرنے سے لازم ہو جاتا ہے کہ توڑے گا تو قضا واجب ہوگی۔ نفل روزہ قصداً نہیں توڑا بلکہ بلا اختیار ٹوٹ گیا، مثلاً اثنائے روزہ میں حیض آ گیا، جب بھی قضا واجب ہے۔

(درمختار، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج3، ص472)

سوال: نفل روزہ رکھ کر توڑنا کیسا ہے؟

جواب: نفل روزہ بلا عذر توڑ دینا ناجائز ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصوم، الباب الخامس فی الاعذار التی تبیح الإفطار، ج1، ص208)

سوال: نفلی روزہ توڑنے کی کب اجازت ہے؟

جواب: مہمان کے ساتھ اگر میزبان نہ کھائے گا تو اسے ناگوار ہوگا یا مہمان اگر کھانا نہ کھائے تو میزبان کو اذیت ہوگی تو نفل روزہ توڑ دینے کے لیے یہ عذر ہے، بشرطیکہ یہ بھروسہ ہو کہ اس کی قضا رکھ لے گا اور بشرطیکہ ضحوہ کبریٰ سے پہلے توڑے بعد کو نہیں۔ زوال کے بعد ماں باپ کی ناراضی کے سبب توڑ سکتا ہے اور اس میں بھی عصر کے قبل تک توڑ سکتا ہے بعد عصر نہیں۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصوم، الباب الخامس فی الاعذار التی تبیح الإفطار، ج1، ص208)

کتاب النکاح

سوال: نکاح کسے کہتے ہیں؟

جواب: نکاح اُس عقد کو کہتے ہیں جو اِس لیے مقرر کیا گیا کہ مرد کو عورت سے جماع وغیرہ حلال ہو جائے۔ (بہارِ شریعت، ج2، حصہ 7، ص4)

سوال: خنثیٰ مشکل (ہجڑے) کا نکاح مرد سے ہوگا یا عورت سے؟

جواب: خنثیٰ مشکل یعنی جس میں مرد و عورت دونوں کی علامتیں پائی جائیں اور یہ ثابت نہ ہو کہ مرد ہے یا عورت، اُس سے نہ مرد کا نکاح ہو سکتا ہے نہ عورت کا۔ اگر کیا گیا تو باطل ہے۔ (ردالمحتار، کتاب النکاح، ج4، ص69)

سوال: مرد کا نکاح پری سے یا عورت کا نکاح جن سے ہو سکتا ہے؟

جواب: مرد کا پری سے یا عورت کا جن سے نکاح نہیں ہو سکتا۔

(درمختار و ردالمحتار، کتاب النکاح، ج4، ص70)

سوال: نکاح کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: نکاح کرنے کے تفصیلی احکام درج ذیل ہیں:

(1) اعتدال کی حالت میں یعنی نہ شہوت کا بہت زیادہ غلبہ ہو نہ عنین (نامرد) ہو اور مَہر و نفقہ پر قدرت بھی ہو تو نکاح سُنّتِ مؤکدہ ہے کہ نکاح نہ کرنے پر اڑا رہنا گناہ ہے اور اگر حرام سے بچنا یا اتباعِ سُنّت و تعمیلِ حکم یا اولاد حاصل ہونا مقصود ہے تو ثواب بھی پائے گا اور اگر محض لذّت یا قضائے شہوت منظور ہو تو ثواب نہیں۔

(2) شہوت کا غلبہ ہے کہ نکاح نہ کرے تو معاذ اللہ اندیشۂ زنا ہے اور مہر و نفقہ کی قدرت رکھتا ہو تو نکاح واجب۔ یوہیں جبکہ اجنبی عورت کی طرف نگاہ اُٹھنے سے روک نہیں سکتا یا معاذ اللہ ہاتھ سے کام لینا پڑے گا تو نکاح واجب ہے۔

(3) یہ یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے میں زنا واقع ہو جائے گا تو فرض ہے کہ نکاح کرے۔

(4) اگر یہ اندیشہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نان نفقہ نہ دے سکے گا یا جو ضروری باتیں ہیں ان کو پورا نہ کر سکے گا تو مکروہ ہے اور ان باتوں کا یقین ہو تو نکاح کرنا حرام مگر نکاح بہر حال ہو جائے گا۔ (درمختار ورد المحتار، کتاب النکاح، ج4، ص72تا74)

سوال: نکاح کے مستحبات بیان کر دیں۔

جواب: نکاح میں یہ امور مستحب ہیں:

(1) علانیہ ہونا (2) نکاح سے پہلے خطبہ پڑھنا۔ (3) مسجد میں ہونا (4) جمعہ کے دن (5) عورت عمر، حسب، مال، عزّت میں مرد سے کم ہو (6) اور چال چلن اور اخلاق وتقویٰ و جمال میں بیش (زیادہ) ہو۔ (7) جس سے نکاح کرنا ہو اُسے کسی معتبر عورت کو بھیج کر دکھوالے اور عادت و اطوار و سلیقہ وغیرہ کی خوب جانچ کر لے کہ آئندہ خرابیاں نہ پڑیں۔ کنواری عورت سے اور جس سے اولاد زیادہ ہونے کی اُمید ہو نکاح کرنا بہتر ہے۔ (8) سن رسیدہ اور بد خلق اور زانیہ سے نکاح نہ کرنا بہتر۔ (9) عورت کو چاہیے کہ مرد دیندار، خوش خلق، مال دار، سخی سے نکاح کرے، فاسق بدکار سے نہیں۔ یہ مستحباتِ نکاح ہیں، اگر اِس کے خلاف نکاح ہوگا جب بھی ہو جائے گا۔

(درمختار ورد المحتار، کتاب النکاح، ج4، ص75تا77)

سوال: نکاح کے ارکان کیا ہیں؟

جواب: ایجاب وقبول یعنی مثلاً ایک کہے میں نے اپنے کو تیری زوجیت میں دیا۔ دوسرا کہے میں نے قبول کیا۔ یہ نکاح کے رکن ہیں۔ پہلے جو کہے وہ ایجاب ہے اور اُس کے جواب میں دوسرے کے الفاظ کو قبول کہتے ہیں۔ یہ کچھ ضرور نہیں کہ عورت کی طرف سے ایجاب ہو اور مرد کی طرف سے قبول بلکہ اِس کا اُلٹا بھی ہو سکتا ہے۔

(درمختار ورد المحتار، کتاب النکاح، ج4، ص78)

سوال: نکاح کے لیے شرائط کیا ہیں؟

جواب: نکاح کے لیے چند شرطیں ہیں:

(1) عاقل ہونا۔ مجنوں یا نا سمجھ بچے نے (خود) نکاح کیا تو منعقد ہی نہ ہوا۔

(2) بلوغ۔ نابالغ اگر سمجھ دار ہے تو منعقد ہو جائے گا مگر ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

(3) گواہ ہونا۔ یعنی ایجاب وقبول دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ہوں۔

(4) ایجاب وقبول دونوں کا ایک مجلس میں ہونا۔

(5) قبول ایجاب کے مخالف نہ ہو، مثلاً اس نے کہا ہزار روپے مہر پر تیرے نکاح میں دی، اُس نے کہا نکاح تو قبول کیا اور مہر قبول نہیں، تو نکاح نہ ہوا۔ اور اگر نکاح قبول کیا اور مہر کی نسبت کچھ نہ کہا تو ہزار پر نکاح ہو گیا۔

(6) لڑکی بالغہ ہے تو اُس کا راضی ہونا شرط ہے، ولی کو یہ اختیار نہیں کہ بغیر اُس کی رضا کے نکاح کر دے۔ (بہار شریعت ملخصاً، ج2، حصہ 7، ص11تا19)

سوال: نکاح کے گواہ کیسے ہونے چاہئیں؟

جواب: گواہ آزاد، عاقل، بالغ ہوں اور سب ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سُنیں۔ بچوں اور پاگلوں کی گواہی سے نکاح نہیں ہوسکتا، نہ غلام کی گواہی سے۔ مسلمان مرد کا نکاح مسلمان عورت کے ساتھ ہے تو گواہوں کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے۔ نکاح کے گواہ فاسق ہوں یا اندھے یا اُن پر تہمت کی حد لگائی گئی ہو تو ان کی گواہی سے نکاح منعقد ہو جائے گا، مگر عاقدین میں سے اگر کوئی انکار کر بیٹھے تو ان کی شہادت سے نکاح ثابت نہ ہوگا۔

(بہار شریعت، ج2، حصہ 7، ص11,13)

سوال: لڑکی سے وکالت لینے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: یہ جو عام رواج پڑ گیا ہے کہ ایک شخص لڑکی سے اذن (اجازت) لے کر آتا ہے جسے وکیل کہتے ہیں، وہ نکاح پڑھانے والے سے کہہ دیتا ہے میں فلاں کا وکیل ہوں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ نکاح پڑھا دیجیے۔ یہ طریقہ محض غلط ہے۔ وکیل کو یہ

اختیار نہیں کہ اُس کام کے لیے دوسرے کو وکیل بنا دے، اگر ایسا کیا تو نکاح فضولی ہوا اجازت پر موقوف ہے، اجازت سے پہلے مرد و عورت ہر ایک کو توڑ دینے کا اختیار حاصل ہے بلکہ یوں چاہیے کہ جو پڑھائے وہ عورت یا اُس کے ولی کا وکیل بنے، خواہ یہ خود اُس کے پاس جا کر وکالت حاصل کرے یا دوسرا اس کی وکالت کے لیے اذن لائے کہ فلاں بن فلاں بن فلاں کو تُو نے وکیل کیا کہ وہ تیرا نکاح فلاں بن فلاں بن فلاں سے کر دے۔ عورت کہے ہاں۔ (بہار شریعت، ج2، حصہ7، ص15)

سوال: کیا عورت سے اجازت لیتے وقت بھی گواہوں کی حاجت ہے؟

جواب: عورت سے اذن لیتے وقت گواہوں کی ضرورت نہیں یعنی اُس وقت اگر گواہ نہ بھی ہوں اور نکاح پڑھاتے وقت ہوں تو نکاح ہو گیا، البتہ اذن کے لیے گواہوں کی یوں حاجت ہے کہ اگر اُس نے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ میں نے اذن نہیں دیا تھا تو اب گواہوں سے اس کا اذن دینا ثابت ہو جائے گا۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب الأول، ج1، ص268)

سوال: مہر کی کم از کم مقدار کتنی ہے؟

جواب: مہر کی کم از کم مقدار دس درہم (دو تولے ساڑھے سات ماشے چاندی یا اس کی قیمت) ہے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع، ج1، ص303)

سوال: نکاح کا مختصر طریقہ کار بیان کر دیں۔

جواب: سب سے پہلے نکاح خواں (جس نے نکاح پڑھانا ہے)، وہ لڑکی سے وکالت لینے جائے اور اسے کہے کہ: کیا آپ مجھے اجازت دیتی ہیں کہ اتنے مہر (مثلاً 5000) کے عوض آپ کا نکاح فلاں بن فلاں (دولہا) سے کر دوں، لڑکی ہاں کہہ دے تو اس کے بعد (نکاح کی مجلس میں آ کر) نکاح خواں نکاح کا خطبہ پڑھے (کہ خطبہ پہلے مستحب ہے)، پھر جس کے نام کی وکالت (اجازت) ہے وہ دولہا سے (گواہوں کی موجودگی میں) اس طرح ایجاب کرے: میں نے اپنی موکلہ کا نکاح اتنے (مثلاً 5000

حق مہرعوض آپ سے کیا، لڑکا کہے کہ میں نے قبول کیا۔اس طرح ایک مرتبہ ایجاب وقبول ضروری اور تین مرتبہ مستحب ہے۔

نوٹ: اگر نکاح خواں کے علاوہ کوئی اور وکالت لینے جائے تو وہ نکاح خواں کے نام کی وکالت لے کہ کیا آپ فلاں بن فلاں (نکاح خواں) کو اجازت دیتی ہیں کہ وہ آپ کا نکاح فلاں بن فلاں (دولہا) سے پڑھا دے؟ یا پھر وکالت مطلقہ لے یعنی یوں کہے کہ: کیا آپ مجھے اجازت دیتی ہیں کہ میں آپ کا نکاح فلاں بن فلاں سے خود کردوں یا کسی اور کو اس کی اجازت دے دوں؟ اجازت لینے کے بعد مجلس نکاح میں آ کر نکاح خواں کو (پہلی صورت میں) اجازت کی خبر دے دے یا (دوسری صورت میں) نکاح خواں کو اجازت دے دے اور پھر نکاح خواں نکاح سابقہ طریقہ پر نکاح پڑھا دے۔

کتاب الطلاق

سوال: طلاق کسے کہتے ہیں؟

جواب: نکاح سے عورت شوہر کی پابند ہو جاتی ہے۔اس پابندی کے اُٹھا دینے کو طلاق کہتے ہیں اور اس کے لیے کچھ الفاظ مقرر ہیں۔اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اسی وقت نکاح سے باہر ہو جائے اسے بائن کہتے ہیں۔دوم یہ کہ عدّت گزرنے پر باہر ہوگی، اسے رجعی کہتے ہیں۔ (بہار شریعت، ج2،حصہ8،ص110)

سوال: طلاق دینا کیسا ہے؟

جواب: بے وجہ شرعی ممنوع ہے اور وجہ شرعی ہو تو مباح (جائز) بلکہ بعض صورتوں میں مستحب مثلاً عورت اس کو یا اوروں کو ایذا دیتی یا نماز نہیں پڑھتی ہے، اور بعض صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے مثلاً شوہر نامرد یا ہیجڑا ہے یا اس پر کسی نے جادو یا عمل کر دیا ہے کہ جماع کرنے پر قادر نہیں اور اس کے ازالہ کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ ان صورتوں میں طلاق نہ دینا سخت تکلیف پہنچانا ہے۔

(درمختار، کتاب الطلاق، ج4، ص414تا417)

سوال: دینے کے اعتبار سے طلاق کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: اس اعتبار سے طلاق کی تین قسمیں ہیں:(1) اَحسن (2) حسن (3) بدعی۔طلاق بدعی دینا گناہ ہے۔ (درمختار، کتاب الطلاق، ج4، ص414)

سوال: طلاق احسن کیا ہے؟

جواب: جس طہر میں وطی نہ کی ہو اُس میں ایک طلاق رجعی دے اور چھوڑے رہے یہاں تک کہ عدّت گزر جائے، یہ احسن ہے۔(درمختار، کتاب الطلاق، ج4، ص415)

سوال: طلاق حسن کیا ہے؟

جواب: طلاق حسن کی درج ذیل صورتیں ہیں:

(1) موطوءہ کو تین طہر میں تین طلاقیں دیں، بشرطیکہ نہ ان طہروں میں وطی کی ہو نہ (ان سے ماقبل) حیض میں (2) یا تین مہینے میں تین طلاقیں اُس عورت کو دیں جسے حیض نہیں آتا مثلاً نابالغہ یا حمل والی ہے یا ایاس کی عمر کو پہنچ گئی (3) یا غیر موطوءہ کو طلاق دی اگرچہ حیض کے دنوں میں دی ہو۔ تو یہ سب صورتیں طلاق حسن کی ہیں، طلاق حسن کو سنت طلاق بھی کہتے ہیں۔

(درمختار، کتاب الطلاق، ج4، ص415,416)

سوال: طلاق بدعی کیا ہے؟

جواب: طلاق بدعی کی درج ذیل صورتیں ہیں:

(1) ایک طہر میں دو یا تین طلاق دیدے، تین دفعہ میں یا دو دفعہ یا ایک ہی دفعہ میں خواہ تین بار لفظ کہے یا یوں کہہ دیا کہ تجھے تین طلاقیں (2) یا ایک ہی طلاق دی مگر اُس طہر میں وطی کر چکا ہے (3) یا موطوءہ کو حیض میں طلاق دی (4) یا طہر ہی میں طلاق دی مگر اُس سے پہلے جو حیض آیا تھا اُس میں وطی کی تھی (5) یا یہ سب باتیں نہیں مگر طہر میں طلاق بائن دی۔

(درمختار، کتاب الطلاق، ج4، ص416,417)

سوال: الفاظِ طلاق کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: الفاظِ طلاق کی دو قسمیں ہیں: (1) صریح (2) کنایہ۔

(جوہرہ نیرہ، کتاب الطلاق، الجزء الثانی، ص42)

سوال: صریح کسے کہتے ہیں؟

جواب: صریح وہ جس سے طلاق مراد ہونا ظاہر ہو، اکثر طلاق میں اس کا استعمال ہو، اگرچہ وہ کسی زبان کا لفظ ہو۔ مثلاً میں نے تجھے طلاق دی، تجھے طلاق ہے، تو مطلقہ ہے، میں تجھے طلاق دیتا ہوں۔

(جوہرہ نیرہ، کتاب الطلاق، الجزء الثانی، ص42)

سوال: کنایہ کی کیا تعریف ہے؟

جواب: کنایہ طلاق وہ الفاظ ہیں جن سے طلاق مراد ہونا ظاہر نہ ہو، طلاق کے

علاوہ اور معنوں میں بھی اُن کا استعمال ہوتا ہو۔ مثلاً جا، نکل، چل، گھر خالی کر، تو مجھ سے جُدا ہے، میں نے تجھے بے قید کیا وغیرہ وغیرہ۔ (بہار شریعت، ج2، حصہ8، ص128)

سوال: کنایہ الفاظ سے طلاق کب واقع ہوتی ہے؟

جواب: کنایہ سے طلاق واقع ہونے میں یہ شرط ہے کہ نیت طلاق ہو یا حالت بتاتی ہو کہ طلاق مراد ہے یعنی پیشتر طلاق کا ذکر تھا۔ (بہار شریعت، ج2، حصہ8، ص129)

سوال: صریح طلاق بیوی کو کہنے سے کیا ہوتا ہے؟

جواب: صریح طلاق ایک مرتبہ کہنے سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اگرچہ کچھ نیت نہ کی ہو۔ (بہار شریعت، ج2، حصہ8، ص116)

اور دو مرتبہ کہنے سے دو طلاق رجعی ہوتی ہیں۔

سوال: طلاق بائن کب واقع ہوتی ہے؟

جواب: عمومی طور پر کنایہ سے طلاق بائن ہوتی ہے، اسی طرح جب طلاق رجعی میں عدت گزر جائے تو بائن ہو جاتی ہے۔

سوال: وہ کونسی طلاق ہے جس میں بغیر نکاح کے رجوع ہو سکتا ہے؟

جواب: اگر بیوی کو ایک یا دو طلاقیں رجعی دی ہیں تو عدت کے اندر بغیر نکاح کے بھی رجوع ہو سکتا ہے۔ (البنایہ شرح الہدایہ، ج5، ص226)

سوال: طلاق رجعی ایک یا دو دی ہیں تو اس میں رجوع کیسے ہوگا؟

جواب: طلاق رجعی میں رجوع کا طریقہ یہ ہے کہ مطلقہ بیوی سے ایامِ عدت میں یہ الفاظ کہے کہ میں نے تجھے پھیر لیا یا رد کیا یا روک لیا۔ یا عدت کے دوران شہوت کے ساتھ چھوئے یا بوسہ لے یا جماع کرے بہتر پہلا (یعنی زبان سے رجوع کرنے والا) طریقہ ہے۔ (فتاوی رضویہ ملخصاً، ج12، ص368)

سوال: وہ کون سی طلاق ہے کہ جس میں نکاح ہی کرنا پڑتا ہے؟

جواب: اگر ایک یا دو بائن ہیں تو رشتہ ازدواجی قائم کرنے کے لیے نکاح

ضروری ہے، کیونکہ طلاق بائن سے عورت نکاح سے نکل جاتی ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج12، ص260)

سوال: وہ کون سی طلاقیں ہیں کہ جن کے بعد بغیر حلالہ شرعیہ کے رجوع نہیں ہوسکتا؟

جواب: تین طلاقوں کا عدد جب بھی پورا ہوگا تو طلاق مغلظہ ہو جائے گی اور حلالہ شرعیہ کے بغیر اس خاوند سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے ﴿فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ ترجمہ: اگر تیسری طلاق دیدی تو بیوی اس کے بعد حلال نہ ہو گی جب تک وہ کسی دوسرے سے نکاح نہ کرلے۔

(سورہ البقرہ آیت نمبر230)

سوال: حلالہ شرعیہ کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: اس طلاق کی عدت گزارے پھر عورت دوسرے سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستر بھی ہو (جس میں دخول شرط ہے، انزال شرط نہیں)، پھر وہ طلاق دے یا مر جائے اور بہر حال اس کی عدت گزر جائے، اس کے بعد اس پہلے سے نکاح ہوسکتا ہے ورنہ ہرگز نہیں۔

(فتاوی رضویہ، ج12، ص389)

سوال: کیا نشہ کی حالت میں طلاق ہو جاتی ہے؟

جواب: جی ہاں! نشہ والے نے طلاق دی تو واقع ہو جائے گی کہ یہ عاقل کے حکم میں ہے اور نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بھنگ وغیرہ کسی اور چیز سے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الاول، فصل فیمن یقع طلاقه، ج1، ص353)

ہاں کسی نے مجبور کر کے اسے نشہ پلا دیا یا حالت اضطرار میں پیا (مثلاً پیاس سے مر رہا تھا اور پانی نہ تھا) اور نشہ میں طلاق دے دی تو صحیح یہ ہے کہ واقع نہ ہوگی۔

(ردالمحتار، کتاب الطلاق، مطلب فی الحشیشة والأفیون والبنج، ج4، ص433)

سوال: کیا غصہ کی حالت میں طلاق ہو جاتی ہے؟

جواب: جب تک عقل سلامت ہے غصے کی حالت میں بھی طلاق ہوجاتی ہے۔صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "آج کل اکثر لوگ طلاق دے بیٹھتے ہیں بعد کو افسوس کرتے اور طرح طرح کے حیلہ سے یہ فتویٰ لیا چاہتے ہیں کہ طلاق واقع نہ ہو۔ایک عذر اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ غصہ میں طلاق دی تھی۔مفتی کو چاہیے یہ امر ملحوظ رکھے کہ مطلقاً غصہ کا اعتبار نہیں۔معمولی غصہ میں طلاق ہوجاتی ہے۔وہ صورت کہ عقل غصہ سے جاتی رہے بہت نادر ہے،لہٰذا جب تک اس کا ثبوت نہ ہو محض سائل کے کہہ دینے پر اعتماد نہ کرے۔" (بہار شریعت،ج2،حصہ8،ص113)

سوال: کیا عورت بذاتِ خود کورٹ سے طلاق لے سکتی ہے؟

جواب: طلاق کا اختیار شریعت نے مرد کو دیا ہے۔اس کے علاوہ کوئی دوسرا طلاق نہیں دے سکتا۔قرآن پاک میں ہے ﴿الَّذِیْ بِیَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ﴾ ترجمہ کنزالایمان: وہ جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔ (پ2،سورۃ البقرۃ،آیت 237)

عقیقہ کا بیان

سوال: عقیقہ کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا حکم کیا ہے؟

جواب: بچہ پیدا ہونے کے شکریہ میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اس کو عقیقہ کہتے ہیں۔ حنفیہ کے نزدیک عقیقہ مباح و مستحب ہے۔ (بہار شریعت، حصہ 15، ص355)

سوال: جب بچہ پیدا ہوا اس وقت کون سے امور مستحب ہیں؟

جواب: جب بچہ پیدا ہو تو مستحب یہ ہے کہ اس کے کان میں اذان و اقامت کہی جائے اذان کہنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ بلائیں دور ہو جائیں گی۔ بہتر یہ ہے کہ دہنے کان میں چار مرتبہ اذان اور بائیں میں تین مرتبہ اقامت کہی جائے۔ بہت لوگوں میں یہ رواج ہے کہ لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اذان کہی جاتی ہے اور لڑکی پیدا ہوتی ہے تو نہیں کہتے۔ یہ نہ چاہیے بلکہ لڑکی پیدا ہو جب بھی اذان و اقامت کہی جائے۔ ساتویں دن اوس کا نام رکھا جائے اور اس کا سر مونڈا جائے اور سر مونڈنے کے وقت عقیقہ کیا جائے۔ اور بالوں کو وزن کرکے اوتنی چاندی یا سونا صدقہ کیا جائے۔ (بہار شریعت، حصہ 15، ص355)

سوال: عقیقہ کس دن کرنا چاہیے؟

جواب: عقیقہ کے لیے ساتواں دن بہتر ہے اور ساتویں دن نہ کرسکیں تو جب چاہیں کرسکتے ہیں سنت ادا ہو جائے گی۔ بعض نے یہ کہا کہ ساتویں یا چودھویں یا اکیسویں دن یعنی سات دن کا لحاظ رکھا جائے یہ بہتر ہے اور یاد نہ رہے تو یہ کرے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا اس دن کو یاد رکھیں اس سے ایک دن پہلے والا دن جب آئے وہ ساتواں ہوگا مثلاً جمعہ کو پیدا ہوا تو جمعرات ساتواں دن ہے اور ہفتہ کو پیدا ہوا تو ساتویں دن جمعہ ہوگا پہلی صورت میں جس جمعرات کو اور دوسری صورت میں جس جمعہ کو عقیقہ کرے گا اس میں ساتویں کا حساب ضرور آئے گا۔ (بہار شریعت، حصہ 15، ص356)

سوال: لڑکے اور لڑکی کے عقیقہ میں کیا ذبح کیا جائے؟

جواب: لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے اور لڑکی میں ایک بکری ذبح کی جائے

یعنی لڑکے میں نر جانور اور لڑکی میں مادہ مناسب ہے۔ اور لڑکے کے عقیقہ میں بکریاں اور لڑکی میں بکرا کیا جب بھی حرج نہیں۔ اور عقیقہ میں گائے ذبح کی جائے تو لڑکے کے لیے دو حصے اور لڑکی کے لیے ایک حصہ کافی ہے یعنی سات حصوں میں دو حصے یا ایک حصہ۔

لڑکے کے عقیقہ میں دو بکریوں کی جگہ ایک ہی بکری کسی نے کی تو یہ بھی جائز ہے۔

ایک حدیث سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عقیقہ میں ایک مینڈھا ذبح ہوا۔

(بہارِ شریعت، حصہ 15، ص 357)

سوال: قربانی کے دنوں میں گائے کی قربانی ہو رہی ہو، تو کیا اس میں عقیقہ کا حصہ بھی رکھ سکتے ہیں؟

جواب: گائے کی قربانی ہوئی اس میں عقیقہ کی شرکت ہو سکتی ہے۔

(بہارِ شریعت، حصہ 15، ص 357)

سوال: عقیقہ کے جانور کی کیا شرائط ہیں؟

جواب: عقیقہ کا جانور انھیں شرائط کے ساتھ ہونا چاہیے جیسا قربانی کے لیے ہوتا ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ 15، ص 357)

سوال: اس کے گوشت کا کیا کیا جائے؟

جواب: اس کا گوشت فقرا اور عزیز و قریب دوست و احباب کو کچا تقسیم کر دیا جائے یا پکا کر دیا جائے یا ان کو بطورِ دعوت کھلایا جائے یہ سب صورتیں جائز ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ اوس کی ہڈی نہ توڑی جائے بلکہ ہڈیوں پر سے گوشت اوتار لیا جائے یہ بچہ کی سلامتی کی نیک فال ہے اور ہڈی توڑ کر گوشت بنایا جائے اس میں بھی حرج نہیں۔ گوشت کو جس طرح چاہیں پکا سکتے ہیں مگر میٹھا پکایا جائے تو بچہ کے اخلاق اچھے ہونے کی فال ہے۔ بعض کا یہ قول ہے کہ سری پائے حجام کو اور ایک ران دائی کو دیں باقی گوشت کے تین حصے کریں ایک حصہ فقرا کا ایک احباب کا اور ایک حصہ گھر والے کھائیں۔ (بہارِ شریعت، حصہ 15، ص 357)

سوال: کیا عقیقہ کا گوشت ماں باپ، دادا دادی اور نانا نانی نہیں کھا سکتے؟

جواب: عوام میں یہ بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ اور دادا دادی، نانا نانی نہ کھائیں یہ محض غلط ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

(بہارِ شریعت، حصہ15، ص357)

سوال: عقیقہ کے جانور کی کھال کا کیا کریں؟

جواب: اس کی کھال کا وہی حکم ہے جو قربانی کی کھال کا ہے کہ بعینہ اپنے صرف میں لائے یا مساکین کو دے یا کسی اور نیک کام مسجد یا مدرسہ میں صرف کرے۔

(بہارِ شریعت، حصہ15، ص357)

سوال: بچے کا نام کیسا رکھا جائے؟

جواب: بچہ کا اچھا نام رکھا جائے۔ بہت لوگوں کے ایسے نام ہیں جن کے کچھ معنی نہیں یا ان کے برے معنی ہیں ایسے ناموں سے احتراز کریں۔ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے اسمائے طیبہ اور صحابہ و تابعین و بزرگانِ دین کے نام پر نام رکھنا بہتر ہے امید ہے کہ ان کی برکت بچہ کے شاملِ حال ہوگی۔

(بہارِ شریعت، حصہ15، ص356)

سوال: عبداللہ اور عبدالرحمٰن نام رکھنا کیسا ہے؟

جواب: عبداللہ و عبدالرحمٰن بہت اچھے نام ہیں مگر اس زمانہ میں یہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بجائے عبدالرحمٰن اس شخص کو بہت سے لوگ رحمٰن کہتے ہیں اور غیرِ خدا کو رحمٰن کہنا حرام ہے۔ اسی طرح عبدالخالق کو خالق اور عبدالمعبود کو معبود کہتے ہیں، اس قسم کے ناموں میں ایسی ناجائز ترمیم ہرگز نہ کی جائے۔ اسی طرح بہت کثرت سے ناموں میں تصغیر کا رواج ہے یعنی نام کو اس طرح بگاڑتے ہیں جس سے حقارت نکلتی ہے اور ایسے ناموں میں تصغیر ہرگز نہ کی جائے لہٰذا جہاں یہ گمان ہو کہ ناموں میں تصغیر کی جائے گی یہ نام نہ رکھے جائیں دوسرے نام رکھے جائیں۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثانی والعشرون فی تسمیۃ الاولاد...إلخ، ج5، ص362)

سوال: محمد نام رکھنا کیسا ہے؟

جواب: محمد بہت پیارا نام ہے اس نام کی بڑی تعریف حدیثوں میں آئی ہے اگر تصغیر کا اندیشہ نہ ہو تو یہ نام رکھا جائے اور ایک صورت یہ ہے کہ عقیقہ کا یہ نام ہو اور پکارنے کے لیے کوئی دوسرا نام تجویز کر لیا جائے اور پاک و ہند میں ایسا بہت ہوتا ہے کہ ایک شخص کے کئی نام ہوتے ہیں اس صورت میں نام کی برکت بھی ہوگی اور تصغیر سے بھی بچ جائیں گے۔

(بہارِ شریعت، حصہ 15، ص 356)

ختنہ کا بیان

سوال: ختنہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب ختنہ سنّت مؤکدہ ہے اور یہ شعار اسلام میں ہے۔

(فتاوی افریقہ ص 46ملخصاً)

کہ مسلم وغیر مسلم میں اس سے امتیاز ہوتا ہے اسی لیے عرف عام میں اس کو مسلمانی بھی کہتے ہیں۔ (بہار شریعت،ج3،حصہ16،ص589)

سوال: بچے کا ختنہ کس عمر میں کروایا جائے؟

جواب: ختنہ کی مدت سات سال سے بارہ سال کی عمر تک ہے اور بعض علما نے یہ فرمایا کہ ولادت سے ساتویں دن کے بعد ختنہ کرنا جائز ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع عشر فی الختان،ج5،ص358)

ختنہ جتنی چھوٹی عمر میں ہو جائے بہتر ہے تکلیف بھی کم ہوتی اور زخم بھی جلدی بھر جاتا ہے۔ (اسلامی زندگی ملخصاً،ص28،مکتبہ المدینہ، کراچی)

سوال: بچہ اگر ایسا پیدا ہوا، جسے ختنہ کی حاجت نہیں، تو کیا کیا جائے؟

جواب: بچہ پیدا ہی ایسا ہوا کہ ختنہ میں جو کھال کاٹی جاتی ہے وہ اس میں نہیں ہے تو ختنہ کی حاجت نہیں۔ اور اگر کچھ کھال ہے جس کو کھینچا جا سکتا ہے مگر اسے سخت تکلیف ہوگی اور حشفہ (سپاری) ظاہر ہے تو حجاموں کو دکھایا جائے، اگر وہ کہہ دیں کہ نہیں ہو سکتی تو چھوڑ دیا جائے، بچہ کو خواہ مخواہ تکلیف نہ دی جائے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع عشر فی الختان،ج5،ص358)

سوال: اگر بالغ شخص مسلمان ہوا تو کیا وہ ختنہ کروائے گا؟

جواب: نومسلم کے ختنہ کی صورتیں بیان کرتے ہوئے اِمامِ اَہلسنّت، مولٰینا شاہ امام اَحمد رَضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ہاں اگر خود کر سکتا ہو تو آپ اپنے ہاتھ سے کر لے یا کوئی عورت جو اس کام کو کر سکتی ہو، ممکن ہو تو اُس سے نکاح کرا دیا جائے وہ ختنہ

کردے، اس کے بعد چاہے تو اسے چھوڑ دے (یعنی طلاق دیدے) یا کوئی کنیز شرعی (ختنہ سے) واقف ہو تو وہ خرید دی جائے۔ (فی زمانہ غلام اور کنیز کا سلسلہ بند ہے) اور اگر یہ تینوں صورتیں نہ ہو سکیں تو حجام ختنہ کردے کہ ایسی ضرورت کیلئے ستر دیکھنا دِکھانا منع نہیں۔''

(فتاوی رضویہ،ج22،ص593رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: بوڑھا آدمی مسلمان ہوا، وہ کیا کرے؟

جواب: بوڑھا آدمی مشرف باسلام ہوا جس میں ختنہ کرانے کی طاقت نہیں تو ختنہ کرانے کی حاجت نہیں۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع عشر فی الختان،ج5،ص357)

سوال: بچے کا ختنہ کرانا کس کا کام ہے؟

جواب: ختنہ کرانا باپ کا کام ہے وہ نہ ہو تو اس کا وصی، اس کے بعد دادا پھر اس کے وصی کا مرتبہ ہے۔ ماموں اور چچا یا ان کے وصی کا یہ کام نہیں، ہاں اگر بچہ ان کی تربیت و عیال میں ہو تو کر سکتے ہیں۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع عشر فی الختان،ج5،ص358)

کچھ امورِ باطنیہ

(1) توکُّل کی تعریف: ضروری اسباب کے اختیار کرنے میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے اللہ عزوجل پر بھروسہ رکھنا اور اِس بات کا یقین رکھنا کہ جو کچھ مقدّر میں ہے وہ ہو کر رہے گا۔ (القاموس الفقیہ، ج 14، ص 185)

(2) قناعت کی تعریف: روزمرّہ استعمال ہونے والی چیزوں کے نہ ہونے پر بھی راضی رہنا قناعت ہے۔ (التعریفات للجرجانی، ص 126)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عَمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا، جو اسلام لایا اور اسے بقدرِ کفایت رزق دیا گیا اور اللہ عزوجل نے اسے قناعت کی توفیق عطا فرمائی تو وہ فلاح پاگیا۔

(ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الکفاف والصبر علیہ، رقم 2355، ج 4، ص 156)

(3) زُہد کی تعریف: کسی چیز کو چھوڑ کر ایسی اُخروی چیز کی طرف رغبت کرنا جو اُس سے بہتر ہو۔ (احیاء العلوم، ج 4، ص 267)

حضرت سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: دنیا میں زہدو تقویٰ اختیار کرنے والے لوگ، کل (بروزِ قیامت) اللہ عزوجل کے قرب میں ہوں گے۔

(الجامع الصغیر، الحدیث 3597، ص 219)

(4) اخلاص کی تعریف: اخلاص یہ ہے کہ بندہ نیک اعمال صرف اور صرف اللہ عزوجل کی رِضا اور خوشنودی کیلئے کرے۔ (مرقاۃ المفاتیح، ج 1، ص 436)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی چالیس دن تک اخلاص کے ساتھ عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل سے زبان پر حکمت کے چشمے جاری کر دیتا ہے۔ (احیاء علوم الدین، فضیلۃ الاخلاص، ج 4، ص 376، دارالمعرفہ، بیروت)

(5) تواضع کی تعریف: اپنے آپ کو حقیر اور کمتر سمجھنے کو تواضع کہتے ہیں۔

(منہاج العابدین، ص 81)

شفیعِ روزِ شمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا، اللہ عزوجل بندے کے عفوو درگزر کی وجہ سے اس کی عزت میں اضافہ فرما دیتا ہے اور جو شخص اللہ عزوجل کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ عزوجل اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب البر، باب استحباب العفو والتواضع، الحدیث 7210، ص 1130)

(6) حیاء کی تعریف: کسی کام کے ارتکاب کے وقت مذمت اور ملامت کے خوف سے انسان کی حالت کا تبدیل ہو جانا حیاء کہلاتا ہے۔ (عمدۃالقاری، ج 1، ص 198)

ایک اور تعریف یوں کی گئی کہ حیا وہ وصف ہے جو برے کام کے ترک پر ابھارتا ہے، اور حقدار کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی سے منع کرتا ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی، ج 1، ص 47)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک انصاری شخص پر گزرے جو اپنے بھائی کو شرم وحیاء کے متعلق نصیحت کر رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو کیونکہ حیاء ایمان سے ہے۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الاداب، باب الرفق والحیاء، الفصل الاول، ج 2، ص 228)

(7) حرص کی تعریف: خواہشات کی زیادتی کے ارادے کا نام حرص ہے۔ اور قاموس المحیط میں ہے کہ اپنا حصہ حاصل کر لینے کے باوجود دوسرے کے حصے کی لالچ رکھے۔ (مرقاۃالمفاتیح، ج 9، ص 119)

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: اگر ابنِ آدم کے پاس سونے کی دو وادیاں بھی ہوں تب بھی یہ تیسری کی خواہش کریگا اور ابنِ آدم کا پیٹ قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب تو ان لابن آدم، الحدیث1048، ص842)

(8) حُبِّ جاہ کی تعریف: لوگوں میں شہرت اور ناموری چاہنا حبِ جاہ ہے۔

(احیاء العلوم، ج 3، ص 454)

حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے حبیب، حبیبِ لبیب عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے: دو بھوکے بھیڑیے اگر بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے جائیں تو اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ مال و دولت کی حرص اور حب جاہ انسان کے دین کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

(جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب حدیث ماذئبان جائعان، الحدیث2376، ص 1890)

(9) ریاکاری کی تعریف: اخلاص کو چھوڑ دینے کا نام ریاکاری ہے چنانچہ اللہ ربُّ العزت کے علاوہ کسی اور کا لحاظ رکھتے ہوئے کوئی عمل کرنا ریا ہے۔

(التعریفات للجرجانی، ص82)

اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: مجھے تم پر سب سے زیادہ شرکِ اصغر یعنی دکھاوے میں مبتلا ہونے کا خوف ہے، اللہ عزوجل قیامت کے دن کچھ لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا دیتے وقت ارشاد فرمائے گا کہ ان لوگوں کے پاس جاؤ جن کے لئے دنیا میں تم دکھاوا کرتے تھے اور دیکھو کہ کیا تم ان کے پاس کوئی جزا پاتے ہو؟

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث محمود بن لبید، الحدیث23692، ج9، ص160)

(10) عُجب کی تعریف: مُنعمِ حقیقی (یعنی اللہ تعالیٰ) کی نعمت وعطا کو بھول کر کسی دینی یا دنیوی نعمت کو اپنا ہی کمال تصور کرنا، اور اس کے زوال سے بے خوف ہو جانا عجب ہے۔

(احیاء العلوم، ج 3، ص454)

اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزّہٌ عنِ العُیوب عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے: گناہ پر نادم ہونے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں، نادم

ہونے والا رحمت کا منتظر ہوتا ہے جبکہ خود پسندی کرنے والا اللہ عزوجل کی ناراضگی کا منتظر ہوتا ہے۔ (شعب الایمان ، باب فی معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ ،رقم 7178،ج 5،ص436)

(11) تکبّر کی تعریف: تکبر یہ ہے کہ انسان خود کو دوسروں سے بڑا خیال کرے۔

(مفردات امام راغب ،ص 697)

حدیث پاک میں ہے: جس کسی کے دل میں رائی برابر ایمان ہوگا وہ جہنم میں نہیں جائے گا اور جس کسی کے دل میں رائی برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر و بیانہ،الحدیث148،ص61)

(12) ظلم کی تعریف: کسی چیز کو اس کی جگہ نہ رکھنا ظلم ہے اور شریعت میں ظلم سے مراد یہ ہے کہ کسی کا حق مارنا یا اس کے ساتھ زیادتی کرنا۔

(التعریفات للجرجانی ، ص102.103)

اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا ہے، مگر جب پکڑتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں، اس کے بعد یہ آیت تلاوت کی: ﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ ﴾

ترجمہ: ایسی ہی تیرے رب کی پکڑ ہے، جب وہ ظلم کرنے والی بستیوں کو پکڑتا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر،باب (و کذلک اخذ ربک ...الخ)الحدیث4686،ج2،ص127)

(13) فُحش کی تعریف: فحش، وہ بے ہودہ باتیں اور بُرے افعال ہیں جن سے فطرتِ سلیمہ نفرت کرے اور عقلِ صحیح اسے خامی قرار دے۔ (التعریفات للجرجانی ، ص 117)

حُضُور تاجدارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحِبِ مُعطّر پسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانِ باقرینہ ہے: اُس شخص پر جنّت حرام ہے جو فُحش گوئی (یعنی بے حیائی کی بات) سے کام لیتا ہے۔

(الجامِعُ الصَّغیر لِلسُّیُوطی ،ص 221،حدیث 3648،دارالکتب العلمیۃ بیروت)

(14) غیبت کی تعریف: کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو (جس کو وہ دوسروں کے سامنے ظاہر ہونا ناپسند کرتا ہو) اس کی برائی کے طور پر بیان کرنا غیبت کہلاتا ہے۔

ابو سعید و جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت چیز ہے۔ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) زنا سے زیادہ سخت غیبت کیونکر ہے۔ فرمایا کہ مرد زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اور غیبت کرنے والے کی مغفرت نہ ہوگی، جب تک وہ نہ معاف کردے جس کی غیبت ہے۔

(شعب الإیمان، باب فی تحریم إعراض الناس، الحدیث 6741، ج5، ص306)

(15) حسد کی تعریف: کسی شخص کی نعمت دیکھ کر یہ آرزو کرنا کہ یہ نعمت اس سے زائل ہو کر مجھے مل جائے حسد کہلاتا ہے۔ (التعریفات للجرجانی، ص62)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: حسد سے دور رہو؛ کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو، یا فرمایا: گھاس کو کھا جاتی ہے۔

(سنن أبی داود، کتاب الأدب، باب فی الحسد، الحدیث 4903، ج4، ص361)

(16) کینہ کی تعریف: دل میں دشمنی کو چھپائے رکھنا اور موقع پاتے ہی اس کا اظہار کرنا کینہ ہے۔ (لسان العرب، ج1، ص888)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہر ہفتہ میں دو مرتبہ بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کئے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہر بندہ مومن کو بخش دیتا ہے لیکن اس بندے کو کہ اس کے اور اس کے (دینی) بھائی کے درمیان بغض و کینہ ہو، اس کی اللہ تعالیٰ مغفرت نہیں فرماتا۔

(کنز العمال، کتاب الاخلاق، من قسم الاقوال، الحقد والشحناء، الحدیث 7449، الجزء الثالث، ص187)

قرآن کے بارے میں معلومات

سوال: قرآنِ مجید میں کل کتنے پارے ہیں؟

جواب: قرآنِ مجید میں کل 30 تیس پارے ہیں۔

سوال: قرآنِ مجید میں سب سے بڑی سورت کونسی ہے؟

جواب: قرآنِ مجید کی سب سے بڑی سورت "البقرۃ" ہے، جو کہ پہلے پارے میں موجود ہے۔

سوال: قرآنِ مجید میں سب سے چھوٹی سورت کونسی ہے؟

جواب: قرآنِ مجید کی سب سے چھوٹی سورت "الکوثر" ہے، جو کہ آخری پارے میں موجود ہے۔

سوال: قرآنِ مجید میں سب سے پہلی سورت کونسی ہے؟

جواب: قرآنِ مجید میں سب سے پہلی سورت "الفاتحۃ" ہے۔

سوال: قرآنِ مجید میں سب سے آخری سورت کونسی ہے؟

جواب: قرآنِ مجید میں سب سے آخری سورت "الناس" ہے۔

سوال: قرآنِ مجید کی سب سے پہلے کونسی آیت نازل ہوئی؟

جواب: قرآنِ مجید کی سب سے پہلے آیت "اقرء باسم ربك الذی خلق" نازل ہوئی، جو کہ آخری پارے میں موجود ہے۔

سوال: قرآنِ مجید کی سب سے آخری کونسی آیت نازل ہوئی؟

جواب: قرآنِ مجید کی سب سے آخر میں آیت "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ" نازل ہوئی، جو کہ پارہ 6 سورۃ المائدہ میں موجود ہے۔

سوال: قرآنِ مجید میں کل آیاتِ سجدہ کتنی ہیں؟

جواب: قرآنِ مجید میں فقہ حنفی کے مطابق 14 سجدے ہیں۔

سوال: قرآنِ مجید کی کتنی منزلیں ہیں؟

جواب: قرآنِ مجید میں سات منزلیں ہیں۔

سوال: قرآنِ مجید میں کل کتنی سورتیں ہیں؟

جواب: قرآنِ مجید میں 114 سورتیں ہیں۔

سوال: مکی سورتوں کی تعداد کیا ہے؟

جواب: مکی سورتیں 86 ہیں۔

سوال: مدنی سورتیں کتنی ہیں؟

جواب: مدنی سورتیں 28 ہیں۔

سوال: قرآنِ مجید کے 30 پاروں میں کل کتنے رکوع ہیں؟

جواب: قرآنِ مجید میں کم وبیش 540 رکوع ہیں۔

سوال: قرآنِ مجید کے 30 پاروں میں کل کتنی آیات ہیں؟

جواب: قرآنِ مجید کے 30 پاروں میں کم وبیش 6666 آیات ہیں۔

سوال: قرآنِ مجید کے تیس پاروں میں حرکات کتنی ہیں؟

جواب: قرآنِ مجید میں حرکات کی تعداد کم وبیش کچھ یوں ہے:

زبر: 53243، زیر: 39582، پیش: 8804، مدّ: 1771، شدّ: 1243، نقطے: 105681

سوال: قرآنِ مجید میں کل حروفِ تہجی کتنے ہیں؟

جواب: قرآنِ مجید میں کم وبیش 323760 حروفِ تہجی ہیں۔

ماخذ ومراجع

قرآن مجید، کلام الٰہی

(ترجمۂ قرآن کنزالایمان، اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی 1340ھ)

کتب التفاسیر

(تفسیر الطبری، امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی 310ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(تفسیر البغوی، امام ابو محمد الحسین بن مسعود فراء بغوی متوفی 516ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(الجامع لأحکام القرآن للقرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی متوفی 671ھ، دار الفکر، بیروت)

(التفسیر الکبیر، امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی متوفی 606ھ، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(مدارک التنزیل وحقائق التأویل للنسفی، امام عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی متوفی 710ھ، دار المعرفہ، بیروت)

(تفسیر الخازن، علاء الدین علی بن محمدبغدادی متوفی 741ھ، اکوڑہ خٹک نوشہرہ)

(تفسیر ابن کثیر، عماد الدین إسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی متوفی 774ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(تفسیر الجلالین، امام جلال الدین محلی متوفی 863ھ وامام جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ، باب المدینہ کراچی)

(الدر المنثور، امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی 911ھ، دار الفکر، بیروت)

(تفسیرات أحمدیہ، شیخ احمد بن ابی سعید المعروف بملّا جیون جونپوری

متوفی 1130ھ، پشاور)

(روح البیان، مولی الروم شیخ اسماعیل حقی بروسی متوف 1137ھ، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

(تفسیر عزیزی، شاہ عبد العزیز بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی 1239ھ)

(حاشیۃ الصاوی، احمد بن محمد صاوی مالکی خلوفی متوفی 1241ھ، باب المدینہ کراچی)

(روح المعانی، ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی 1270ھ، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

کتب الحدیث

(المصنف لابن أبی شیبۃ، حافظ عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی عبسی متوفی 235ھ، دار الفکر، بیروت)

(المسند للإمام أحمد بن حنبل، امام احمد بن محمد بن حنبل متوفی 241ھ، دار الفکر، بیروت)

(صحیح البخاری، امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی 256ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(صحیح مسلم، امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی 261ھ، دار المغنی، عرب شریف)

(سنن ابن ماجہ، امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی 273ھ، دار المعرفہ، بیروت)

(سنن أبی داود، امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی 275ھ، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(جامع ترمذی، امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی 279ھ، دار المعرفہ،

بیروت)

(مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار،أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبيد الله العتكي المعروف بالبزار (المتوفى 292ھ،الناشر :مكتبة العلوم والحكم ،المدينة المنورة)

(مسند أبي يعلى ،شيخ الاسلام ابو يعلى احمدبن علي بن مثنى موصلي متوفى 307ھ،دار الكتب العلميه، بيروت)

(المعجم الكبيرللطبراني ،المعجم الكبير ---امام ابو القاسم سليمان بن احمد طبراني، متوفى 360ھ،دار احياء التراث العربي، بيروت)

(المعجم الأوسط للطبراني ،امام ابو القاسم سليمان بن احمد طبراني متوفى 360ھ،دار احياء التراث العربي، بيروت)

(الجامع الصغير،امام ابو القاسم سليمان بن احمد طبراني متوفى 360ھ،دار الكتب العلميه،بيروت)

(المستدرك للحاكم،امام ابو عبد الله محمد بن عبد الله حاكم نيشاپوري متوفى 405 ھ،دار المعرفه، بيروت)

(شعب الإيمان،امام ابو بكر احمد بن حسين بن علي بيهقي متوفى 458ھ،دار الكتب العلميه، بيروت)

(إثبات عذاب القبرللبيهقي ،امام ابؤ بكر احمد بن الحسين بن علي بيهقي متوفى 458ھ،بيروت)

(شرح السنة،امام ابو محمدحسين بن مسعود بغوي متوفى 516ھ،دار الكتب العلميه، بيروت)

(شرح النووي،امام محي الدين ابوز كريا يحيىٰ بن شرف نووي متوفى 676ھ،باب المدينه كراچي)

(مشکاۃ المصابیح،علامہ ولی الدین تبریزی، متوفی 742ھ،دار الکتب العلمیہ
بیروت)
(مجمع الزوائد،حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیتمی متوفی 807ھ،دار الفکر،
بیروت)
(فتح الباری،امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی 852ھ،دار الکتب
العلمیہ، بیروت)
(عمدۃالقاری ،امام بدرالدین ابومحمدمحمودبن احمدعینی،متوفیٰ 855ھ،دارالفکر
بیروت)
(إرشاد الساری،شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی متوفی 923ھ،دار الفکر،
بیروت)
(المرقاۃ،کتاب العلم،علامہ ملا علی بن سلطان قاری ،متوفی 1014ھ،دار الفکر،
بیروت)
(فیض القدیر،علامہ محمد عبد الرءُوف مناوی متوفی 1031ھ،دار الکتب العلمیہ،
بیروت)
(أشعۃ اللمعات،شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی، متوفی1052ھ، کوئٹہ)
(الترغیب والترہیب،امام زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی منذری متوفی
1248ھ،دار الکتب العلمیہ، بیروت)
(مرأۃ المناجیح،حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی 1391ھ،ضیاء
القرآن پبلی کیشنز)

کتب العقائد

(فقہ اکبر،امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت متوفی150ھ،باب المدینہ کراچی)
(تمہید لأبی شکور سالمی،ابو شکور سالمی حنفی معاصر سید علی ہجویری

علیهما الرحمه)

(العقائدلعمر النسفي،نجم الدين عمر بن محمد نسفي متوفي 537ھ،باب المدينه كراچي)

(شرح المواقف،قاضي عضد الدين عبد الرحمن ايجي متوفي 756ھ،دار الكتب العلميه،بيروت)

(شرح المقاصد،علامه مسعود بن عمر سعد الدين تفتازاني متوفي 793ھ،دار الكتب العلميه،بيروت)

(شرح عقائد نسفيه،علامه مسعود بن عمر سعد الدين تفتازاني متوفي 793ھ،باب المدينه كراچي)

(المسامرة شرح المسايرة ، كمال الدين محمد بن محمد المعروف بابن ابي شريف متوفي 906ھ،مطبعة السعادة بمصر)

(اليواقيت والجواهر،عبدالوهاب بن احمد بن علي بن احمدشعراني متوفي 973ھ،دار الكتب العلميه، بيروت)

(منح الروض الأزهر،شيخ علي بن سلطان المعروف بملا علي قاري متوفي1014ھ،باب المدينه ، كراچي)

(تكميل الإيمان،حضرت شيخ عبد الحق محدث دهلوي متوفي 1052ھ،باب المدينه كراچي)

(النبراس،علامه محمد عبد العزيز فرباري متوفي 1239ھ،مدينة الاولياء،ملتان)

(المعتقد المنتقد،علامه فضل الرسول بدايوني متوفي 1289ھ،بركاتي پبلشرز، كراچي)

(المعتمد المستند،اعلي حضرت امام احمد رضاخان متوفي1340ھ،بركاتي پبلشرز، كراچي)

كتب الفقه

(مختصر القدوری،علامه ابوالحسین احمد بن محمدبن احمدالقدوری،متوفیٰ 448ھ ، مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی)

(خلاصۃ الفتاوی،علامہ طاہر بن عبدالرشید بخاری، متوفی 542ھ، کوئٹہ)

(البدائع والصنائع،ملك العلماء امام علاء الدين ابو بكربن مسعود كاسانی متوفی 587ھ،داراحیاء التراث العربی،بیروت ودارالکتب العلمیہ،بیروت)

(الفتاوی قاضی خان،قاضی حسن بن منصور بن محمود اوزجندی متوفی 592 ھ،پشاور)

(الهداية،برہان الدين علی بن ابی بکر مَرغینانی متوفی 593ھ،دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(المحیط البرہانی،أبو المعالی برہان الدين محمود بن أحمد بن عبد العزيز بن عمر بن مَازَة البخاری الحنفی (المتوفی616ھ)

(فتح القدير، کمال الدين محمد بن عبد الواحد المعروف بابن ہمام متوفی 681ھ، کوئٹہ)

(منیۃ المصلی،علامہ سدیدالدین محمد بن محمد کاشغری، متوفی 705ھ،ضیاء القرآن، لاہور)

(المدخل،علامہ محمد بن محمد،المشہور ابن الحاج،متوفی 737ھ،دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(شرح الوقایۃ،علامہ صدرالشریعۃ عبید اللہ بن مسعود، متوفی 747ھ،باب المدینہ کراچی)

(التاتارخانیۃ،علامہ عالم بن علاء انصاری دہلوی متوفی 786ھ،باب المدینہ کراچی)

(الجوہرۃ ،علامہ ابوبکر بن علی حداد، متوفی 800ھ،باب المدینہ کراچی)

(فتاوی بزازیہ،حافظ الدین محمد بن محمد بن المعروف بابن بزار متوفی 827ھ، کوئٹہ)

(البحر الرائق،علامہ زین الدین بن نجیم، متوفی 970 ھ ،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(الحاوی للفتاوی،امام جلال الدین عبد الرحمن سیوطی متوفی 911ھ،دار الفکر، بیروت)

(فتاوی حدیثیہ،شیخ الاسلام احمدبن محمد بن علی بن حجرہیتمی متوفی 974ھ،دار احیاء التراث العربی، بیروت) .

(غنیۃ المتملی،علامہ محمد ابراہیم بن حلبی ، متوفی 956ھ،سہیل اکیڈمی، لاہور)

(تنویر الابصار،علامہ شمس الدین محمد بن عبد اللہ بن احمد تمرتاشی، متوفی 1004ھ،دارالمعرفۃ، بیروت)

(مراقی الفلاح،علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی، متوفی 1069 ھ،مدینۃ الاولیاء ، ملتان والمکتبۃ العصریہ،بیروت)

(مجمع الأنہر،عبد الرحمن بن محمد بن سلیمان کلیبولی متوفی 1078ھ،دار الکتب العلمیہ ،بیروت)

(الدر المختار،محمد بن علی المعروف بعلاء الدین حصکفی متوفی 1088ھ،دار المعرفہ، بیروت)

(الفتاوی الہندیۃ،علامہ ہمام مولانا شیخ نظام متوفی 1161ھ وجماعۃ من علماء الہند،دار الفکر بیروت)

(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح،علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی متوفی 1241ھ، کوئٹہ)

(ردالمحتار،محمد امین ابن عابدین شامی متوفی 1252ھ،دار المعرفه، بیروت)

(العقود الدرية،محمد امین ابن عابدین شامی متوفی 1252ھ)

(الفتاوی الرضویة،اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی 1340ھ،رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(جد الممتار،اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی 1340ھ،مکتبة المدینه، کراچی)

(فتاوی مصطفویه ،ابوالبرکات مفتئ اعظم ہند الشاہ مصطفی رضا خاں(المتوفی1402ھ))

(بہار شریعت،مفتی محمد امجد علی اعظمی متوفی 1367ھ، مکتبة المدینه، کراچی)

کتب قواعد فقهيه

(الأشباه والنظائر،الشیخ زین الدین بن ابراہیم الشہیر بابن نحیم متوفی 970ھ،دار الکتب العلمیه، بیروت)

کتب السيرة

(الشفا،القاضی ابو الفضل عیاض مالکی متوفی 544 ھ،مرکز اہلسنت برکات رضا، ہند)

(أسد الغابة فی معرفة الصحابة،امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی 852ھ،دار الکتب العلمیه، بیروت)

(الخصائص الکبری،امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی 911ھ،دار الکتب العلمیه، بیروت)

(شرح الشفاللملا علی القاری،ملا علی قاری ہروی حنفی متوفی 1014ھ،دار الکتب العلمیه، بیروت)

(مدارج النبوۃ،شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی 1052ھ،نوریہ رضویہ لاہور)

کتب التصوف

(إحياء العلوم،امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی متوفی 505ھ،دار صادر، بیروت)

(منهاج العابدين ،امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی متوفی 505ھ)

(الفتوحات المكية،شیخ ابو عبدالله محمد محی الدين ابن عربی متوفی 638ھ،دار الفكر بيروت)

(بهجة الأسرار،ابو الحسن نور الدين علی بن يوسف شطنوفی متوفی 713ھ،دار الكتب العلميه، بيروت)

(المواهب اللدنية، المقصد الرابع، الفصل الثانی،شهاب الدين احمد بن محمد قسطلانی متوفی 932ھ،دار الكتب العلميه، بيروت)

(الطبقات الكبرى،عبد الوهاب بن احمد بن علی احمدشعرانی متوفی 973ھ،دار الفكر، بيروت)

(سبع سنابل،میر عبد الواحد بلگرامی متوفی 1017ھ،مکتبہ قادریہ لاہور)

(نسيم الرياض،شهاب الدين احمد بن محمد بن عمر خفاجی متوفی 1069ھ،دارالكتب العلميه، بيروت)

(الحديقة الندية شرح الطريقة المحمدية،عارف بالله سيدی عبد الغنی نابلسی حنفی متوفی 1141ھ،پشاور)

(فيوض الحرمين للشاه ولی الله المحدث الدهلوی،شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی 1176ھ،محمد سعید اینڈ سنز، کراچی)

کتب المتفرقه

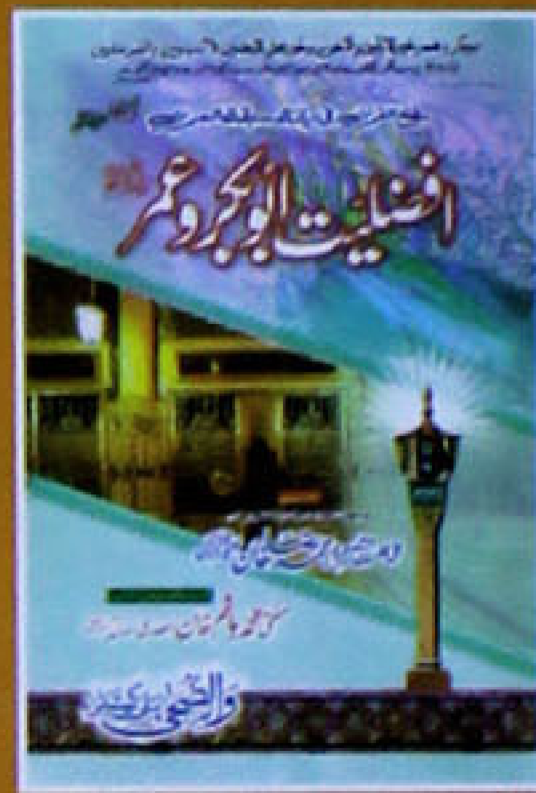
(مفردات امام راغب ،المؤلف :أبو القاسم الحسين بن محمد المعروف بالراغب

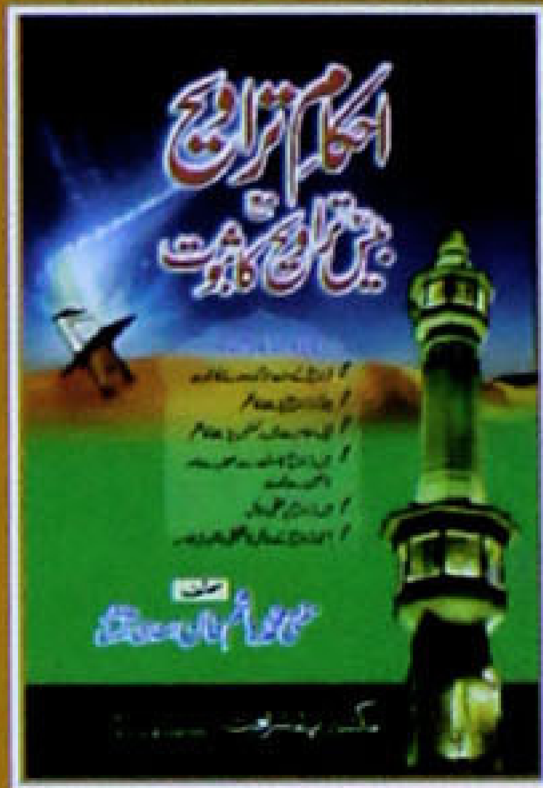
الأصفهاني (المتوفى 502ھ)
(صفة الصفوة لابن الجوزی، امام جمال الدین ابی الفرج ابن جوزی متوفی 597ھ، دار الکتب العلمیه، بیروت)
(لسان العرب، محمد بن مکرم بن علی، أبو الفضل، جمال الدین ابن منظور الأنصاری الرویفعی الإفریقي (المتوفی 711ھ، الناشر: دار صادر بیروت)
(الحیاۃ الحیوان الکبری، کمال الدین محمد بن موسی دمیری متوفی 808ھ، دار الکتب العلمیه، بیروت)
(التعریفات للجرجاني، سید شریف علی بن محمدبن علی الجرجانی 816ھ)
(الحبائك في أخبار الملائك، امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی 911ھ)
(شرح الصدور، امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی 911ھ)
(حدائق بخشش، اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی 1340ھ، مکتبة المدینه، کراچی)
(ملفوظات، اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی 1340ھ، مشتاق بك كارنر، لاہور)
(سوانح کربلا، صدرالافاضل نعیم الدین مراد آبادی (1367ھ) مکتبۃالمدینه، کراچی)
(خطبات محرم، مولانا مفتی جلال الدین امجدی متوفی 1422ھ، شبیر برادز، لاہور)
(دقائق الأخبار)
(القاموس الفقیه)

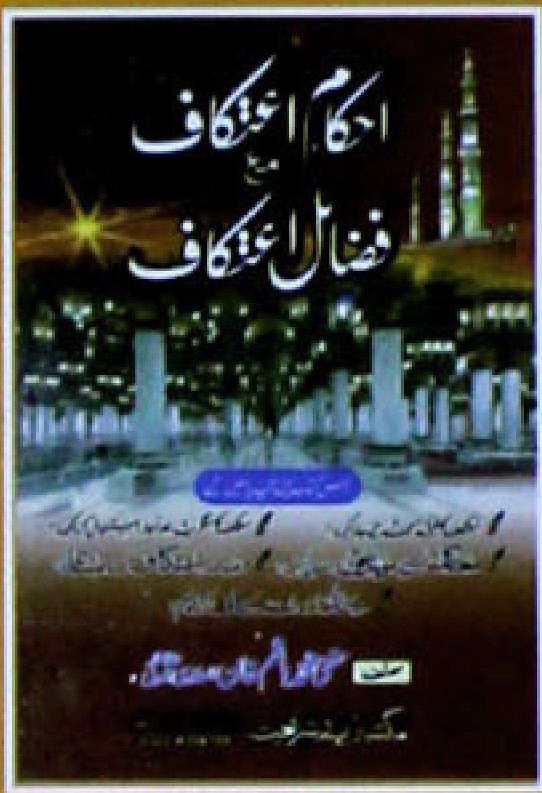
مصنف کی دیگر قابل مطالعہ کتب

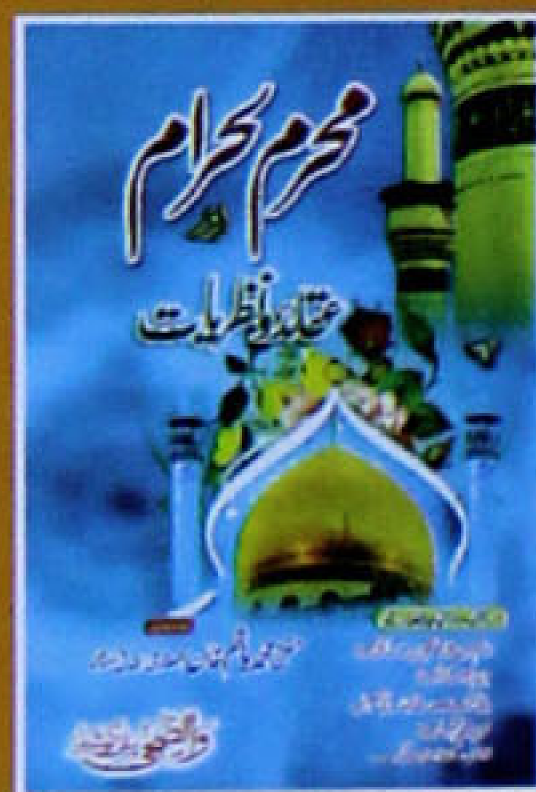
نام کتاب	مصنف
مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین ترجمہ وتحقیق وتخریج وتقدیم، تحشیہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان مفتی محمد ہاشم خان العطاری
احکام تعویذات مع تعویذت کا ثبوت	مفتی محمد ہاشم خان العطاری
احکام عمامہ مع سبز عمامہ کا ثبوت	مفتی محمد ہاشم خان العطاری
احکام داڑھی مع وجوبِ داڑھی پر دلائل	مفتی محمد ہاشم خان العطاری
احکام لقمہ	مفتی محمد ہاشم خان العطاری
میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور معمولات ونظریات	مفتی محمد ہاشم خان العطاری
محرم الحرام اور عقائد ونظریات	مفتی محمد ہاشم خان العطاری
معراج النبی اور معمولات ونظریات	مفتی محمد ہاشم خان العطاری
حکومت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی	مفتی محمد ہاشم خان العطاری
تلخیص فتاوی رضویہ جلد 5	مفتی محمد ہاشم خان العطاری
تلخیص فتاوی رضویہ جلد 6	مفتی محمد ہاشم خان العطاری
تلخیص فتاوی رضویہ جلد 7	مفتی محمد ہاشم خان العطاری
تلخیص فتاوی رضویہ جلد 8	مفتی محمد ہاشم خان العطاری
تلخیص فتاوی رضویہ جلد 9	مفتی محمد ہاشم خان العطاری

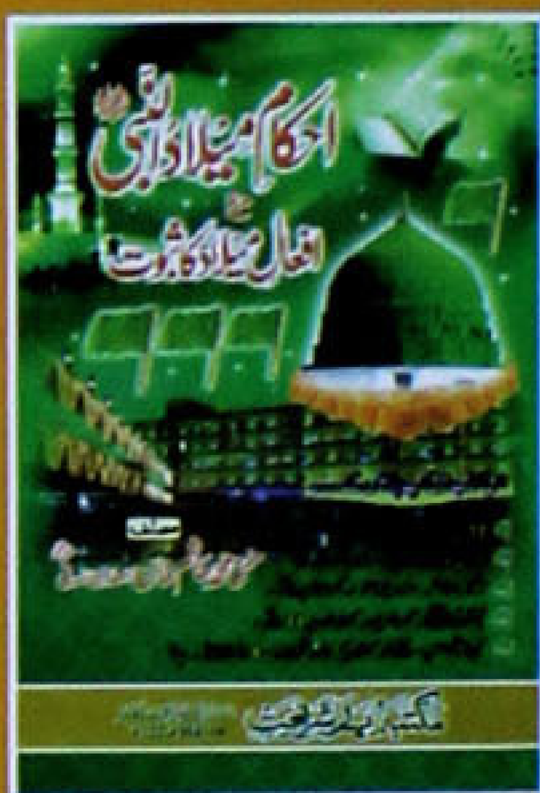
مصنف کی دیگر کتب

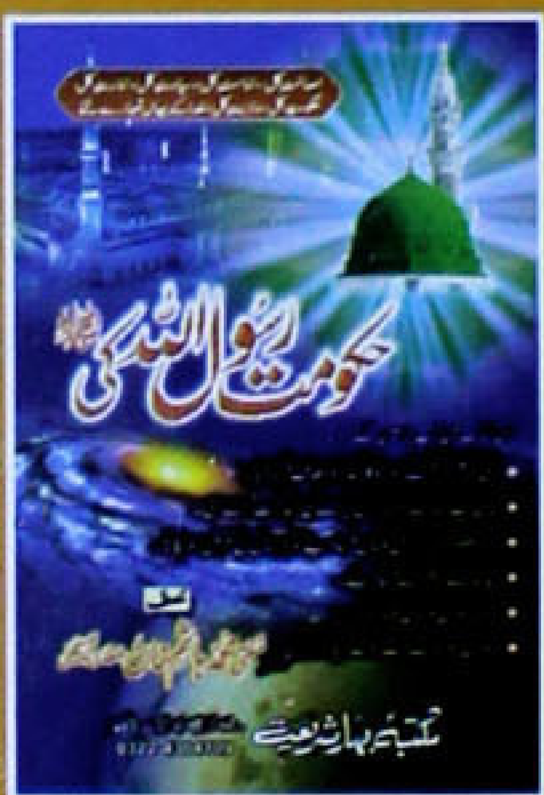


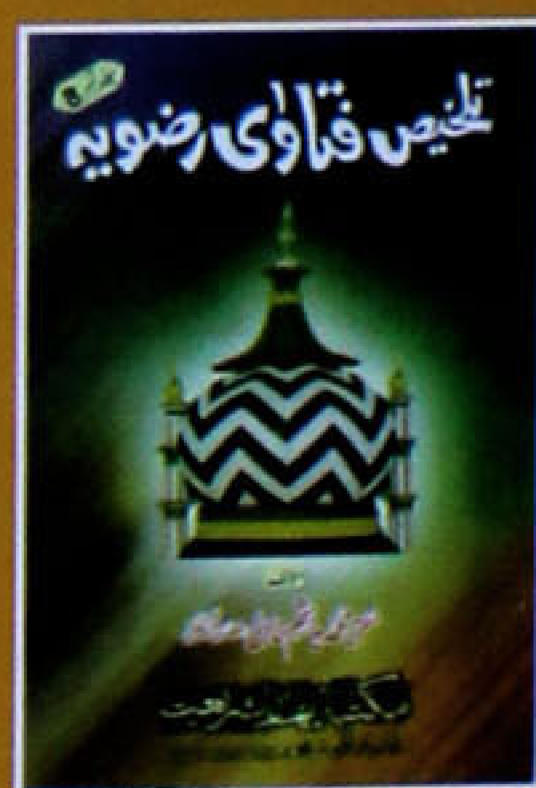


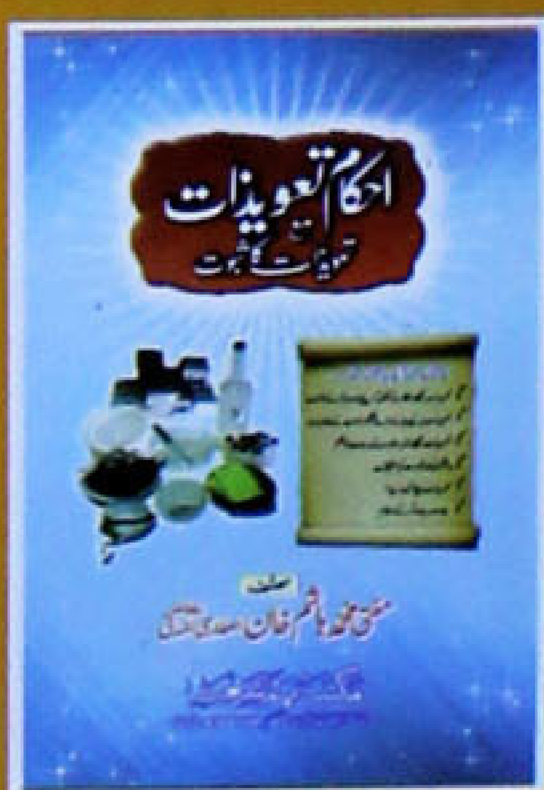


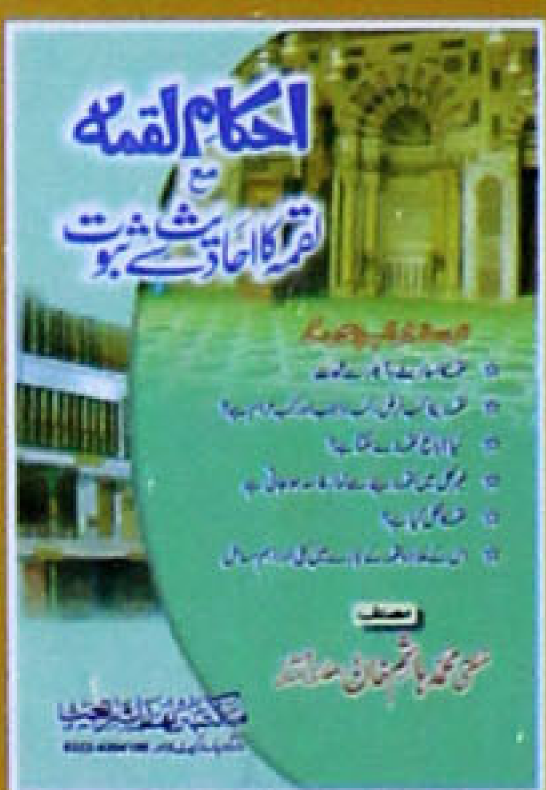


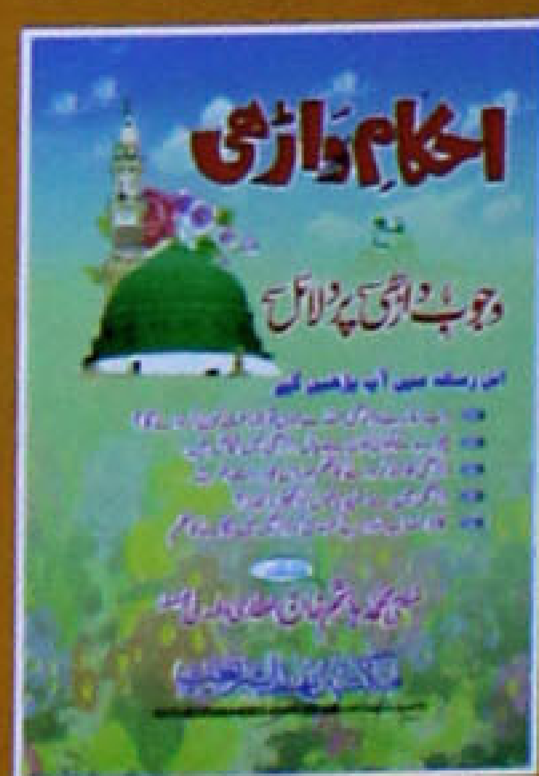


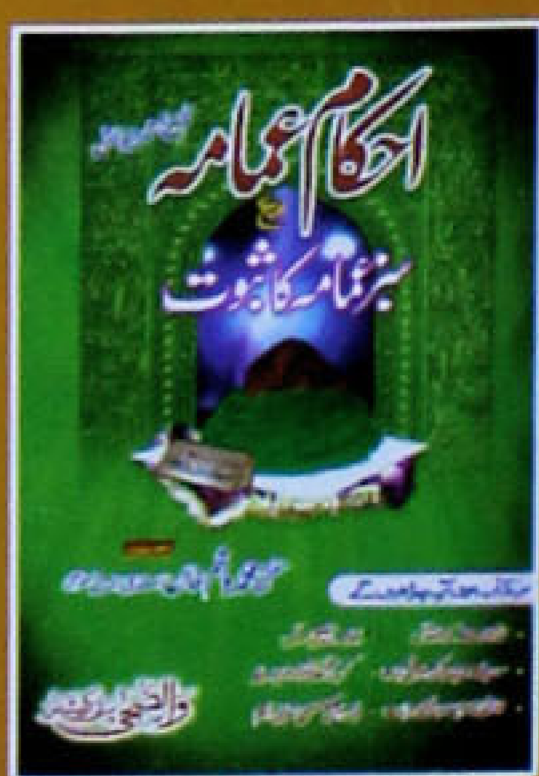


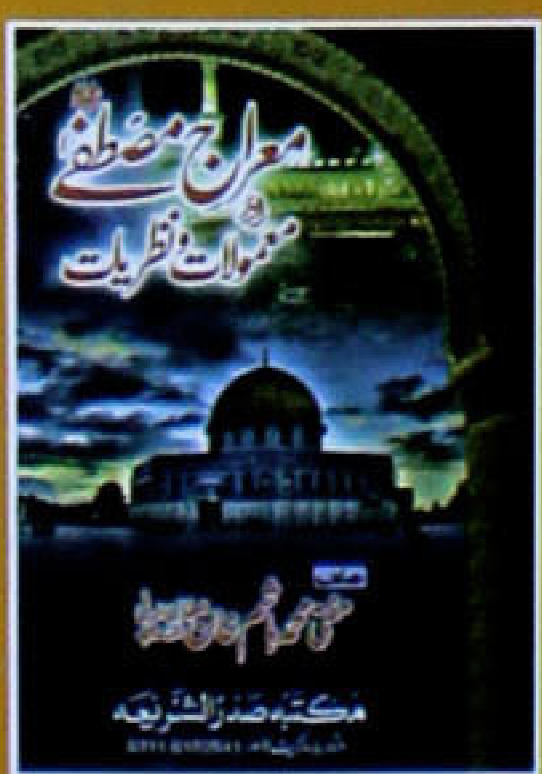












مکتبہ امام اہلسنت 0332-9292026